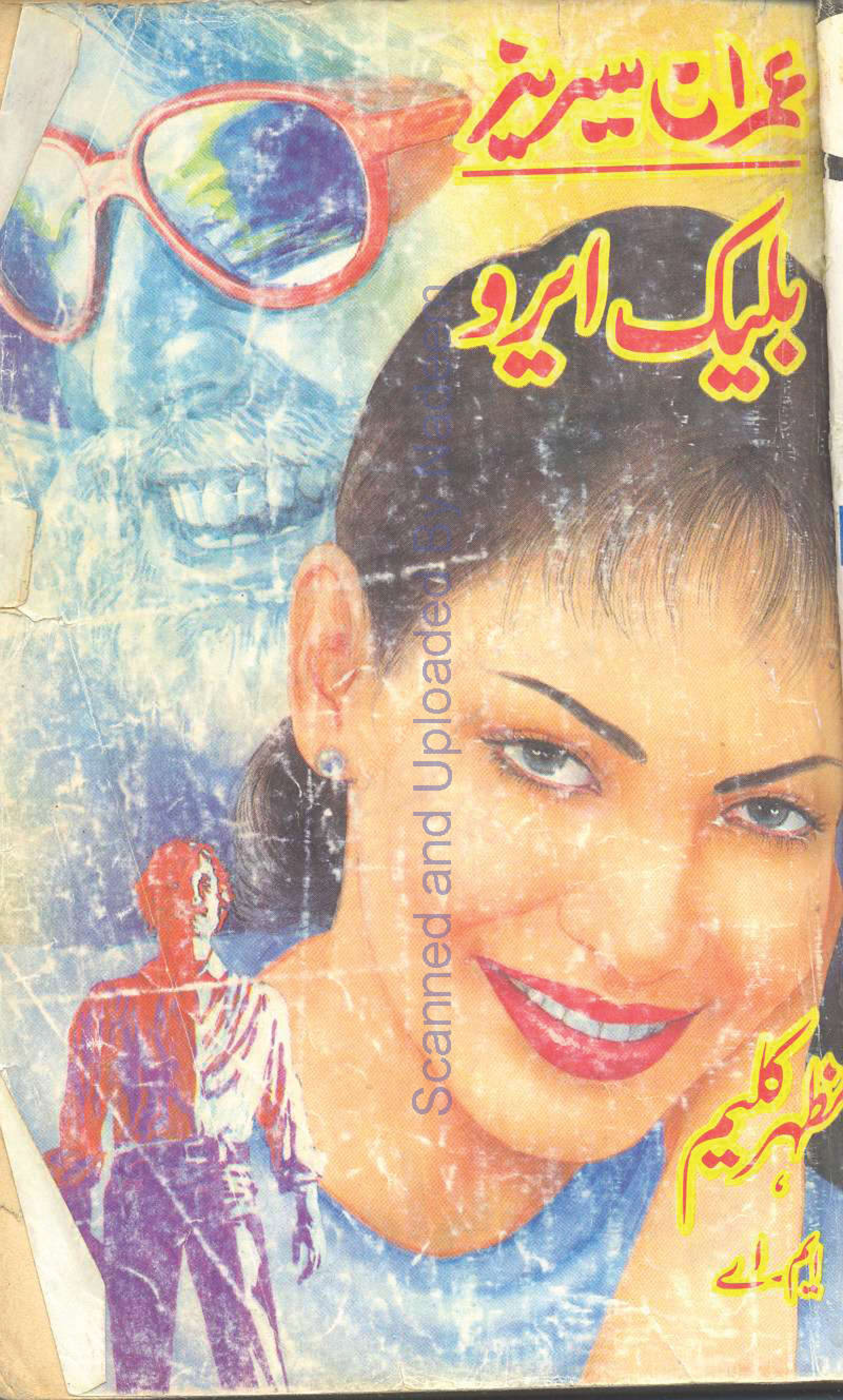

Scanned and Uploaded By Nadeem

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ اشرف قریشی

------ یوسف قریشی

پرنٹر ------ محمد یونس

طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ------ -/55 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "بلیک ایرو" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں پاکیشیا کی ایک انتہائی اہم وفاقی لیبارٹری کی تباہی کا مشن سامنے آیا ہے اور بلیک ایرو نامی تنظیم کے ایجنٹوں نے اپنی بے پناہ ذہانت سے نہ صرف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقتاً نہیں بلکہ حقیقتاً تگنی کا ناچ ناچنے پر مجبور کر دیا۔ اس بات کا علم تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا کی اس اہم ترین وفاقی لیبارٹری کو بچانے میں کامیاب ہو سکے یا نہیں۔ لیکن اس بات کا ذکر میں ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ بلیک ایرو کی وجہ سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہرحال اسرائیل جا کر ایک ایسا اہم مشن مکمل کرنے پر مجبور ہونا پڑا جو شاید ان کی زندگی کا سب سے کٹھن اور طویل ترین مشن ثابت ہوا۔ مجھے یقین ہے یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجئے۔ کیونکہ آپ کی طرف سے لکھی ہوئی چند سطور میرے لئے واقعی مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طور کم نہیں ہیں۔

شاہ پور ضلع سرگودھا سے ملک غلام مجتبیٰ لکھتے ہیں۔ "آپ کا انداز

تحریر ایسا ہے کہ پڑھنے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہو۔ البتہ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ آخر ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کیوں بچ نکلتی ہے جبکہ سیکرٹ سروس کا ساتھ دینے والے سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا سیکرٹ سروس سٹین لیس سٹیل کی بنی ہوئی ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم ملک غلام مجتبیٰ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں میرے لئے جن پرخلوص جذبات کا اظہار کیا ہے میں اس پر آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو محترم بچ جانا یا ہلاک ہو جانا اس کا فیصلہ انسان خود نہیں کر سکتا اس کا فیصلہ کون کرتا ہے۔ اس بات سے آپ بھی بخوبی واقف ہیں اور جہاں تک سیکرٹ سروس کا سٹین لیس سٹیل کے بنے ہونے کی بات ہے تو محترم سیکرٹ سروس میں دو "ایس" آتے ہیں اور سٹین لیس سٹیل میں بھی۔ باقی فیصلہ آپ خود کر لیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے نعمان سہگل لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ انہیں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار پڑھ چکا ہوں۔ البتہ آپ کے ذریعے دیگر قارئین تک ایک گزارش پہنچانا چاہتا ہوں کہ لائبریری سے کتابیں لے جانے کے بعد وہ اس کے درمیانی اوراق پھاڑ کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ اس طرح دوسرے قارئین کے لئے یہ بات انتہائی تکلیف کا موجب بن جاتی ہے۔ امید ہے آپ کی بات مانتے ہوئے قارئین آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ ضرور ان تک یہ بات پہنچا دیں"۔

محترم نعمان سہگل صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جو شکایت آپ نے لکھی ہے اس بارے میں پہلے بھی قارئین کئی بار لکھ چکے ہیں اور میں نے بھی کئی بار قارئین سے گزارش کی ہے کہ وہ ایسا نہ کیا کریں۔ دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے جس حد تک ہو سکے بچنا چاہئے۔ امید ہے قارئین میری گزارش کو ضرور شرف قبولیت بخشتے ہوئے آئندہ اس انداز میں دیگر قارئین کو تکلیف پہنچانے سے گریز کریں گے۔

سیالکوٹ سے عمران علی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ عمران کا کردار تو ہمارا آئیڈیل ہے۔ آپ سے یہ بات پوچھنی ہے کہ کیا پاکیشیا کی طرح پاکستان میں بھی سیکرٹ سروس کا ادارہ کام کر رہا ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس کی تفصیل سے ضرور آگاہ کریں"۔

"محترم عمران علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ہر ملک میں ایسے ادارے ضرور کام کرتے ہیں جو ملک کی سلامتی اور بقا کے دشمنوں کا کھوج لگا کر ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا نام سیکرٹ سروس ہو یا کوئی اور۔ پاکستان میں بھی ایسے ادارے موجود ہیں۔ جہاں تک ان کی تفصیل بتانے کا تعلق ہے تو محترم، تفصیل بتانے کے بعد وہ ادارے کیسے ملک دشمنوں سے سیکرٹ رہ

سکتے ہیں اور اگر ایسے ادارے سیکرٹ نہ رہیں تو پھر وہ کام ہی نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ خود فیصلہ کر لیں کہ ان کی تفصیل کیسے لکھی جا سکتی ہے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گاؤں میری مہرگل ضلع مانسہرہ سے گلفراز سلام لکھتے ہیں۔ "میں طویل عرصے سے آپ کا قاری ہوں۔ آپ کی تحریریں نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ ہیں خصوصاً عمران کا کردار۔ آپ ناول میں جو سائنسی اور دوسری معلومات دیتے ہیں کیا وہ حقیقت میں بھی ہوتی ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم گلفراز سلام صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ناول میں دی گئی سائنسی اور دیگر معلومات درست ہوتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے ملک کے رہنے والوں کے لئے یہ اجنبی ہوں کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ دنیا سے بہت پیچھے ہیں لیکن جس طرح ہمارے ملک کے نوجوانوں میں اب سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ہم بھی سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس سطح پر پہنچ جائیں گے جہاں دوسری دنیا پہنچی ہوئی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شنکیاری مانسہرہ سے سید ذوالفقار حسین کاظمی لکھتے ہیں۔ "آپ کا مستقل قاری ہوں۔ آپ کا ناول "لاسٹ موومنٹ" واقعی شاہکار ناولوں میں سے ایک ہے۔ البتہ اس میں ایک الجھن ضرور پیش آئی ہے کہ جس کردار نے انتہائی پراسرار طور پر عمران کے ذہن سے صالحہ کی مدد سے مکمل معلومات حاصل کیں اس بارے میں آپ نے بعد میں کوئی تفصیل نہیں لکھی کہ یہ کیسے ہوا اور عمران نے اس سلسلے میں آئندہ کے لئے کیا حفاظتی اقدامات کئے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم سید ذوالفقار حسین کاظمی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں جس الجھن کا ذکر کیا ہے اس بارے میں تفصیل یعنی طریقہ کار کی وضاحت تو ناول میں موجود ہے البتہ مشن کے بعد عمران نے اس سلسلے میں کیا کچھ کیا۔ اس بارے میں واقعی کچھ نہیں لکھا گیا اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ یہی ہو سکتی ہے کہ مشن مکمل ہو جانے کے بعد کی تفصیلات اس لئے نہیں لکھی جاتیں کہ اس طرح ناول کی ضخامت اور قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں اکثر تشنہ طلب رہ جاتی ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لنگڑیال ضلع گجرات سے محمد شفیق لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا باقاعدہ قاری ہوں۔ عمران اور جولیا کے درمیان ہونے والی نوک جھونک واقعی بے حد دلچسپ ہوتی ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ جب ان دونوں کی شادی ہو جائے گی تو کیا پھر بھی یہ نوک جھونک جاری رہے گی یا نہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم محمد شفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی دلچسپ سوال کیا ہے۔ شادی کے بعد نوک جھونک تو بہرحال جاری ہی رہتی ہے لیکن اس کا انداز ضرور بدل جاتا ہے۔ اگر آپ شادی شدہ ہیں تو پھر آپ کو مزید سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ اپنے کسی بھی شادی شدہ دوست سے اس انداز کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل شیراز کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ ان دنوں سلیمان اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے دوپہر کا کھانا عمران ہوٹل شیراز میں ہی کھایا کرتا تھا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وہ گزشتہ کئی روز سے باقاعدگی سے یہاں آرہا تھا اس لئے پارکنگ بوائے اسے کارڈ دینے کی بجائے کارڈ اس کی کار کے بمپر میں ہی پھنسا دیا کرتا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ واپسی پر اسے نہ صرف پارکنگ کا کرایہ بلکہ بھاری ٹپ بھی مل جائے گی۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب"...... اچانک اسے عقب سے ایک آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر

ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ اس کی طرف بڑھنے والا سنٹرل انٹیلی جنس کا انسپکٹر ریاض تھا۔ ریاض ابھی حال ہی میں انٹیلی جنس میں شامل ہوا تھا اور ایک کیس کے دوران عمران نے چیک کیا تھا کہ انسپکٹر ریاض نہ صرف ذہین ہے بلکہ اسے کام کرنے کا بھی شوق ہے اس لئے عمران نے اس کیس میں اس کی مدد کر دی تھی جس کے نتیجے میں اسے سر عبدالرحمن کی طرف سے تعریفی الفاظ میسر آ گئے تھے تب سے انسپکٹر ریاض عمران کا بے حد احترام کرتا تھا۔

" معاف کیجئے عمران صاحب میں نے آپ کو آواز دی "...... انسپکٹر ریاض نے قریب پہنچ کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے معاف ہی کرنا پڑے گا۔ ابھی تو شکر ہے تم نے آواز دی ہے۔ تمہاری جگہ اگر تمہارا سپرنٹنڈنٹ ہوتا تو لاٹھی سر پر مار دیتا اور مجھے تو اسے بھی معاف کرنا پڑتا "...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ان دنوں باقاعدگی سے یہاں کھانا کھاتے ہیں۔ آج یہ دعوت میری طرف سے قبول فرمائیں "...... انسپکٹر ریاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ حیرت ہے۔ اب ہمارے ملک میں اتنی بھاری تنخواہیں ملنے لگ گئی ہیں کہ ہوٹل شیراز میں دعوت بھی دی جا سکتی ہے "۔ عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر وہ دونوں ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

" عمران صاحب۔ میرے والد کا الیکٹرونکس کا بڑا وسیع کاروبار ہے اور میں بھی اس میں حصہ دار ہوں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ رزق حلال سے ہی آپ کو کھانا کھلاؤں گا "...... انسپکٹر ریاض نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آج بڑے طویل عرصہ بعد پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہو جائے گا ورنہ مانگ تانگ کر یہاں بھلا تم بتاؤ کتنا کھایا جا سکتا ہے "...... عمران نے ایک خالی میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" کیا تم بھی یہاں باقاعدگی سے کھانا کھاتے ہو "...... عمران نے کرسی پر بیٹھنے کے بعد انسپکٹر ریاض سے کہا۔ وہ بھی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" جی نہیں۔ میں تو سڑک پر سے گزر رہا تھا کہ میں نے آپ کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑتے دیکھی تو میں بھی پیچھے آ گیا۔ مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا تھا "۔ انسپکٹر ریاض نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مطلب ہے کہ احسان کا بدلہ فوری طور پر اترنے کی سبیل بن گئی۔ بہت خوب "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" احسان کا بدلہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات "۔ انسپکٹر ریاض نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مطلب ہے مشورہ فیس میں کھانا کھا لیا۔ حساب برابر ہو گیا "۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں"...... انسپکٹر ریاض نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر پیڈ لے کر آ گیا تو انسپکٹر ریاض نے اسے آرڈر نوٹ کرا دیا اور ویٹر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتے ہیں اس لئے میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ یہ خط دیکھیں"...... انسپکٹر ریاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک سفید رنگ کا لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافہ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر اسے ناک کے قریب کر کے سونگھنے لگا تو انسپکٹر ریاض کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ آپ اسے سونگھ کیوں رہے ہیں"...... انسپکٹر ریاض سے شاید رہا نہ گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"تم تو جوان ہو لیکن یہ محبت نامہ شاید کسی بوڑھی خاتون کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ یہ سادہ سا سفید لفافہ ہے اور اس پر خوشبو تک نہیں لگائی گئی"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ اسے پڑھ تو لیں۔ پھر بات ہو گی"۔ انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"کیا کروں گا پڑھ کر۔ جس انداز کا یہ لفافہ ہے اس کی تحریر بھی اسی طرح خشک بے رنگ و بے بو قسم کی ہو گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ محبت نامہ نہیں ہے عمران صاحب"...... انسپکٹر ریاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر کوئی کاروباری خط ہو گا لیکن مجھے کار تو چلانی آتی ہے بار چلانی نہیں آتی"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار چونک پڑا۔

"بار چلانی۔ کیا مطلب"...... انسپکٹر ریاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کاروبار کا مطلب ہوا کار اور بار۔ کار کا مطلب تو تم سمجھ گئے ہو۔ بار مے خانے کو کہا جاتا ہے جہاں شراب فروخت کی جاتی ہے"۔ عمران نے لفافے سے ایک کارڈ باہر نکالتے ہوئے کہا تو انسپکٹر ریاض ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران کارڈ دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کارڈ پر بگ ماسٹرز کے الفاظ اور نیچے دس کا ہندسہ چھپا ہوا تھا۔

"یہ لفافہ تمہیں کہاں سے ملا ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک غیر ملکی لڑکی کے بیگ سے"...... انسپکٹر ریاض نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر نے کھانا لگانا شروع کر دیا تو عمران نے کارڈ واپس لفافے میں ڈالا اور لفافہ انسپکٹر ریاض کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلے کھانا کھا لیں پھر بات ہو گی کیونکہ بزرگوں کا قول ہے کہ اول طعام پھر کلام"...... عمران نے کہا اور انسپکٹر ریاض نے

مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا اور لفافہ واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔
کھانا کھانے کے بعد عمران نے اٹھ کر ہاتھ دھوئے اور پھر واپس آکر
اس نے ویٹر کو کافی لانے کا آرڈر دے دیا۔

"تو تم ان دونوں غیر ملکی لڑکیوں کے بیگ کی تلاشی لینے کا کام کر
رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ یہ لڑکی ہوٹل رین بو میں ٹھہری ہوئی ہے اور یورپی
نژاد ہے۔ میں اپنے ایک دوست سے ملنے ہوٹل رین بو گیا۔ وہاں میں
ہال میں بیٹھا اپنے دوست کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ لڑکی میری میز پر آئی
اور مجھ سے وہاں بیٹھنے کی اجازت مانگی۔ میں نے ازراہ اخلاق اسے
بیٹھنے کا کہہ دیا اور اس کے لئے کافی منگوا لی۔ اس نے مجھے بتایا کہ
اس کا نام روز میری ہے اور وہ سویڈن کی رہنے والی ہے اور یہاں
سیاحت کی غرض سے آئی ہوئی ہے۔ اس کے ایک ساتھی نے بھی
یہاں آکر اس سے ملنا تھا لیکن اس کا ساتھی نہیں آیا اس لئے وہ اکیلی
بور ہو رہی ہے اور پھر وہ میری میز پر سیٹ خالی دیکھ کر یہاں آ گئی
ہے۔ میں نے جواب میں رسمی جملے ادا کئے۔ کافی پینے کے دوران اس
نے اچانک مجھ سے پوچھا کہ میں جیگر کلب کے بارے میں جانتا
ہوں۔ میں جیگر کلب کا نام سن کر چونک پڑا کیونکہ میں نے یہ نام
کبھی نہیں سنا تھا حالانکہ میرا خیال تھا کہ میں یہاں کے تمام کلبوں
کے بارے میں جانتا ہوں۔ میرے انکار پر اس کے چہرے پر ہلکی سی
مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس

کے ساتھی نے یہاں نہ آنے کی وجہ سے جیگر کلب کے مالک جیگر کو
مطلع کر دیا ہو گا کیونکہ اس نے یہی بتایا تھا کہ اگر وہ نہ پہنچ سکے تو
اس کے بارے میں مزید اطلاعات جیگر کلب کے مالک جیگر سے مل
سکتی ہیں لیکن یہاں کوئی جیگر کلب کے بارے میں جانتا ہی نہیں۔
میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں جیگر کلب کے بارے میں معلومات
حاصل کر کے اسے اطلاع دے دوں گا۔ اس نے مجھے اپنا کمرہ نمبر بتا
دیا۔ میں نے واقعی معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ جیگر کلب
ایک خفیہ کلب ہے اور جرائم پیشہ افراد کا گڑھ ہے۔ اس کا مالک
جیگر بھی خاصا بدنام زمانہ آدمی ہے۔ بہرحال میں نے روز میری کو
فون پر جیگر کلب کے بارے میں اطلاع دے دی۔ اس نے میرا
شکریہ ادا کیا لیکن میں نے روز میری کی نگرانی شروع کر دی کیونکہ
جیگر اور اس کا کلب جس انداز کا تھا اس سے کسی غیر ملکی سیاح کا
لنک میرے حلق سے نہ اتر رہا تھا۔ بہرحال روز میری اس کلب میں
گئی اور واقعی جیگر سے اس کے آفس میں جا کر ملی۔ آفس سے جب وہ
باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں یہ لفافہ تھا اور اس نے باہر آکر اس
لفافے سے کارڈ نکال کر اسے دیکھا اور پھر کارڈ لفافے میں ڈال کر اس
نے لفافہ بیگ میں رکھ لیا۔ کارڈ دیکھنے سے اس کے چہرے پر گہرے
اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ واپس اپنے ہوٹل پہنچ گئی۔ پھر
وہ کھانا کھانے ڈائننگ ہال میں گئی تو میں نے اس کے کمرے میں
موجود بیگ کی تلاشی لی۔ اس میں یہ لفافہ تھا۔ میں نے اس میں

موجود کارڈ دیکھا تو میں نے یہ لفافہ جیب میں ڈال لیا۔ میں اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے جب اس بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ اس کارڈ میں درج بگ ماسٹرز دراصل ایک بین الاقوامی جرائم پیشہ تنظیم ہے جو یورپ میں کام کرتی ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ سے اس بارے میں بات کی جائے کیونکہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اس لئے آپ یقیناً اس بارے میں تفصیل سے جانتے ہوں گے"۔ انسپکٹر ریاض نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا جبکہ عمران اس دوران اطمینان سے کافی پیتا رہا۔

"کیا تم نے روز میری کے بارے میں معلوم کیا کہ اس کارڈ کی گمشدگی کا اس پر کیا اثر ہوا"...... عمران نے کہا۔

"روز میری کمرہ چھوڑ کر جا چکی ہے اور اب تک مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ البتہ جیگر اپنے کلب میں موجود ہے"...... انسپکٹر ریاض نے کافی کا پہلی بار گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"پھر جیگر سے معلومات کیں تم نے۔ کیونکہ کارڈ بہر حال اسی نے روز میری کو دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں پہلے اس بگ ماسٹرز کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم کس قسم کے جرائم میں ملوث ہے"۔ انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی ہے کہ بگ ماسٹرز جرائم پیشہ بین

الاقوامی تنظیم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"رائزنگ کلب میں ایک یورپی بوڑھا آدمی رہتا ہے۔ اس کی ساری عمر یورپ کی جرائم پیشہ تنظیموں میں گزری ہے لیکن اب وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ یورپ چھوڑ کر یہاں مستقل سیٹل ہو گیا ہے۔ میری اس سے کافی علیک سلیک ہے۔ میں نے اسے یہ کارڈ دکھایا تو اس نے مجھے یہ بات بتائی لیکن وہ تفصیل نہیں بتا سکا۔ اس نے اتنا بتایا کہ اس نے اس تنظیم کا صرف نام سنا ہوا ہے لیکن اس بارے میں مزید معلومات اسے حاصل نہیں ہیں"...... انسپکٹر ریاض نے جواب دیا۔

"ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارنے کی بجائے تمہیں جیگر سے پوچھ گچھ کرنا چاہئے تھی۔ بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ بگ ماسٹرز واقعی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو بڑے بڑے جرائم میں ملوث رہتی ہے۔ ہر قسم کے بڑے جرائم میں۔ لیکن اس کا دائرہ کار یورپ ہی ہے۔ آج تک ایشیا میں اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی اور اس کا ہیڈ کوارٹر یورپ کے ملک سویڈن میں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن روز میری کا یہاں آنا اور جیگر کلب سے یہ خط حاصل کرنا بتا رہا ہے کہ یہ تنظیم یہاں بھی کام کر رہی ہے"...... انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن اصل بات تو اب روز میری ہی بتا

سکتی ہے یا پھر وہ جیگر۔ ویسے اس روز میری کا حلیہ کیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مجھے جیگر سے بات کرنا ہو گی"...... انسپکٹر ریاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے روز میری کا حلیہ بتا دیا۔

"لیکن غیر ملکی تنظیموں سے نمٹنا بہر حال انٹیلی جنس کی ڈیوٹی تو نہیں ہے۔ پھر تم اس قدر فکر مند کیوں ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا ذاتی شوق ہے عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ یہاں کوئی خوفناک اور بڑا جرم کرنے کے درپے ہوں۔ ایسی صورت میں انہیں روکنا بطور پاکیشیائی شہری میرا فرض ہے"...... انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی محب وطن آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تم اس پر کام کرو اگر کوئی خاص بات معلوم ہو تو مجھے فون پر بتا دینا میں تمہاری مدد کروں گا"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر ہوٹل سے باہر آ گئے۔ عمران نے پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور پھر ہوٹل سے نکل کر اس نے اپنی کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ گو اس نے انسپکٹر ریاض پر یہ ظاہر نہ کیا تھا لیکن وہ خود بھی اب اس بگ ماسٹرز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ کارڈ اس کے ذہن میں بھی کھٹک رہا تھا۔

ٹیکسی ایک متوسط انداز کی تعمیر شدہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رکی تو ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی غیر ملکی لڑکی نے اپنا بیگ سنبھالا اور پھر ٹیکسی کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آئی۔ اس نے جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے مقامی کرنسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکالا اور اس میں سے دو نوٹ نکال کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیئے۔

"باقی تمہاری ٹپ"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ مس"...... ٹیکسی ڈرائیور نے خوش ہو کر کہا اور ٹیکسی کو بیک کر کے اس نے سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ جب ٹیکسی کافی آگے بڑھ گئی تو غیر ملکی لڑکی آگے بڑھی اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے گیٹ پر"...... ایک مردانہ آواز ڈور فون کے رسیور

سے سنائی دی۔

"روز میری"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں آرہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔

"آئیے۔ اندر آجائیے"...... آنے والے نے چونکتے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا تو روز میری مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس آدمی نے پھاٹک کو اندر سے بند کر دیا۔

"میں نے آپ کی وجہ سے نہ صرف اپنے ملازموں کو چھٹی دے دی ہے بلکہ اپنی فیملی کو بھی بھجوا دیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کی آمد کے بارے میں کسی کو معلوم ہو سکے"...... اس آدمی نے کوٹھی کے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے آپ کا نام کیا ہے"...... روز میری نے کہا تو وہ آدمی اس طرح چونک کر مڑا اور روز میری کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے اس سوال پر انتہائی حیرت ہوئی ہو۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ میرا نام بھی نہیں جانتیں"...... اس آدمی نے انتہائی مشکوک لہجے میں کہا۔

"پہلے آپ نام بتائیں پھر بات ہو گی"...... روز میری نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر آفتاب ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"نام میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ میں کنفرم ہو سکوں کہ میں درست آدمی سے ہی بات کر رہی ہوں۔ ہمارے پیشے میں ہر طرح سے محتاط رہنے کا سبق دیا جاتا ہے"...... روز میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ واقعی آپ کی اور میری پہلی ملاقات ہے۔ ٹھیک ہے"...... ڈاکٹر آفتاب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔

"میں آپ کے لئے پینے کے لئے لے آتا ہوں۔ ملازم تو چھٹی پر ہیں"...... ڈاکٹر آفتاب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں ڈاکٹر آفتاب صاحب۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میری فلائٹ میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے اور میں نے بہرحال ایئر پورٹ پہنچنا ہے"...... آپ وہ فائل مجھے دے دیں تاکہ میں واپس جا سکوں"...... روز میری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ رقم کی گارنٹی لے آئی ہیں"...... ڈاکٹر آفتاب نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن آپ پہلے وہ فائل لے آئیں تاکہ میں اپنی پوری طرح تسلی کر لوں"...... روز میری نے کہا۔

"اوکے"...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ روز میری اسی طرح اطمینان بھرے انداز میں بیٹھی رہی۔ تھوڑی

دیر بعد ڈاکٹر آفتاب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"دکھائیں مجھے"...... روز میری نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو کمپیوٹر کوڈ میں ہے۔ کیا آپ اسے پڑھ سکتی ہیں"۔ ڈاکٹر آفتاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے چیک کرنے کے لئے مجھے خصوصی ٹریننگ دی گئی ہے"...... روز میری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آفتاب نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل روز میری کی طرف بڑھا دی۔ روز میری نے فائل کھولی۔ فائل کے اندر کمپیوٹر کوڈ میں لکھے ہوئے چار باریک سے صفحات تھے۔ روز میری انہیں ایک ایک کر کے دیکھتی رہی۔ جیسے جیسے وہ انہیں دیکھ رہی تھی ویسے ویسے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے آرہے تھے اور جیسے جیسے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر رہے تھے ویسے ویسے ڈاکٹر آفتاب کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے جارہے تھے۔ روز میری نے آخری صفحہ دیکھ کر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل بند کر کے اس نے سائیڈ تپائی پر رکھی اور اپنا بیگ کاندھے سے اتار کر کھولا اور اس میں جھانکنے لگی لیکن چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے بیگ میں سے سارا سامان نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے خالی بیگ کو بھی پٹخ دیا۔

"کیا ہوا ہے۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں"...... ڈاکٹر آفتاب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ گارنٹی کارڈ میں نے بیگ میں رکھا تھا۔ وہ موجود نہیں ہے۔ نجانے کہیں گر گیا ہے۔ یہ کیا ہوا ہے۔ میں نے تو اسے بیگ میں ہی رکھا تھا"...... روز میری نے کہا تو ڈاکٹر آفتاب نے یکلخت تیزی سے آگے بڑھ کر فائل اٹھائی اور واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"بغیر رقم کے میں یہ انتہائی قیمتی فائل آپ کو نہیں دے سکتا۔ آپ یہ ڈرامہ بازی بند کریں اور سیدھی طرح مجھے رقم کا کارڈ دیں"...... ڈاکٹر آفتاب نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"میں دوسرے کارڈ کا کہہ دیتی ہوں۔ آپ جیگر سے جا کر لے سکتے ہیں۔ میں جیگر سے آپ کی بات کرا دیتی ہوں"...... روز میری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں کسی صورت بھی اب سوائے نقد رقم کے فائل نہیں دے سکتا"...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ایک منٹ۔ میری بات سنیں۔ آپ کو رقم چاہئے۔ رقم مل جائے گی آپ بات تو سنیں"...... روز میری نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آفتاب رقم کی بات سن کر رک گیا۔

"کہاں ہے رقم۔ تمہیں معلوم ہے کہ کتنی رقم ہے"...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو دس لاکھ ڈالر دینے ہیں اور وہ

کارڈ اتنی ہی قیمت کا تھا"...... روز میری نے کہا۔

"ہاں ۔ دس لاکھ ڈالر ۔ پہلے تو میں نے صرف تمہارے چیف کے کہنے پر اعتبار کر لیا تھا کہ کارڈ لے کر فائل دے دوں لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ اب مجھے نقد رقم چاہئے "...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے"...... روز میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

" یہ ۔ یہ کیا مطلب"...... ڈاکٹر آفتاب نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن روز میری نے کوئی جواب دینے کی بجائے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ڈاکٹر آفتاب چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کی ٹانگ پر لگی تھیں ۔ اس کے ہاتھ سے فائل نکل کر ایک طرف جا گری اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ روز میری نے دوسری بار ٹریگر دبایا تو اس بار گولیاں ڈاکٹر آفتاب کے سینے میں گھستی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ روز میری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین پسٹل کو واپس اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے فرش پر پڑی ہوئی فائل کو سمیٹا اور اسے بند کر کے اور پھر اس کو تہہ کر کے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور پھر میز پر پڑے ہوئے اپنے سامان کو واپس بیگ میں رکھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے بیگ بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کوٹھی سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چوک کی طرف بڑھنے لگی ۔ چوک پر اسے خالی ٹیکسی مل گئی تو اس نے اسے ایئر پورٹ چلنے کے لئے کہا کیونکہ واقعی اس کی سیٹ بک تھی اور اس نے واپس جانا تھا۔ کارڈ کی گمشدگی پر اسے واقعی بے حد حیرت تھی ۔ یہ کارڈ چیف کی طرف سے جیگر کو بھجوایا گیا تھا تاکہ جیگر یہ کارڈ روز میری کو دے دے اور روز میری یہ کارڈ ڈاکٹر آفتاب کے حوالے کر دے ۔ پھر ڈاکٹر آفتاب یہ کارڈ لے کر یورپ پہنچے گا تو اسے اس کارڈ کے بدلے میں مطلوبہ رقم ادا کر دی جائے گی لیکن اب یہ کارڈ گم ہو چکا تھا مگر اسے اطمینان تھا کہ وہ اپنا کام مکمل کر کے واپس جا رہی ہے ۔ کارڈ اگر کسی کو مل بھی گیا تو ظاہر ہے وہ اس کے کسی کام نہ آئے گا اس لئے اسے اطمینان تھا کہ کارڈ کی گمشدگی اس کے خلاف نہ جائے گی ۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب روایت بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

"آج کئی دنوں بعد آپ کا چکر لگا ہے۔ کیا مطالعہ کا شغل جاری ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطالعہ بغیر چائے کے نہیں ہو سکتا اور سلیمان ان دنوں گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے مجبوراً آوارہ گردی کرتا رہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ لائبریری میں جا کر چیک کرو۔ وہاں یورپ کی ایک تنظیم ٹگ ماسٹرز کی فائل ہو گی وہ اٹھا لاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ٹگ ماسٹرز۔ اوہ اچھا۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے یہ تنظیم تو صرف یورپ تک ہی محدود ہے"...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آج تک تو یہی سنتے رہے ہیں لیکن شاید اب اس نے ترقی کر لی ہے کہ پاکیشیا تک پہنچ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تو معاملہ معلومات حاصل کرنے تک محدود ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر لائبریری کی طرف جانے والا دروازہ تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"مارشل کلب میں ہوں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کسی جیگر کلب کے بارے میں جانتے ہو۔ جس کے مالک کا نام بھی جیگر ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ایک غیر ملکی لڑکی جس کا نام روز میری تھا وہ اس کلب میں گئی اور اس جیگر سے ملی۔ جب وہ واپس آئی تو اس کے پاس ایک کارڈ تھا جس پر یورپ میں کام کرنے والی ایک مجرم تنظیم بگ ماسٹرز کا نام چھپا ہوا تھا اور پیچھے سرخ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا۔ اب وہ لڑکی ہوٹل سے غائب ہو چکی ہے۔ تم اس جیگر سے معلوم کرو کہ یہ روز میری کون ہے اور اسے یہ کارڈ جیگر نے کیوں دیا ہے۔ اور کیا جیگر کا براہ راست تعلق اس بگ ماسٹرز سے ہے۔ اگر ہے تو پھر یہ بگ ماسٹرز تنظیم یہاں کیا کرنا چاہتی ہے۔ پوری تفصیل معلوم کرو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا یہ جیگر سیدھی طرح بتا دے گا تمہیں یا دوسری صورت اختیار کرنا ہو گی۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"وہ غیر ملکیوں کے لئے کام کرتا رہتا ہے اس لئے میں نے اس سے خاصے گہرے تعلقات بنا رکھے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے سب کچھ خود ہی بتا دے گا اور اگر نہیں بتائے گا تو پھر میں اس کے حلق میں انگلی ڈال کر بھی اس سے اگلوا لوں گا۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"انگلی دھو لینا۔ بہرحال جیسے ہی یہ معلومات ملیں مجھے ٹرانسمیٹر پر فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس پر اپنی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔ اسی دوران

بلیک زیرو اس کے سامنے فائل رکھ کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"آپ نے بتایا نہیں عمران صاحب کہ یہ روز میری اور جیگر کلب کا کیا سلسلہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہوٹل شیراز میں انسپکٹر ریاض سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ پھر تو اس روز میری کو بھی تلاش کرنا چاہئے۔ اس کارڈ کی کوئی خصوصی اہمیت ہی ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"روز میری کو بھی تلاش کر لیں گے۔ پہلے اصل معاملے کا تو علم ہو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھول کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اس میں تو کوئی خاص بات نہیں ہے۔ عام سی باتیں ہیں"۔ عمران نے فائل بند کر کے اسے ایک طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس روز میری کا حلیہ تو معلوم کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک غیر ملکی لڑکی جس کا نام روز میری بتایا گیا ہے ہوٹل رین بو میں ٹھہری تھی۔ وہ ایک معاملے میں مشکوک ہو گئی ہے لیکن اب وہ اچانک ہوٹل چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اس کا حلیہ نوٹ کرو اور ممبرز کو کہو کہ وہ اسے تلاش کریں۔ صفدر کو کہہ دو کہ وہ ایئرپورٹ سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے روز میری کا حلیہ بتا دیا۔

"یس سر۔ لیکن کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی معاملہ صرف شک کی حد تک ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کیس بھی شروع ہو جائے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"باس۔ جیگر نے بتایا ہے کہ وہ کارڈ اسے کافرستان سے آنے والے ایک آدمی نے دیا تھا اور اس نے ہدایت کی تھی کہ یہ کارڈ ایک غیر ملکی لڑکی روز میری کے حوالے کیا جائے اور اس کام کا جیگر کو خاصا معقول معاوضہ دیا گیا تھا۔ پھر وہ غیر ملکی لڑکی جیگر کے پاس پہنچی اور اس نے اپنا نام بتا کر کارڈ طلب کیا تو جیگر نے کارڈ اسے دے دیا اور وہ چلی گئی۔ جیگر کا کہنا ہے کہ اس سے زیادہ اسے اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ سچ بول رہا ہے۔ اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کافرستانی آدمی کے بارے میں تفصیل معلوم ہوئی ہے۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام سرہندر ہے اور وہ کافرستان سے یہاں شراب سمگل کرنے کا کاروبار کرتا ہے۔ کافرستان کے دارالحکومت میں رامش روڈ پر تھری سٹار بار اس کی ملکیت ہے اور وہ وہیں رہتا ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب اس روز میری کا حلیہ نوٹ کرو اور اسے تلاش کرو۔ اوور"...... عمران نے کہا لیکن اوور کہنے سے پہلے اس نے روز میری کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے ہاتھ فون کے رسیور کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ صفدر نے اطلاع دی ہے کہ روز میری دو روز قبل پاکیشیا سے واپس جا چکی ہے"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہ اصل نام سے ہی آئی تھی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اصل نام سے اور اصل حلیے میں جو آپ نے بتایا تھا۔ وہ سویڈن سے آئی تھی اور سویڈن ہی واپس چلی گئی ہے"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جس روز انسپکٹر ریاض نے کارڈ اس کے بیگ سے نکالا تھا وہ اسی روز واپس چلی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"شاید ایسا کارڈ کی گمشدگی کی وجہ سے ہوا ہوگا"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن واپس جانے کی بجائے وہ دوسرا کارڈ حاصل کرنے کی کوشش کرتی یا پھر فون کر کے کہیں سے مزید ہدایات بھی حاصل کر سکتی تھی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شراب کی سمگلنگ میں ملوث ایک کافرستانی ہے جس کا نام سریندر ہے اور وہ دارالحکومت کی راشمش روڈ پر تھری سٹار بار کا مالک ہے۔ اس نے ایک یورپی جرائم پیشہ تنظیم بگ ماسٹرز کا مخصوص کارڈ یہاں پاکیشیا دارالحکومت میں واقع جیگر کلب کے مالک جیگر تک پہنچایا اور اسے کہا کہ یہ کارڈ ایک سویڈش لڑکی روز میری کو دیا جائے روز میری نے یہ کارڈ جیگر سے حاصل کیا لیکن اسے یہاں کی انٹیلی جنس کے ایک انسپکٹر نے چیک کر لیا اور اس کے بیگ سے یہ کارڈ حاصل کر لیا لیکن وہ لڑکی روز میری غائب ہو گئی۔ اب اطلاع ملی ہے کہ وہ اسی روز واپس سویڈن چلی گئی ہے۔ تم اس سریندر سے معلوم کرو کہ اس کا بگ ماسٹرز سے کیا تعلق ہے اور یہ لڑکی روز میری پاکیشیا کیوں آئی تھی اور اس کارڈ سے وہ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتی تھی"...... عمران نے تفصیل سے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"جلد از جلد معلوم کر کے رپورٹ دو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر باریک تار کے سنہری فریم کی عینک تھی اور وہ سگار پینے کے ساتھ ساتھ سامنے موجود ایک فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ آنکھوں پر موجود عینک اتار کر فائل پر رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... اس آدمی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ اسرائیلی ایجنٹ جیمز روبن صاحب کی کال ہے"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"..... اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم سی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گومر بول رہا ہوں"..... اس آدمی نے رسیور اٹھاتے ہی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جیمز روبن بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ایک سرد اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر روبن۔ فرمائیے"..... گومر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ نے جو فائل بھجوائی ہے وہ پارٹ ون ہے۔ اب پارٹ ٹو چاہئے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گومر بے اختیار چونک پڑا۔

"اس کے لئے آپ کو دوبارہ معاوضہ دینا ہو گا مسٹر روبن"۔ گومر نے کہا۔

"معاوضے کی فکر مت کریں۔ حکومت اسرائیل کے لئے معاوضہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ پھر اس پارٹ ٹو کی تفصیل کون بتائے گا"..... گومر نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"وہی ماہر البرٹ۔ آپ جب کہیں اور جہاں کہیں وہ پہنچ جائے گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا فون نمبر بتا دیں۔ میں اس سے براہ راست رابطہ کر لوں گا"..... گومر نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے۔ کام ہو جائے گا"..... گومر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"زیرو سیکشن کے راجر سے بات کراؤ"...... گلومر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس بار گلومر نے اپنا نام بتانے کی بجائے صرف یس پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"زیرو سیکشن سے راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیائی مشن تمہارے سیکشن نے مکمل کرایا تھا۔ اب اس سلسلے میں دوسرا مشن ملا ہے اسے مکمل کرنا ہے۔ جو فائل وہاں سے حاصل کی گئی تھی وہ پارٹ ون ہے۔ اب اس کا دوسرا پارٹ حاصل کرنا ہے۔ وہ ماہر جو پہلے تمہارے ایجنٹ سے ملا تھا اس کا فون نمبر نوٹ کرو"...... گلومر نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن سر اب وہ پہلے والا سیٹ اپ تو وہاں موجود نہیں ہے اس لئے نئے سرے سے کام کرنا ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... گلومر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہاں ایک آدمی ڈاکٹر آفتاب سے رابطہ کیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ وہ جوا کھیلنے کا شوقین ہے اور اس نے جوئے میں ایکریمیا کے ایک سنڈیکیٹ کی بھاری رقم دینی ہے اس لئے وہ مجبور تھا۔ اس سے بات چیت ہوئی تو وہ اس فارمولے کی کاپی فروخت کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن اس کی شرط تھی کہ رقم اسے ایکریمیا میں دی جائے۔ وہاں پاکیشیا میں نہیں کیونکہ وہاں اچانک بھاری رقم کی وجہ سے اس پر شک پڑ سکتا ہے۔ اس نے ایک سائنسی کانفرنس میں ایکریمیا جانا تھا۔ وہ رقم وہاں وصول کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے دس لاکھ ڈالر کا مخصوص کارڈ پہنچانے کا وعدہ کیا۔ وہ ایکریمیا پہنچ کر اس کارڈ سے دس لاکھ ڈالر حاصل کر سکتا تھا۔ پھر میرے سیکشن کی ایجنٹ روز میری پاکیشیا پہنچ گئی۔ اس نے وہ کارڈ حاصل کیا اور اس سائنس دان سے ملی لیکن کارڈ اس سے گم ہو گیا جس پر اس سائنس دان نے فارمولا دینے سے انکار کر دیا۔ نتیجے میں روز میری نے اسے گولی مار دی اور فارمولا لے آئی۔ اس طرح فارمولا بھی ہمارے پاس پہنچ گیا اور رقم بھی خرچ نہ ہوئی اس لئے باس اب جبکہ وہ سائنس دان ہلاک ہو چکا ہے تو اب ہمیں وہاں نئے سرے سے کام کرنا ہو گا۔ پھر پارٹ ٹو مل سکتا ہے"...... دوسری طرف سے راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کارڈ کا کیا ہوا"...... گلومر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ظاہر ہے عام سا کارڈ تھا۔ اس کا کیا ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی اسے اب تک کیش نہیں کرایا گیا"...... راجر نے کہا۔

"لیکن اب میں یہ کام لے چکا ہوں اس لئے کام تو کرنا ہو گا"...... گلومر نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس کام تو بہرحال ہو جائے گا۔ میرا مطلب تھا کہ اس میں اب کافی وقت لگے گا"...... راجر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ کام ہونا چاہئے۔ میں پارٹی سے کہہ دوں گا"...... گلومر نے کہا۔

"اوکے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گلومر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اسرائیلی ایجنٹ جیمز روبن سے میری بات کراؤ"...... گلومر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو گلومر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گلومر نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیمز روبن صاحب سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ گلومر بول رہا ہوں"...... گلومر نے کہا۔

"جیمز روبن بول رہا ہوں۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے آپ کو یہ بتانے کے لئے کال کیا ہے کہ آپ کا یہ نیا کام

فوری طور پر نہیں ہو سکتا۔ اس میں وقت لگے گا۔ تقریباً اتنا جتنا پہلے کام پر لگا تھا"...... گلومر نے کہا۔

"کیوں۔ آپ کے ایجنٹ نے جس سے پہلے فارمولا حاصل کیا ہے اس سے دوبارہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے"...... جیمز روبن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ آدمی ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب نئے سرے سے کام کرنا ہو گا"...... گلومر نے کہا۔

"ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے ہلاک کیا ہے اس کو"۔ دوسری طرف سے انتہائی چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میرے سیکشن نے کیونکہ ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا ورنہ فارمولا نہ ملتا"...... گلومر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھا کہ کہیں بعد میں وہ پکڑا گیا اور ہلاک کر دیا گیا"...... اس بار دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ ہم انتہائی بے داغ انداز میں کام کرتے ہیں لیکن آپ کا لہجہ بتا رہا ہے کہ آپ اس سائنس دان کے ہلاک ہونے پر انتہائی تشویش کا شکار ہو گئے تھے"...... گلومر نے کہا۔

"آپ کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ یہ کام حکومت اسرائیل کے ایجنٹ بھی سرانجام دے سکتے تھے لیکن ایسا اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ سکتی ہے اور پھر فارمولے کا حصول ناممکن ہو جاتا اور آپ کی تنظیم نے ایسا بہت غور و فکر کے

بعد کیا گیا کیونکہ آپ کی تنظیم صرف یورپ تک محدود ہے اس لئے ظاہر ہے آپ پر کسی کو شک نہ پڑ سکتا تھا اس لئے جب آپ نے سائنس دان کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو میں چونک پڑا تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس تو حرکت میں نہیں آ گئی"...... جیمز روبن نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہوا"...... گلومر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم مشن کی تکمیل کا انتظار کریں گے لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے مکمل ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر یہ فارمولا کسی کام کا نہیں ہے"...... جیمز روبن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ہمیں تو خود اسے مکمل کرنے کی جلدی ہے"...... گلومر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی گلومر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ ناشتہ کرنے کے بعد اپنی عادت کے مطابق اخبارات کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سلیمان ابھی تک گاؤں سے واپس نہ آیا تھا اس لئے عمران نے اپنا ناشتہ بھی خود تیار کیا تھا اور اخبارات کا بنڈل بھی دروازے کے پاس سے خود ہی اٹھا لیا تھا۔ وہ اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یہ صبح صبح کسے میں یاد آ گیا ہوں"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار ایک طرف رکھ کر وہ اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے عادت کے مطابق کنڈی کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

"انسپکٹر ریاض"...... باہر سے آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ انسپکٹر ریاض کی اتنی صبح آمد پر اسے حیرت ہوئی تھی۔ اس نے کنڈی ہٹا دی۔

"اوہ۔ ویسے حیرت ہے کہ تم مکمل لباس میں صبح کی سیر کرتے ہو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سیر کرتے ہوئے آپ کے پاس نہیں آیا۔ باقاعدہ آیا ہوں"...... انسپکٹر ریاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یعنی قواعد و ضوابط کے مطابق۔ پھر تو ہتھکڑیاں بھی ساتھ لائے ہو گے"...... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا تو انسپکٹر ریاض ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ کام سپرنٹنڈنٹ فیاض آج تک نہیں کر سکے۔ میری کیا مجال"...... انسپکٹر ریاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران اسے سٹنگ روم میں لے آیا۔

"میرا باورچی گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے تمہیں نہ چائے مل سکتی ہے اور نہ ہی ناشتہ کیونکہ سلیمان کی عدم موجودگی میں جب میں نے باورچی خانے کی تلاشی لی تو پتہ چلا کہ اس میں سوائے خالی جاروں اور کاٹھ کباڑ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ بڑی مشکل سے ایک ہمسائے کو آمادہ کیا کہ وہ اپنا ناشتہ اپنی بیوی سے نظریں بچا کر مجھے دے دیا کرے کیونکہ جب تک میں ناشتہ نہ کروں میری بینائی صحیح طور پر کام

ہی نہیں کرتی"...... عمران نے سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں ناشتہ کر کے آیا ہوں عمران صاحب اس لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے"...... انسپکٹر ریاض نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"خدا تم جیسا مہمان ہر کسی کو نصیب کرے۔ کہو آمین"۔ عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ میں نے اس روز میری کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر لی ہیں اور اب میرا خیال تھا کہ اس بارے میں رپورٹ آپ کے ڈیڈی کو دے دوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کر لی جائے۔ اس لئے آفس جانے کی بجائے پہلے میں یہاں آ گیا ہوں"...... انسپکٹر ریاض نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اچھا۔ کیا معلومات ہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب۔ یہ روز میری ہوٹل چھوڑ کر ایک ٹیکسی کے ذریعے ذیشان کالونی گئی اور پھر وہاں سے ایک اور ٹیکسی کے ذریعے وہ سیدھی ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ وہاں اس کی سیٹ پہلے سے بک تھی اور وہ سویڈن واپس چلی گئی"...... انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"اچھا۔ واقعی انتہائی قیمتی معلومات ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا طنز بجا لیکن میں نے اصل بات تو آپ کو بتائی نہیں۔

اس کالونی کی جس کوٹھی پر ٹیکسی ڈرائیور نے اسے ڈراپ کیا تھا اس میں ایک سائنس دان ڈاکٹر آفتاب رہائش پذیر تھا اور اس کوٹھی سے اس کی لاش ملی ہے اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا"...... انسپکٹر ریاض نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ کام روز میری نے کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیونکہ جو معلومات مجھے ملی ہیں اس کے مطابق ڈاکٹر آفتاب کی فیملی اسی روز صبح کو شہر سے باہر گئی ہوئی تھی جبکہ ڈاکٹر آفتاب نے وہاں موجود دو ملازموں کو بھی از خود چھٹی دے دی تھی اس لئے جب روز میری وہاں پہنچی تو ڈاکٹر آفتاب وہاں اکیلے تھے۔ پولیس نے اسے ڈکیتی کا کیس سمجھا ہے حالانکہ کوٹھی سے کوئی چیز چوری نہیں ہوئی لیکن پولیس نے کیس اس انداز میں بنایا ہے کہ ڈاکو اندر داخل ہوئے اور ڈاکٹر آفتاب نے مزاحمت کی تو وہ اسے ہلاک کر کے فرار ہو گئے اس لئے اس بارے میں کوئی لمبی چوڑی انکوائری نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر آفتاب کے ملازم اور ان کی بیوی کا بھی یہی خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو گا"...... انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"ڈاکٹر آفتاب کیا کہیں ملازم ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی خفیہ سرکاری لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ لیکن کہاں اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ البتہ وہ صرف ویک اینڈ پر کوٹھی آتا تھا ورنہ پورا ہفتہ وہ

لیبارٹری میں ہی گزارتا تھا۔ اسی لئے تو میں یہ رپورٹ آپ کے ڈیڈی کو دینا چاہتا تھا تاکہ وہ سرکاری طور پر اسے ڈیل کر سکیں"۔ انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"تمہیں انٹیلی جنس میں کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ابھی پانچ چھ ماہ ہوئے ہیں۔ کیوں"...... انسپکٹر ریاض نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ۔ تمہیں ڈیڈی کی فطرت کا اندازہ نہیں ہے۔ تمہاری رپورٹ تمہارے گلے بھی پڑ سکتی ہے اور ایک بار گلے پڑ گئی تو پھر تمہاری جان ایسے عذاب میں پھنس جائے گی کہ نہ جائے ماندن اور نہ پائے رفتن والا معاملہ ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں"...... انسپکٹر ریاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھلے آدمی۔ تم یہی رپورٹ کرو گے ناں کہ تم نے ایک غیر ملکی سیاح لڑکی کے بیگ سے کارڈ چرایا۔ اس کے بعد یہ غیر ملکی لڑکی غائب ہو گئی اور پھر تم نے ٹیکسی ڈرائیور سے معلومات حاصل کیں۔ ان معلومات سے تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر آفتاب کی کوٹھی پر بھی لڑکی گئی اور پھر ایئر پورٹ چلی گئی۔ پھر ڈاکٹر آفتاب کی موت سامنے آئی۔ بس یا اس کے علاوہ بھی تمہارے پاس کوئی اور

بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہی معلومات ہیں لیکن یہ تو ظاہر ہے ابتدائی رپورٹ ہو گی۔ کام تو اس پر سرکاری طور پر ہو گا"...... انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"یہی تو بات ہے کہ ڈیڈی کو جب معلوم ہو گا کہ تم نے غیر ملکی لڑکی کے بیگ سے کارڈ چرایا ہے تو سمجھو کہ تم نوکری سے فارغ کیونکہ ڈیڈی یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ کوئی چور چاہے وہ کارڈ چور ہی کیوں نہ ہو ان کے محکمے میں رہ جائے۔ دوسری بات یہ کہ تمہارے پاس صرف اس لڑکی کے کوٹھی تک پہنچنے اور پھر کوٹھی سے ایئر پورٹ پہنچ جانے تک کی معلومات ہیں۔ تمہاری اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ لڑکی اندر گئی اور اس نے ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا اور پھر اس کارڈ کے مطابق یہ غیر ملکی تنظیم کا کارڈ ہے اور وہ لڑکی بھی غیر ملکی تھی اس لئے یہ انٹیلی جنس کا کیس ہی نہیں ہے۔ پھر وہ ڈاکٹر آفتاب بقول تمہارے کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کرتا تھا اور خفیہ لیبارٹریوں اور ان میں کام کرنے والے سائنس دانوں کی سیکورٹی اور معاملات ملٹری انٹیلی جنس کے ذمے ہیں اس لئے یہ سب کچھ ملٹری انٹیلی جنس کو ریفر ہو جائے گا اور تم کارڈ چور ہونے کے باعث محکمے سے باہر"...... عمران نے کہا اور انسپکٹر ریاض کے چہرے کا رنگ بدل سا گیا۔

"اوہ۔ واقعی مجھے تو ان باتوں کا خیال ہی نہ آیا تھا لیکن پھر اس بارے میں مزید معلومات کیسے ہوں گی۔ یہ بہرحال اہم مسئلہ ہے۔"

انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو میں نے پہلے ہی سیکرٹ سروس کے چیف کو رپورٹ دے دی ہے اور انہوں نے اس پر کام بھی شروع کرا دیا ہے۔ البتہ انہوں نے مجھ سے وہ کارڈ طلب کیا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ آج تم سے مل کر وہ کارڈ حاصل کر کے انہیں پہنچا دوں گا کہ تم خود ہی آ گئے اور یہ بھی سن لو کہ میں نے چیف صاحب کو بتا دیا ہے کہ اس پر تم نے کام کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی کیس بنا تو اس کے مکمل ہونے کے بعد سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے ڈیڈی کو تمہارے بارے میں باقاعدہ اچھی رپورٹ بھیجی جائے گی اور تم خود سمجھ سکتے ہو کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تمہارے بارے میں رپورٹ دے گا تو تمہیں ترقی بہرحال ضرور مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی میرے لئے انعام ہے لیکن عمران صاحب۔ اس رپورٹ کے بعد اگر آپ کے ڈیڈی نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے اس بارے میں انہیں رپورٹ کیوں نہیں دی تو پھر کیا ہو گا"...... انسپکٹر ریاض نے کہا تو عمران اس کی ذہانت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"گڈ۔ تمہاری یہ بات بتا رہی ہے کہ تم ذہین آدمی ہو۔ بے فکر رہو۔ اس رپورٹ میں یہ واضح کر دیا جائے گا کہ میری تم سے ملاقات ہوئی اور اس طرح یہ کیس میری وجہ سے سیکرٹ سروس کے پاس پہنچ گیا اور ڈیڈی کو معلوم ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے لئے کام

کرتا رہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"پلیز عمران صاحب۔ یہ رپورٹ ضرور بھجوا دیجئے گا۔ مجھے واقعی ترقی مل جائے گی"...... انسپکٹر ریاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایک نظر کارڈ کو دیکھا اور پھر اسے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"ان ٹیکسی ڈرائیوروں کے نام دیجئے جن سے تم نے معلومات حاصل کی ہیں"...... عمران نے کہا تو انسپکٹر ریاض نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایک نظر کاغذ کو دیکھا اور پھر اسے بھی کارڈ کے ساتھ ہی میز پر رکھ دیا۔

"اب مجھے اجازت"...... انسپکٹر ریاض نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انسپکٹر ریاض کو فلیٹ سے باہر سی آف کر کے عمران نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔ ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کا سن کر وہ واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا سر سلطان آفس آ چکے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ نہیں ابھی ان کی آمد کا وقت نہیں ہوا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ تشریف لائیں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ وہ آئیں تو انہیں میرا پیغام دے دینا کہ وہ مجھ سے فلیٹ پر فون کر کے بات کر لیں"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر داور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا آپ کا آفس ٹائم دوسرے آفسرز سے پہلے شروع ہو جاتا ہے"۔ عمران نے سلام دعا کے بعد کہا۔

"نہیں۔ میں ایک اہم کام کی وجہ سے پہلے آ گیا تھا۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا اب آفسرز کے اوقات پر ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری مجھے کس نے دینی ہے کیونکہ ڈگری دینے والے خود آفس ٹائم پر کبھی آفس نہیں آتے ہوں گے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر داور بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ہمارے ملک میں واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہرحال خیریت ہے۔ اتنی صبح کیوں فون کیا ہے"۔ سر داور نے کہا۔

"کوئی ڈاکٹر آفتاب صاحب ہیں جو کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور ذیشان کالونی کی کوٹھی میں رہائش پذیر ہیں۔ انہیں ان کی کوٹھی میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور پولیس کے نزدیک یہ کام ڈاکوؤں کا ہے جبکہ مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ کسی غیر ملکی لڑکی کا کام ہے اس لئے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صاحب کس لیبارٹری میں کام کرتے تھے۔ میں نے آپ سے پہلے سر سلطان کو فون کیا تھا لیکن وہ آپ کی طرح آفس ٹائم سے پہلے آفس آنے کے عادی نہیں ہیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کے بارے میں تو مجھے علم نہیں ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ ڈاکٹر آفتاب جراثیم بم بنانے والی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور پچھلے دنوں یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ وہ کسی خاص فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ اس لیبارٹری کو کوڈ میں سٹار لیبارٹری کہا جاتا ہے اور اس کے انچارج ڈاکٹر احسان ہیں"۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈاکٹر احسان آپ کے واقف ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... سرداور نے پوچھا۔

"آپ انہیں میرے بارے میں بتا دیں اور ان کا فون نمبر بھی مجھے دے دیں تاکہ ان سے تفصیلی بات ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ انتہائی اصول پسند آدمی ہیں اس لئے میرے کہنے پر

وہ تمہیں کسی قسم کی سرکاری معلومات مہیا نہیں کریں گے۔ تم سر سلطان سے کہو یا اپنے چیف سے پھر کام ہو سکے گا"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ اور خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اب سر سلطان کی کال کا انتظار کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے دوبارہ اخبار اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں صبح صبح کال کیا تھا"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تاکہ دن خوشگوار گزر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ اگلے وقتوں میں لوگ سلطان عالی مقام کی زیارت صبح صبح کیا کرتے تھے تاکہ ان کا دن اچھا گزرے۔ آج کل زیارت نہ سہی آواز ہی سہی۔ چلو نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"مطلب ہے کہ تمہیں کوئی کام نہیں ہے لیکن مجھے بے حد ضروری کام کرنے ہیں"...... سر سلطان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مثلاً کس قسم کے ضروری کام۔ ویسے آپ کے عہدے کے افسروں کے ضروری کام مجھے معلوم ہیں۔ میٹنگز۔ جن کا مقصد صرف

نشستند، گفتند اور برخاستند کے علاوہ آج تک کچھ نہیں ہوتا۔ ملاقاتیں ہوتی ہیں، لطیفے سنائے جاتے ہیں، گپیں ہانکی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انتہائی اہم سرکاری معاملات پر گفتگو ہو رہی ہے"۔ عمران نے ایک بار پھر بغیر رکے بولنا شروع کر دیا لیکن پھر اس نے فقرہ مکمل ہی نہ کیا تھا کہ رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے واقعی دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا تھا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو میں نے مزید خصوصیات کی تفصیل بھی بتانی تھی۔ ابھی سے بھاگ گئے"...... عمران نے کریڈل دبا کر منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر سلطان کے پرسنل سیکرٹری سے بات کراؤ۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ لیکن آپ تو براہ راست صاحب سے بات کرتے ہیں۔ یہ آج پرسنل سیکرٹری سے رابطہ کی ہدایت کیوں کی ہے آپ نے"...... دوسری طرف سے پی اے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صاحب صرف صاحب لوگوں سے بات کرتے ہیں۔ مجھ جیسوں سے بات نہیں کیا کرتے اس لئے میں نے سوچا کہ چلو پرسنل سیکرٹری سے بات کر دیکھوں۔ اگر وہ خاتون ہوئیں تو شاید مستقبل کا سکوپ بن جائے"...... عمران نے کہا۔

"پرسنل سیکرٹری مرد ہیں اور وہ آج چھٹی پر ہیں"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

"ارے پھر تو سر سلطان فارغ ہوں گے۔ نہ پرسنل سیکرٹری ہو گا نہ وہ بتائے گا کہ آج کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ چلو پھر سر سلطان سے ہی پوچھ لو کہ وہ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر سے بات کرنے کے لئے وقت نکال سکتے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"آخر تم کیا چاہتے ہو عمران۔ کیوں مجھے صبح صبح تنگ کر رہے ہو"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"وہ کیا کہتے ہیں مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح بے چارہ عمران لاکھ چاہے اس کے چاہنے سے اب کیا ہو سکتا ہے البتہ اگر آپ چاہیں تو پھر چیف صاحب کے ایک کام کی تکمیل ہو سکتی ہے اور چیف صاحب بھی آپ کی طرح افسر ہیں۔ صبح صبح نادر شاہی حکم دے دیتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ انہیں اس بات کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ سب بڑے افسر اب ان کی طرح فارغ بیٹھے مکھیاں تو نہیں مار رہے ہوتے۔ آخر صاحب خداداد پاکیشیا کا کاروبار سلطنت چلانا کوئی مذاق ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"خدا تم سے سمجھے۔ بتاؤ چیف نے کیا کہا ہے۔ تم سیدھی طرح

بات نہیں کر سکتے"...... سر سلطان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"سیدھی طرح کا مطلب ہوا ڈائریکٹ لائن۔ لیکن آپ نے خود ہی تو درمیان میں ایک پی اے بٹھا رکھا ہے اس لئے ان ڈائریکٹ لائن کے بغیر بات ہی نہیں ہو سکتی"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اتنا غیر ذمہ دار ہوں کہ میں نے اپنا فون محفوظ نہیں کیا ہو گا"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کی بات کو دوسری طرف لے گئے تھے۔

"ارے ارے۔ آج آنٹی نے کچھ ضرورت سے زیادہ ناشتہ تو نہیں کھلا دیا آپ کو۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ بیگمات سو سالوں تک یہی سمجھتی رہتی ہیں کہ ان کے شوہر نامدار ابھی ویسے ہی جوان ہیں جیسے شادی کے روز تھے اس لئے وہ انہیں وہی خوراک کھانے پر مجبور کر دیتی ہیں اور نتیجہ ظاہر ہے یہی نکل سکتا ہے کہ بے چارہ شوہر دوسرے کی بات سمجھنے سے بھی قاصر ہو جاتا ہے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو آج ناشتہ ہی نہیں کیا"...... اس بار سر سلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس سے الجھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس طرح غصہ دکھانے سے ان کا اپنا وقت ہی ضائع ہوتا۔

"ارے ارے۔ کیا مطلب۔ کیا آنٹی نے کوئی بھاری فرمائش کر دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ مجھے بتائیں میں جا کر آنٹی کو بتا دوں گا کہ آپ انتہائی ایماندار افسر ہیں۔ تنخواہ کے علاوہ آپ کا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے اس لئے فرمائش پوری کرنا آپ کے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر اس کے باوجود بھی آنٹی بضد رہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ خواتین اپنی فرمائش کے سلسلے میں بڑی حساس ہوتی ہیں اور آسانی سے نہیں ہتھیار ڈالا کرتیں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"یا اللہ اب میں کیا کروں۔ تو ہی میری مدد کر"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی بڑی عاجزانہ انداز کی آواز سنائی دی۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ آپ جیسے بڑے افسر کی ایسی عاجزی یقیناً اللہ تعالیٰ کو بڑی پسند آئے گی ورنہ آپ سے کم عہدے کے افسر تو"...... عمران نے کہنا شروع کیا لیکن دوسری طرف سے ایک بار پھر رابطہ ختم ہو چکا تھا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اخبار اٹھا لیا۔ اسے یقین تھا کہ کچھ دیر بعد سر سلطان خود ہی فون کریں گے کیونکہ وہ اشارتاً انہیں بتا گیا تھا کہ چیف کا کام ہے۔ مطلب ہے کہ انتہائی اہم کام ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سر سلطان کا فون ہو گا اور اب اس نے سنجیدگی سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم۔ میں سمجھا کہ سر سلطان کا فون ہو گا۔ بہرحال یہ صبح صبح کیسے فون کر دیا"...... عمران نے کہا۔

"سر سلطان کا ہی مسئلہ ہے عمران صاحب۔ آپ پلیز انہیں اتنا تنگ نہ کیا کریں کہ وہ پریشان ہو جائیں۔ انہوں نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ آپ انہیں بے حد تنگ کر رہے ہیں اس لئے اب ان سے کام ہی نہیں ہو رہا اور وہ باقی وقت کی چھٹی لے کر واپس کوٹھی جا رہے ہیں جس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ ایسا نہ کریں میں آپ سے بات کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ اب بڑھاپا مکمل طور پر رنگ جما چکا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کرنے والے سائنس دان ڈاکٹر آفتاب کو ان کی رہائش گاہ ذیشان کالونی میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پولیس کا خیال ہے کہ یہ ڈاکوؤں کی واردات ہے لیکن چیف صاحب کو جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق اس میں کسی غیر ملکی تنظیم کا ہاتھ ہے۔ سنار لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر احسان صاحب انتہائی اصول پسند آدمی ہیں۔ وہ مجھے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں تفصیل نہیں بتائیں گے اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان سے رابطہ کریں اور انہیں بتائیں کہ چیف کا نمائندہ خصوصی ان سے بات کرنا چاہتا ہے اور مجھے ان کا فون نمبر بھی بتا دیں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم یہ بات بغیر مجھے تنگ کئے پہلے نہیں کہہ سکتے تھے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"سوری سر سلطان۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری۔ آئندہ آپ کو مجھ سے کبھی شکایت نہ ہو گی"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یعنی تنگ بھی خود کرتے ہو اور ناراض بھی خود ہوتے ہو۔ ٹھیک ہے تم اپنے چیف سے کہو کہ وہ خود ڈاکٹر احسان سے بات کرے کیونکہ میں اپنا استعفیٰ لکھ کر صدر مملکت کو بھجوا رہا ہوں اس

لئے اب یہ کام میں نہ کر سکوں گا"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"استعفیٰ انگریزی میں لکھیں گے یا مقامی زبان میں"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان کو اگر مزید تنگ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی استعفیٰ دے دیں۔

"کیوں۔ تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"...... سر سلطان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ صدر صاحب آپ کا استعفیٰ منظور کریں گے یا نہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ صدر صاحب بھی آپ کی طرح انتہائی اصول پسند ہیں"...... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس سے مطلب کہ میرا استعفیٰ منظور ہوتا ہے یا نہیں"۔ سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری آنٹی سے شرط لگی ہوئی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ آپ استعفیٰ دے کر ان کے ساتھ سارا دن گھر میں گزاریں جبکہ آپ کو آفس ورک، میٹنگز اور سرکاری دوروں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دوں گا لیکن وہ میری بات نہ مان رہی تھیں۔ پھر اس پر شرط لگ گئی اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اگر میں آپ کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دوں تو وہ مجھے اپنے ہاتھ کے پکے ہوئے آلو بینگن کھلائیں گی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ اصل شیطان۔ تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری آنٹی آلو بینگن سے چڑتی ہیں۔ تم واقعی شیطان ہو"...... سر سلطان نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"سوچ لیں۔ اگر میں نے آنٹی کو بتا دیا کہ سر سلطان آپ کو شیطان کی خالہ کہہ رہے تھے تو پھر مجھے گلہ نہ کیجئے گا کیونکہ آنٹی خالہ کو ہی کہا جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے تو بات کرنا مصیبت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بہرحال میں ابھی ڈاکٹر احسان کے بارے میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ نائران کی کال آئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس سریندر سے اس نے اس کارڈ کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ کارڈ سویڈن میں کام کرنے والی ایک مجرم تنظیم مگ ماسٹرز کا ہے اور اس پر پیچ جو کراس بنا ہوا ہے اس کا

مطلب ہے کہ اس کارڈ کے بدلے بگ ماسٹرز دس لاکھ ڈالر دینے کی گارنٹی دیتی ہے۔ اس سریندر کا تعلق بگ ماسٹرز کے کسی زیرو سیکشن سے ہے جس کا چیف راجر ہے۔ راجر نے اسے یہ کارڈ بھجوایا تھا کہ وہ پاکیشیا میں اپنے کسی ایسے آدمی کو دے دے جو اس کے اعتماد پر پورا اترتا ہے اور اسے کہہ دیا جائے کہ جب کوئی سویڈش لڑکی جس کا نام روز میری ہو اس کے پاس پہنچ کر اپنا تعارف کرائے تو اسے یہ کارڈ دے دیا جائے۔ پاکیشیا میں جیگر کلب کا مالک جیگر اس سریندر کا واقف تھا۔ اس نے یہ کارڈ اسے دے دیا اور اسے اس سلسلے میں کچھ معاوضہ بھی دیا اور پھر اس نے راجر کو بتا دیا کہ وہ سویڈش لڑکی یہ کارڈ جیگر کلب کے مالک جیگر سے لے سکتی ہے اور بس۔ اس سے زیادہ اسے علم نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس راجر کے بارے میں اس نے تفصیل معلوم کی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس کے مطابق سویڈن کے دارالحکومت سٹاک ہام میں البارنو روڈ پر واقع کرسٹی کلب کا مالک راجر ہے اور وہ وہیں رہتا ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اس سریندر کا کیا ہوا۔ کیا وہ زندہ ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"اسے پوچھ گچھ کے بعد گولی مار دی گئی تھی"...... بلیک زیرو نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب بات واضح ہو گئی ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون سی بات"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"انسپکٹر ریاض صبح صبح میرے فلیٹ پر آیا تھا۔ وہی انسپکٹر ریاض جس نے روز میری کے بیگ سے یہ کارڈ اڑایا تھا۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ روز میری ٹیکسی میں بیٹھ کر ذیشان کالونی میں واقع ایک کوٹھی پر گئی جہاں ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کرنے والا سائنس دان ڈاکٹر آفتاب رہائش پذیر تھا اور پھر روز میری اس کالونی سے واپس ایئر پورٹ پہنچی اور سویڈن چلی گئی جبکہ اس ڈاکٹر آفتاب کی لاش اس کی کوٹھی سے ملی ہے۔ اس وقت ڈاکٹر آفتاب کوٹھی میں اکیلا تھا۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پولیس اسے ڈکیتی کا کیس سمجھ رہی ہے جبکہ انسپکٹر ریاض کا خیال ہے کہ ڈاکٹر آفتاب کو روز میری نے ہلاک کیا ہے۔ وہ اس کی تحریری رپورٹ ڈیڈی کو پیش کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا اور کارڈ اس سے لے لیا ہے کیونکہ انسپکٹر ریاض کی بات سن کر میں سمجھ گیا تھا کہ واقعی اس روز میری نے ہی ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا ہو گا اور میں خود اس معاملے کی مزید تحقیقات کرنا چاہتا تھا کیونکہ ڈاکٹر آفتاب کسی خفیہ لیبارٹری سے متعلق تھا۔ پھر میں نے سرداور کو فون کر کے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہوں نے صرف اتنا بتایا کہ

ڈاکٹر آفتاب جراثیمی بموں پر کام کرتے ہیں اور ان کا تعلق سٹار لیبارٹری سے ہے جس کے انچارج ڈاکٹر احسان ہیں جو انتہائی اصول پسند ہیں۔ اس لئے وہ سرداور کے کہنے پر ڈاکٹر آفتاب کے کام کے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے جس کے بعد میں نے سرسلطان کو فون کیا لیکن میری زبان کی کھجلی نے کام دکھایا اور سرسلطان کو مجبوراً تم سے بات کرنا پڑی۔ بہرحال اب وہ اس بارے میں کام کر رہے ہیں لیکن اب ناٹران کی اطلاع کے بعد یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ تگ ماسٹرز اور ڈاکٹر آفتاب کے درمیان کوئی ڈیل تھی جس میں دس لاکھ ڈالر کا یہ کارڈ اسے دے کر کچھ لے جانا تھا لیکن یہ کارڈ انسپکٹر ریاض نے اڑا لیا جس کی وجہ سے روز میری کو اسے ہلاک کر کے اس سے کچھ حاصل کرنا پڑا اور اس کے اس طرح فوری واپس چلے جانے کا مطلب ہے کہ وہ بہرحال جو کچھ کارڈ دے کر حاصل کرنا چاہتی تھی وہ اس نے حاصل کر لیا تھا"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی سیریس مسئلہ ہے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا بھی اب یہی خیال ہے کہ ڈاکٹر آفتاب نے لازماً کوئی فارمولا روز میری کے حوالے کیا ہوگا لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ تگ ماسٹرز تو مجرم تنظیم ہے۔ اس کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اس انداز میں فارمولا حاصل کرتی پھرے اور پھر اس کا دائرہ کار یورپ تک محدود ہے اس لئے لامحالہ یہ کام اس نے کسی خصوصی پارٹی کے کہنے پر ہی کیا ہو گا اور یہ خصوصی پارٹی کافرستان بھی ہو سکتا ہے اور کوئی اور ملک یا تنظیم بھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ انسپکٹر ریاض کو کور کر لیا۔ اب تو یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی بن گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میرا پہلے سے یہی خیال تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ ہمیں اس بارے میں اطلاع مل گئی۔ اگر انسپکٹر ریاض یہ کارڈ حاصل نہ کرتا تو ہمیں واقعی معلوم نہ ہو سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنی عادت کے مطابق پوری ڈگریوں سمیت نام بتاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم نے اتنی ہی ڈگریاں حاصل کی ہیں ورنہ شاید پوری دنیا کی ڈگریاں مجھے زبانی یاد ہو جاتیں"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کمال ہے۔ آخر میں یونیورسٹی کا نام لینے کا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ اس یونیورسٹی میں جتنی بھی ڈگریاں دی جاتی ہیں وہ بھی ساتھ ہی

"سمجھ لی جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہرحال ڈاکٹر احسان سے بات ہو گئی ہے۔ تم انہیں فون کر لو۔ سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی ہونے کی وجہ سے تمہارے ساتھ وہ مکمل تعاون کریں گے"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

"شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر سر سلطان کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

"سٹار لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں نمائندہ خصوصی پاکیشیا سیکرٹ سروس"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ شاید ڈاکٹر احسان نے فون آپریٹر کو اس بارے میں پہلے ہی خصوصی ہدایات دے دی تھیں۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان نے ابھی آپ کو میرے بارے میں بتایا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ کی لیبارٹری میں ایک سائنس دان ڈاکٹر آفتاب کام کرتے تھے۔ انہیں ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب تو زندہ ہیں اور اس وقت بھی وہ لیبارٹری میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ کیا واقعی"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی آپ کے فون آنے سے چند لمحے پہلے وہ میرے آفس میں موجود تھے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"کیا ان سے بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ ہولڈ کریں میں انہیں بلاتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر آفتاب بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب آپ کی رہائش گاہ دارالحکومت میں ہے"۔ عمران

سنے کہا۔

"میری رہائش گاہ۔ کیا مطلب۔ کون سی رہائش گاہ کی بات کر رہے ہیں آپ۔ میں تو اپنی فیملی سمیت یہاں لیبارٹری میں ہی رہتا ہوں۔ یہاں کا سسٹم ہی ایسا ہے"...... ڈاکٹر آفتاب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ذیشان کالونی میں تو آپ کی کوئی رہائش گاہ نہیں ہے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ میں تو اس کالونی کا نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ آپ فون ڈاکٹر احسان صاحب کو دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر احسان کی آواز سنائی دی۔

"آئی ایم سوری ڈاکٹر احسان صاحب آپ کو اور ڈاکٹر آفتاب کو تکلیف ہوئی۔ دراصل ذیشان کالونی میں ایک صاحب جن کا نام ڈاکٹر آفتاب تھا، کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے جب سرداور سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے آپ کی لیبارٹری کے بارے میں بتایا۔ بہرحال وہ کوئی اور ڈاکٹر آفتاب ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ویسے میرے خیال میں وہ سائنس دان نہیں ہو سکتے کیونکہ پاکیشیا میں جتنے بھی سائنس دان کام کر رہے ہیں میں ان کے بارے

میں جانتا ہوں اور ڈاکٹر آفتاب صرف ایک ہی ہیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ چند لمحے وہ اسی انداز میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ آج تمہارے نمائندہ خصوصی کے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاتھ ہو گیا ہے۔ کیا مطلب"۔ اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انسپکٹر ریاض نے غلط بیانی کی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔ سائنس دان نہیں ہوں گے۔ تم ایسا کرو کہ صفدر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ ذیشان کالونی جا کر ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرے۔ اس کے بعد ہی مزید آگے بڑھا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

پاکیشیا دارالحکومت کے ایک فائیو سٹار ہوٹل رین بو کے ہال کے ایک کونے میں ایک مقامی ادھیڑ عمر آدمی ایک کرسی پر بیٹھا بار بار ہال کے مین دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار گھڑی دیکھتا اور پھر سامنے رکھی ہوئی کافی کی پیالی اٹھا کر اس سے گھونٹ بھرتا اور اسے رکھ کر پھر گھڑی دیکھنا شروع کر دیتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظریں مین گیٹ کی طرف بھی مسلسل اٹھ رہی تھیں۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں" ...... اچانک ایک نسوانی آواز سنائی دی اور ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔ یہ ایک غیر ملکی لڑکی تھی جو ساتھ والی میز سے اٹھ کر اس کی طرف آئی تھی۔

"میں اپنے ایک گیسٹ کا انتظار کر رہا ہوں" ..... ادھیڑ عمر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بے چینی دیکھ رہی ہوں۔ اسی لئے تو میں آئی ہوں۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے وہ گیسٹ میں ہی ہوں" ..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

"آپ۔ مگر" ...... ادھیڑ عمر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اس لڑکی کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بگ ماسٹرز ایٹ ٹو" ..... لڑکی نے آہستہ سے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ اتنی دیر کیوں ہو گئی ہے" ...... ادھیڑ عمر آدمی نے اس بار مسکراتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آگیا تو اس لڑکی نے اسے شراب لانے کا آرڈر دے دیا۔

"میرے لئے کافی لے آؤ۔ میں شراب نہیں پیتا" ..... ادھیڑ عمر آدمی نے ویٹر سے کہا اور ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور پہلے سے میز پر پڑے ہوئے برتن اٹھا کر اس نے ٹرالی میں رکھے اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"آپ کا نام" ..... لڑکی نے کہا۔

"میرا نام جواد ہے۔ ڈاکٹر جواد آصف" ..... ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"مجھے گلوریا کہتے ہیں" ..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا۔

"آپ نے رقم کا بندوبست تو کر لیا ہو گا مس گلوریا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"رقم کی فکر مت کریں ڈاکٹر جواد آصف۔ آپ اپنی بات کریں"۔ گلوریا نے کہا۔

"میں نے بندوبست کر لیا ہے لیکن مجھے نقد رقم ایڈوانس چاہئے"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر جواد آصف۔ جو معاہدہ آپ سے طے ہو چکا ہے اسی پر عمل ہو گا۔ فائل دیں اور مکمل رقم لیں"...... گلوریا نے جواب دیا۔

"مس گلوریا۔ ڈاکٹر آفتاب کے ساتھ آپ نے سودا کیا تھا"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا قریب آیا اور اس نے شراب اور کافی میز پر لگائی اور پھر واپس چلا گیا۔

"ہاں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... گلوریا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ اسے رقم دینے کی بجائے گولی مار دی گئی تھی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہوا ڈاکٹر جواد آصف۔ انہوں نے گارنٹی کارڈ طلب کیا تھا۔ انہیں گارنٹی کارڈ دے دیا گیا اور پھر یہ گارنٹی کارڈ ایکریمیا میں کیش کرا لیا گیا۔ یہ تو یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ

انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کا کوئی ساتھی تھا جسے اس کارڈ کی اہمیت کا علم تھا۔ اس نے ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کر کے وہ کارڈ لیا اور اسے کیش کرا لیا۔ ہماری تنظیم کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتی اور ہمیں رقم سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی"...... گلوریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے لیکن مجھے کوئی گارنٹی کارڈ نہیں چاہئے۔ نقد رقم چاہئے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گارنٹی کارڈ تو ڈاکٹر آفتاب کی خواہش پر انہیں دیا گیا تھا ورنہ ہم نے تو انہیں بھی نقد رقم کی آفر کی تھی لیکن وہ یہاں پاکیشیا میں نقد رقم حاصل ہی نہ کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال اب یہ تو آپ پر منحصر ہے کہ آپ کب کام مکمل کرتے ہیں۔ ہم تو ہر وقت تیار ہیں بلکہ آپ کی وجہ سے ہمارے بہت سے کام بند پڑے ہوئے ہیں"...... گلوریا نے کہا۔

"کل کام ہو جائے گا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تو پھر آپ کون سا سپاٹ رکھیں گے رقم لینے اور مال دینے کے لئے"...... گلوریا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رقم آپ بیگ میں لے آئیں گی اور آپ کل شام سات بجے نیشنل گارڈن کے روز سیکشن میں پہنچ جائیں وہاں آپ سے رقم لے کر آپ کو فائل دے دی جائے گی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں کل شام سات بجے آپ کا وہاں انتظار کروں گی لیکن یہ بات سن لیں کہ فائل کو چیک کیا جائے گا۔ اس کا ماہر میرے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد رقم آپ کو دی جائے گی۔ ہم ہر کام صاف، ستھرے انداز میں کرنے کے عادی ہیں"...... گوریا نے کہا۔

"بے شک چیک کر لیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارہ کیا اور ویٹر کے آنے پر اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے مس گوریا۔ اب کل شام ملاقات ہو گی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا اور گوریا نے اثبات میں سر ہلایا تو ڈاکٹر جواد آصف تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد گوریا اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو کچن میں چائے بنانے گیا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس۔ صفدر نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر [illegible] میں رہنے والا ڈاکٹر آفتاب وزارت دفاع کے کمپیوٹر سیکشن میں کام کرتا تھا"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کس پوسٹ پر"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وزارت دفاع کے سیکرٹری ڈاکٹر بشارت تھے۔ وہ نہ صرف عمران سے اچھی طرح واقف تھے بلکہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہے اور چونکہ عمران کی بات چیت اکثر ان سے ہوتی رہتی تھی اس لئے پی اے بھی اس سے اچھی طرح واقف تھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر بشارت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر بشارت کی مخصوص بھاری اور ٹھہری ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اس بار اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ دیکھو تم اپنی ڈگریاں کیوں دوہراتے رہتے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہاری ڈگریاں تمہارا شناختی نشان ہیں"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ وزارت دفاع کے سیکرٹری ہیں اس لئے لامحالہ آپ کا رابطہ بڑے بڑے سائنس دانوں سے ہوتا ہوگا جن کے پاس ظاہر ہے بڑی

بڑی سائنسی ڈگریاں ہوں گی اس لئے آپ ان ڈگریوں کے حامل افراد کے علاوہ کسی سے بات کرنا ہی کسر شان سمجھتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی اپنی چھوٹی سی ڈگریاں دوہرا دیں تاکہ آپ کم از کم دو چار باتیں تو مجھ سے بھی کر لیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر بشارت بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ چھوٹی ڈگریاں ہیں۔ ڈاکٹر آف سائنس چھوٹی ڈگری ہے۔ بہت خوب۔ پھر نجانے بڑی ڈگری کون سی ہو گی"...... ڈاکٹر بشارت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کو نہیں معلوم کہ ڈاکٹر آف سائنس سے بڑی ڈگری کون سی ہوتی ہے۔ چلو میں بتا دیتا ہوں۔ لیڈی ڈاکٹر آف سائنس"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت اپنا رکھ رکھاؤ اور عہدہ بھول کر کافی دیر تک کھلکھلا کر ہنستے رہے۔

"تم سے خدا سمجھے۔ واقعی سر سلطان تمہارے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں درست کہتے ہیں۔ بہرحال بتاؤ کیوں کال کی ہے۔ میں نے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وزارت دفاع کے کمپیوٹر سیکشن میں ایک صاحب ڈاکٹر آفتاب کام کرتے تھے۔ وہ وہاں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھے۔ انہیں پچھلے دنوں ان کی رہائش گاہ پر ڈاکوؤں نے ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے ان کے بارے میں

تفصیلات چاہئیں تمہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے ذاتی طور پر ان کی موت پر بے حد افسوس ہوا ہے۔ وہ واقعی بڑے قابل اور ذمہ دار آدمی تھے لیکن تمہیں ان سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کی موت ڈاکوؤں کے ہاتھوں نہیں ہوئی بلکہ ایک غیر ملکی لڑکی جس کا تعلق ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے، نے انہیں ہلاک کیا ہے اور ان ڈاکٹر آفتاب صاحب نے اس لڑکی سے دس لاکھ ڈالر کے عوض کوئی سودا کیا تھا۔ میں اس بارے میں تفصیلات جاننا چاہتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر میں سودا اور وہ بھی مجرم تنظیم سے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ تو ایسے آدمی ہی نہیں تھے"...... ڈاکٹر بشارت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہوا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اس غیر ملکی لڑکی کو کوئی ایسی چیز دی ہے جو انتہائی قیمتی تھی۔ آپ میرا کسی ایسے آدمی سے رابطہ کرا دیں جو ان کے آفس ورک کے بارے میں اور ان کی ذات کے بارے میں پوری تفصیلات جانتا ہو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر بڑی افسوسناک بات ہے۔ بہرحال تم

مجھے دس منٹ بعد دوبارہ فون کرنا۔ میں اس دوران ایسے کسی آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گا"...... ڈاکٹر بشارت نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دس منٹ بعد دوبارہ فون کروں گا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی اٹھائے اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ چکا تھا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر آفتاب نے آخر کس چیز کا سودا کیا ہو گا۔ بگ ماسٹرز تو عام سے جرائم میں ملوث رہتی ہے۔ وہ کوئی سیکرٹ ایجنسی تو نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی۔ میں نے بگ ماسٹرز کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں اس سے یہی علم ہوا ہے کہ وہ منشیات، اسلحہ، شراب کی سمگلنگ اور دوسرے بڑے جرائم کا دھندہ کرتے تھے۔ ایسی تنظیمیں اس انداز میں کام نہیں کرتیں کہ گارنٹی کارڈ دیتی پھریں اور سودا کرتی رہیں۔ ضرور اس کے پیچھے کوئی خاص بات ہے"...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"وزارت دفاع انتہائی اہم وزارت ہے لیکن ظاہر ہے اس کے اہم پراجیکٹس کے بارے میں معلومات کو تو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہو گا۔ پھر کمپیوٹر سیکشن کا ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر وزارت دفاع کے سلسلے میں کیا سودے بازی کر سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کچھ دیر

خاموش رہنے کے بعد کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ انتہائی خوفناک مسئلہ ہے"...... عمران نے یکلخت انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو اچھل پڑا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وزارت دفاع نے اپنے تمام پراجیکٹس کو کمپیوٹرائزڈ کیا ہو گا اور پھر ان کمپیوٹر ڈسکس کو مخصوص خفیہ ریکارڈ روم میں رکھا ہو گا لیکن کہیں اس ڈاکٹر آفتاب نے ڈبل کاپی نہ تیار کر لی ہو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی یکلخت انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع"...... دوسری طرف سے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب سے بات کراؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر بشارت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر

بشارت کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے کمپیوٹر سیکشن کے ڈاکٹر جواد آصف جو ڈاکٹر آفتاب کے اسسٹنٹ ہیں ان سے تم مل سکتے ہو۔ وہ کمپیوٹر سیکشن میں موجود ہیں۔ وہ تم سے مکمل تعاون کریں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلے یہ بتائیں۔ کمپیوٹر سیکشن میں ڈاکٹروں کا کیا کام۔ پہلے صاحب کا نام بھی ڈاکٹر آفتاب تھا اور اب بھی آپ نے ڈاکٹر جواد آصف کا نام لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر کمپیوٹر سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنے والوں کو ہی تعینات کیا جاتا ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اب یہ بتائیں کہ وزارت دفاع کے تمام پراجیکٹس کو کمپیوٹرائزڈ کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔ کیوں۔ تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے چونک کر قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ڈاکٹر آفتاب نے کسی پراجیکٹ کی فائل کا سودا نہ کیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں عمران بیٹے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ کمپیوٹر سیکشن کا براہ راست کمپیوٹرائزڈ سٹور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہاں سے کوئی چیز میری ذاتی اجازت اور میرے خصوصی معتمد کی موجودگی کے بغیر نہیں نکالی جا سکتی۔ میں اس سلسلے میں انتہائی محتاط رہتا ہوں کیونکہ مجھے ان کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا دشمن ملک کافرستان اور اسرائیل کے ایجنٹوں کے علاوہ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹ بھی ان پراجیکٹس کے حصول کی کوشش کرتے رہتے ہیں"...... ڈاکٹر بشارت نے تفصیل سے اور انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر جواد آصف کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں ان سے آفس میں ہی ملوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اگر تم ان سے آفس سے ہٹ کر کسی اور جگہ ملنا چاہتے ہو تو تم خود ان سے بات کر لو۔ فون نمبر میں بتا دیتا ہوں اور انہیں تمہارے بارے میں بھی بریف کر دیا گیا ہے"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک فون نمبر بتا دیا۔

"بے حد شکریہ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ڈاکٹر بشارت کے بتائے ہوئے فون نمبرز ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کمپیوٹر سیکشن وزارت دفاع سیکرٹریٹ"...... رابطہ قائم ہوتے

ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر جواد آصف سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ اپنا پورا تعارف کرائیں جناب۔ صاحب مصروف ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"پورا تعارف تو سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت صاحب کرائیں گے۔ آپ میرا نام ان تک پہنچا دیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر جواد آصف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر بشارت صاحب نے آپ سے ابھی میرے بارے میں بات کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یس سر۔ حکم فرمائیے سر"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی بوکھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"آپ سے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں تفصیلی معلومات کرنی ہیں۔ آپ اپنی رہائش گاہ کی تفصیل اور وہاں ملنے کا وقت دے دیں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ یہاں آفس تشریف لے آئیں یا پھر مجھے حکم دیں۔ آپ جہاں کہیں میں وہاں حاضر ہو جاؤں گا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے

کہا۔

" میں آپ کی رہائش گاہ پر آپ سے ملاقات چاہتا ہوں ڈاکٹر جواد آصف اور دوسری بات یہ کہ میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اصل میں آج میں نے ایک فیملی فنکشن میں جانا ہے جو رات آٹھ نو بجے ختم ہو گا۔ البتہ کل آپ چاہیں تو چار بجے کے بعد جس وقت جی چاہے تشریف لے آئیں۔ میں چار بجے آفس سے چھٹی کر کے سیدھا رہائش گاہ پر ہی جاتا ہوں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں نو بجے آجاؤں گا۔ آپ اپنی رہائش گاہ کا پتہ اور فون نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ میں نو بجے یقیناً فارغ ہو جاؤں گا"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر جواد آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا پتہ اور فون نمبر بتا دیا۔

" او کے "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔

" آپ کچھ سوچ رہے ہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں سوچ رہا ہوں کہ کیا یہ آدمی ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں وہ سب کچھ بتا بھی سکے گا جو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر بشارت نے اگر اسے منتخب کیا ہے تو ظاہر ہے کچھ سوچ کر ہی کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات بھی درست ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ رات کو اس سے ملاقات ہو گی تو معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران اسے خدا حافظ کہہ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈاکٹر جواد آصف نے کار نیشنل گارڈن کی پارکنگ میں روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ روز سیکشن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ روز سیکشن ایک سائیڈ پر تھا اور وہاں اس وقت تقریباً اندھیرا تھا اس لئے وہ لوگ جو تیز روشنی کو پسند نہیں کرتے تھے وہ روز سیکشن کا ہی رخ کرتے تھے۔ وہاں ادھر ادھر بنچیں موجود تھیں جو بڑی بڑی جھاڑیوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر جواد آصف روز سیکشن کے مین گیٹ کے قریب ہی ایک خالی بنچ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے گھڑی دیکھی اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب پر ہاتھ رکھ کر اس نے وہاں موجود تہہ شدہ فائل کے بارے میں اطمینان کیا اور اس کے بعد اس کی نظریں روز سیکشن کے مین گیٹ پر جم گئیں۔ تقریباً دس منٹ بعد جب اس نے روز سیکشن کے مین گیٹ سے گوریا اور اس کے پیچھے دو اور غیر ملکیوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ گوریا کے ساتھ آنے والے دونوں غیر ملکیوں میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا اور اس کی آنکھوں پر چشمہ لگا ہوا تھا جبکہ دوسرا قوی ہیکل اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور وہ اپنے انداز سے اس کا باڈی گارڈ دکھائی دیتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا بریف کیس تھا۔ ڈاکٹر جواد آصف نے اٹھ کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا تو وہ تینوں اس کی طرف مڑ آئے۔

"کیا یہاں بات چیت ہو سکے گی".......گوریا نے قریب آ کر کہا۔

"نہیں۔ میں تو یہاں اس لئے بیٹھا تھا کہ آپ کو اپنی موجودگی بتا سکوں۔ آیئے ادھر ایک علیحدہ جگہ ہے۔ وہاں روشنی بھی ہے اور اوٹ بھی".......ڈاکٹر جواد آصف نے کہا اور گوریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ یہ جگہ واقعی ان کے لئے انتہائی مناسب تھی۔ چاروں طرف بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ درمیان میں بنچ اور اس بنچ کے ساتھ لائٹ کا بھی انتظام تھا۔

"یہ واقعی خوب جگہ ہے۔ جانسن تم باہر ٹھہرو اور خیال رکھنا"۔ گوریا نے اپنے اس ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا جس کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

"یس میڈم".......اس قوی ہیکل اور ورزشی جسم کے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر بریف کیس اس نے بنچ کے ساتھ رکھا

اور باہر چلا گیا۔

"ہاں تو ڈاکٹر صاحب۔ وہ فائل دیں تاکہ مسٹر البرٹ اسے چیک کر سکیں"...... گلوریا نے کہا۔

"پہلے آپ بریف کیس کھول کر مجھے دکھائیں کہ رقم پوری بھی ہے یا نہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ رقم پوری ہے"...... گلوریا نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں پہلے اپنی پوری تسلی کر لینا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا تو گلوریا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بریف کیس خود اٹھا کر اسے بنچ پر رکھا اور پھر اسے کھول دیا۔ اس میں غیر ملکی کرنسی کی بڑی بڑی گڈیاں بڑے سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں اور ہر گڈی پر بینک کی باقاعدہ چیکنگ چٹ بھی موجود تھی تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ کرنسی اصل ہے جعلی نہیں ہے۔

"ٹھیک ہے۔ اب میرا اطمینان ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا اور گلوریا نے بریف کیس بند کر کے اسے واپس بنچ کی سائیڈ میں رکھ دیا۔

"اب لائیں فائل"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جواد آصف نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ فائل نکالی اور اسے گلوریا کی طرف بڑھا دیا۔ گلوریا نے فائل لے کر اسے کھولا۔ اس میں چار صفحات تھے۔ اس نے ایک نظر پہلے صفحے کو دیکھا اور پھر فائل ساتھ بیٹھے ہوئے البرٹ کی طرف بڑھا دی۔

"اسے اچھی طرح چیک کر لیں۔ بعد میں ہماری ذمہ داری نہ ہو گی"...... گلوریا نے کہا تو البرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر فائل کھول کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یہ بالکل درست ہے اور میں نے اپنی جان پر کھیل کر اسے باہر نکالا ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اس کا معاوضہ بھی تو آپ کو مل رہا ہے"...... گلوریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد یہ مسئلہ نمٹ جائے"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے اسی طرح بے چین سے لہجے میں کہا۔

"آپ آخر اس قدر ہراساں اور بے چین کیوں ہیں۔ کیا آپ کو کسی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے"...... گلوریا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ خطرہ تو نہیں ہے لیکن"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"لیکن کیا مطلب۔ کھل کر بات کریں"...... گلوریا کا لہجہ مزید سخت ہو گیا تھا۔

"مجھے اپنے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔ اصل میں ڈاکٹر آفتاب کے سلسلے میں سیکرٹ سروس دلچسپی لے رہی ہے اور کوئی صاحب اس سلسلے میں آج رات مجھ سے ملنے والے ہیں۔ مجھے اس بارے میں بڑی فکر ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ڈاکٹر آفتاب کے سلسلے میں آپ پر شک کیا جا رہا

ہے"...... گلوریا نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ بلکہ وہ ڈاکٹر آفتاب کی مصروفیت کے بارے میں مجھ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں۔ وجہ"...... گلوریا نے کہا۔

"اس ڈاکٹر آفتاب کے قتل کی وجہ سے گڑبڑ پیدا ہوئی ہے۔ چونکہ وہ ایک اہم شعبے کا سربراہ تھا اس لئے شاید یہ انکوائری ہو رہی ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بات پر شک ہو گیا ہو کہ ڈاکٹر آفتاب نے ایس ڈی ٹی کا پہلا حصہ ہمیں فروخت کیا ہے"...... گلوریا نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس کا علم صرف مجھے تھا کیونکہ میں اس کا نمبر ٹو تھا اور میرے دستخطوں کے بغیر وہ اسے حاصل نہ کر سکتا تھا اور نہ اس کی کاپی کرا سکتا تھا اس لئے اس بارے میں تو کسی کو بھی علم نہیں ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا تو گلوریا کے ستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

"یہ درست ہے میڈم گلوریا"...... اسی لمحے البرٹ نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... گلوریا نے کہا اور فائل اس کے ہاتھ سے لے کر اسے تہہ کر کے اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ دیا۔

"یہ بریف کیس اب آپ کا ہو گیا ڈاکٹر جواد آصف۔ گڈ بائی"...... گلوریا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھتے ہی البرٹ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور ڈاکٹر جواد آصف بھی۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات تھے۔ اس نے جلدی سے بریف کیس اٹھا لیا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے روز سیکشن کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جانسن اب خالی ہاتھ تھا جبکہ بریف کیس اب ڈاکٹر جواد آصف کے ہاتھ میں تھا۔ وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے تو ڈاکٹر جواد آصف پارکنگ کی طرف مڑ گیا۔ اس کے قدم تیز تیز اٹھ رہے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے جیب سے چابی نکالی اور کار کی ڈگی کھول کر اس نے بریف کیس اندر رکھا اور ڈگی بند کر کے اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر اندر بیٹھ کر اس نے دروازہ بند کیا اور کار بیک کر کے اس نے موڑی اور پھر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انگ انگ مسرت کی شدت سے پھڑک رہا تھا کیونکہ جس دولت کے وہ خواب دیکھا کرتا تھا وہ دولت اس وقت اس کی کار کی ڈگی میں موجود تھی اور وہ اس کا بلا شرکت غیرے مالک تھا۔

"اب میں بھی یہ نوکری چھوڑ کر ایکریمیا شفٹ ہو جاؤں گا"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اسی انداز میں خود کلامی کرتے اور کار چلاتے آخرکار وہ اپنی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ اس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن دیا تو مین گیٹ کی کھڑکی کھلی اور اس کا ملازم

باہر آگیا۔

"پھاٹک کھولو ناصر"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ڈاکٹر جواد آصف کار اندر پورچ میں لے گیا۔ وہ یہاں اپنے ملازم ناصر کے ساتھ اکیلا رہتا تھا۔ اس کی فیملی ایک گاؤں میں رہتی تھی اور وہ ویک اینڈ پر وہاں چلا جاتا تھا۔ اس کی بیوی گاؤں سے شہر آنے پر رضامند نہ تھی۔ چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس کی بیوی گاؤں میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ ڈاکٹر جواد آصف نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار کی ڈگی کھولی اور بریف کیس نکال کر اس نے ڈگی بند کی۔ اسی لمحے ملازم ناصر پھاٹک بند کر کے وہاں آگیا تھا۔ اس نے بریف کیس لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"نہیں۔ اس میں ضروری کاغذات ہیں۔ تم بتاؤ کوئی ملاقاتی یا کوئی فون"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"جی نہیں۔ نہ کوئی ملاقاتی آیا ہے اور نہ ہی کوئی فون آیا ہے"۔ ناصر نے جواب دیا۔

"او کے۔ نو بجے ایک صاحب علی عمران آ رہے ہیں انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا دینا اور پھر مجھے اطلاع دے دینا۔ میں اس دوران آرام کروں گا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"جی بہتر"...... ناصر نے جواب دیا اور ڈاکٹر جواد آصف بریف کیس اٹھائے تیزی سے اپنے خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کمرہ اندر سے لاک کیا اور پھر بریف کیس کو ایک میز پر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور اس میں موجود کرنسی نوٹوں کی گڈیاں نکال نکال کر باہر رکھنا شروع کر دیں۔ جب بریف کیس خالی ہو گیا تو اس نے بریف کیس کو نیچے رکھا اور پھر ان گڈیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس کے ساتھ کوئی دھوکہ نہ کیا گیا ہو لیکن ساری گڈیاں چیک کر لینے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا کہ ایسا نہیں ہوا تو اس نے گڈیاں دوبارہ بریف کیس میں رکھیں اور بریف کیس کو سیف میں رکھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے وہ کچھ دیر نہ صرف آرام کر سکے بلکہ آئندہ کی پلاننگ بھی کر سکے۔

عمران نے کار ضیاء کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ کے بند پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سائیڈ پر موجود کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھ گیا۔ ستون پر ڈاکٹر جواد آصف کی نیم پلیٹ موجود تھی جس میں نام کے نیچے ڈگریاں بھی درج تھیں۔ ان ڈگریوں کے مطابق ڈاکٹر جواد آصف نے واقعی کمپیوٹر انجینئرنگ میں ایک غیر ملکی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔ وہ اپنے لباس اور انداز سے ہی ملازم دکھائی دے رہا تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور مجھے ڈاکٹر صاحب نے ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں"۔

ملازم نے کہا اور واپس چلا گیا۔ عمران دوبارہ کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا تو عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے پیچھے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ملازم کا انتظار کرنے لگا کیونکہ کوٹھی پر خاموشی طاری تھی اور ایسا لگتا تھا کہ یہاں ملازم کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اچانک عمران کی نظریں پہلے سے کھڑی کار کی عقبی طرف نیچے فرش پر پڑے ہوئے کارڈ پر پڑیں جس کے ساتھ ٹیگ بھی موجود تھا۔ عمران بے اختیار چونک پڑا۔ آگے بڑھ کر اس نے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ یہ ایئر سویڈن کا کارڈ تھا۔ سویڈن کی قومی ایئر کمپنی کا کارڈ۔ عمران کی پیشانی پر بے اختیار شکنیں سی ابھر آئیں۔

"آئیے جناب"...... اسی لمحے عقب سے ملازم کی آواز سنائی دی تو عمران نے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور پھر ملازم کے پیچھے چلتا ہوا وہ سائیڈ میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈرائینگ روم میں پہنچ گیا۔

"آپ تشریف رکھیں میں صاحب کو آپ کی آمد کی اطلاع کرتا ہوں"...... ملازم نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ناصر ہے جناب"...... ملازم نے جواب دیا۔

"یہ کوٹھی پر اس قدر خاموشی کیوں طاری ہے۔ کیا تمہارے صاحب کی فیملی کہیں گئی ہوئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ان کی بیگم گاؤں میں رہتی ہے اور صاحب خود یہاں رہتے ہیں اور ان کے ساتھ صرف میں یہاں رہتا ہوں"...... ناصر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناصر باہر چلا گیا تو عمران نے جیب سے وہی سویڈن ایئر کمپنی کا کارڈ نکالا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ کارڈ پر فلائٹ کا نمبر اور تاریخ درج تھی جو آج سے چار روز پہلے کی تھی۔ اسی لمحے اسے باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی تو اس نے کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر لیکن صحت مند آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر گھریلو لباس تھا اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ۔ عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے ڈاکٹر جواد آصف کہتے ہیں"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے علی عمران کہتے ہیں"...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنی ڈگریاں نہ بتائی تھیں تاکہ ڈاکٹر جواد آصف اسے بس سیکرٹ سروس کا ایک عام سا رکن ہی سمجھتا رہے۔

"تشریف رکھیں"...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر خود بھی وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ملازم ناصر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشروب کی ایک بوتل تھی جس پر سرخ رنگ کا ٹشو لپٹا ہوا تھا۔ اس نے بوتل عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"آپ نہیں لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ مجھے ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے روکھے سے لہجے میں جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کیوں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خود ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ڈاکٹر آفتاب کو کب سے جانتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"گزشتہ چار سالوں سے جب میں کمپیوٹر سیکشن میں ملازم ہوا تھا"...... ڈاکٹر آصف نے جواب دیا۔

"کیا ڈاکٹر آفتاب آپ سے سینئر تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن صرف دو سال"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر آفتاب کی ذاتی زندگی کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں۔ مثلاً ان کے دوست، ان کے مخصوص ملاقاتی، ان کی گھر سے باہر پسندیدہ ایکٹیویٹیز"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے انتہائی بے تکلف دوست تھے اور چونکہ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں اس لئے میں اکثر ان کی رہائش گاہ پر چلا جاتا تھا اور ہم رات گئے تک اکٹھے رہتے تھے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا غیر ملکی عورتوں سے بھی ان کی دوستی تھی"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر جواد آصف بے اختیار چونک پڑا۔

"غیر ملکی عورتوں سے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے بڑے سادہ سے الفاظ استعمال کئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ دوستی سے آپ کی کیا مراد ہے۔ غیر ملکی عورتیں کلبوں اور ہوٹلوں میں تو ملتی ہی رہتی ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"کیا کوئی غیر ملکی لڑکی ان کی رہائش گاہ پر بھی آتی جاتی رہتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا میرے سامنے تو کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے کبھی سنا ہے لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ ڈاکٹر آفتاب صاحب کبھی سویڈن گئے ہیں"۔ عمران نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"سویڈن۔ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کبھی نہیں۔ البتہ میں اور وہ کئی بار ایکریمیا جا چکے ہیں وزارت کی طرف سے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"آپ بھی کبھی سویڈن گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں نے صرف اس ملک کا نام سنا ہوا ہے"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے اس بار قدرے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ آخری بار غیر ملکی سفر پر کب گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی چار ماہ پہلے گیا تھا لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا کوئی دوست جو حال ہی میں غیر ملک سے آیا ہو اور وہ یہاں کوٹھی میں بھی آیا ہو"...... عمران نے ایک بار پھر اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ لیکن آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بگ ماسٹرز کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں"...... عمران نے اچانک کہا تو ڈاکٹر جواد آصف بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ بب۔ بگ ماسٹرز۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سویڈن کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کی ایک ایجنٹ جس کا نام روز میری ہے وہ ڈاکٹر آفتاب سے اس کی کوٹھی میں ملی تھی۔ اس ملاقات کے وقت ڈاکٹر آفتاب کوٹھی میں اکیلے تھے۔ نہ ان کی فیملی تھی اور نہ ان کے ملازم۔ اس

کے بعد ڈاکٹر آفتاب کی لاش سامنے آئی"...... عمران نے بغور ڈاکٹر جواد آصف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ ڈاکٹر جواد آصف نہ صرف اس معاملے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے بلکہ اس کا انداز اور پھر اس کی گاڑی کے ساتھ ملنے والا سویڈن ایئر کمپنی کا کارڈ بتا رہا تھا کہ وہ بذات خود بھی اس چکر میں ملوث ہے۔

"اوہ۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ مجھے تو یہی بتایا گیا ہے کہ ڈاکوؤں نے اسے ہلاک کیا تھا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا لیکن اس کے لہجے میں کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"کیا ڈاکٹر آفتاب کے پاس کوئی بھاری رقم آ گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی کوٹھی میں دن دیہاڑے یہ ڈاکہ پڑ گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"بھاری رقم۔ نہیں۔ وہ تو رقم کے معاملے میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ میرا تو خیال ہے کہ جس عہدے پر وہ تھا اس میں بڑی اچھی تنخواہ اور مراعات وغیرہ ملتی ہیں۔ آپ بھی اب اس عہدے پر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ جوا کھیلنے کا عادی تھا اور بدقسمتی سے بہت کم جیتتا تھا"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے چند لمحے رک کر جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ یہ اس کے لئے واقعی نئی بات تھی۔

"کہاں کھیلتا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"مختلف کلبوں میں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"آپ بھی اس دوران اس کے ساتھ رہتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ شوق نہیں ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"آپ کی مالی پوزیشن کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں عمران صاحب۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر آپ کسی تھانیدار کے انداز میں کیوں ایسی پوچھ گچھ کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"آپ کو ڈاکٹر بشارت صاحب نے میرے بارے میں کیا بتایا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں اور چیف کے اختیارات صدر مملکت سے بھی زیادہ ہیں اور آپ مجھ سے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"یہ بتائیں کہ ڈاکٹر آفتاب اگر کسی غیر ملکی تنظیم سے بھاری رقم حاصل کرنا چاہتا تھا تو اس کے بدلے میں اسے کیا دے سکتا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"بدلے میں۔ کیا مطلب۔ بدلے میں کیا دے سکتا تھا۔ میں سمجھا

نہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جواد آصف۔ آپ بھی اور ڈاکٹر آفتاب بھی انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور انتہائی ذمہ دار عہدوں پر فائز ہیں اور انتہائی حساس اہمیت کی وزارت میں کام کرتے ہیں۔ یہ بات تو طے ہے کہ بک ماسٹرز نامی تنظیم نے ڈاکٹر آفتاب سے کوئی سودا کیا جس کے عوض اسے دس لاکھ ڈالر دیئے جانے تھے اور ڈاکٹر آفتاب نے اس تنظیم سے گارنٹی کارڈ طلب کیا۔ جسے ایکریمیا میں کیش کرایا جا سکتا تھا لیکن اس تنظیم نے کارڈ دینے کی بجائے اسے گولی مار دی۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کوئی فارمولا۔ کوئی پراجیکٹ یا کوئی بھی ایسی چیز انہیں دی ہے جس کے عوض وہ دس لاکھ ڈالر ادا کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے"۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا بتا سکتا ہوں۔ میرے خیال میں ڈاکٹر آفتاب کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"آپ میرے آنے سے کتنی دیر پہلے واپس آئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دو گھنٹے پہلے آیا ہوں۔ کیوں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے فون پر بتایا تھا کہ کوئی فیملی فنکشن ہے۔ کیا اس فنکشن میں آپ کے عزیز غیر ملک سے بھی آئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"عزیز غیر ملک سے۔ نہیں۔ وہ ایک نجی سا فنکشن تھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید وہاں دیر ہو جائے لیکن میں جلدی فارغ ہو گیا اس لئے واپس آ گیا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"اس سلسلے میں آپ کو ایئرپورٹ بھی جانا پڑا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آپ کا بہت وقت لیا ہے میں نے۔ اب اجازت دیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جواد آصف بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر وہ عمران کو چھوڑنے اس کی کار تک آیا۔ ملازم نے پھاٹک کھولا تو عمران اپنی کار باہر لے آیا لیکن دور جانے کی بجائے اس نے کار نزدیک ہی ایک سائیڈ روڈ پر روکی اور پھر سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اور اس کا ایمپل اٹھا کر جیب میں رکھا اور پھر کار سے باہر آ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ لاک کیا اور پھر اسے بند کر کے وہ دوبارہ ڈاکٹر جواد آصف کی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کوٹھی کی تفصیلی تلاشی لے کیونکہ اس سویڈن ایئر کمپنی کے کارڈ اور

ڈاکٹر جواد آصف کے ردعمل نے اسے بری طرح مشکوک کر دیا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا تھا کہ وہ ڈاکٹر جواد آصف اور اس کے ملازم کو ویسے ہی بے ہوش کر کے کوٹھی کی تلاشی لے لیکن پھر اس نے یہ ارادہ اس لئے ترک کر دیا تھا کہ اگر کوٹھی سے کوئی مشکوک چیز برآمد نہ ہوئی تو پھر اس کا یہ اقدام غیر معمولی حیثیت اختیار کر جاتا جبکہ گیس سے بے ہوشی کے بعد جب انہیں خود بخود ہوش آتا تو وہ یہ نہ سمجھ سکتے تھے کہ ایسا عمران نے کیا ہوگا۔ عمران نے کوٹھی کی سائیڈ گلی میں پہنچ کر جیب سے گیس پسٹل نکالا اور اس کا رخ کوٹھی کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چار کیپسول پسٹل سے نکل کر کوٹھی کے اندر جا گرے۔ عمران نے پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ عقبی طرف ایک تنگ سی گلی تھی جس میں کوٹھیوں کے عقب تھے۔ کوٹھی کی چار دیواری کچھ زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکے گا لیکن وہ تقریباً پانچ منٹ تک گلی میں ہی موجود رہا تاکہ اندر فائر ہونے والی گیس کے اثرات ختم ہو جائیں۔ پانچ منٹ بعد عمران نے اچھل کر چار دیواری پر دونوں ہاتھ رکھے اور ایک جھٹکے میں وہ دیوار پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ اندر موجود ڈاکٹر جواد آصف اور اس کا ملازم دونوں بے ہوش پڑے ہوں گے اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں سائیڈ راہداری سے ہوتا ہوا سامنے کی سمت پہنچ گیا۔ پورچ میں کار ویسے ہی

موجود تھی۔ عمران کوٹھی میں داخل ہوا اور پھر اس نے ملازم ناصر کو ایک کمرے میں کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے چیک کر لیا۔ وہ کرسی پر اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے آرام کر رہا ہو اور اس حالت میں ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لئے نیچے گرنے سے محفوظ رہا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے وہ کمرہ تلاش کر لیا جس میں ڈاکٹر جواد آصف موجود تھا۔ یہ بیڈ روم تھا لیکن ڈاکٹر جواد آصف بیڈ کی بجائے ایک صوفہ نما کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ البتہ اس کے سامنے میز پر ایک بریف کیس پڑا ہوا تھا اور عمران اس بریف کیس کو دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ بریف کیس پر جس کمپنی کا سٹکر موجود تھا وہ کمپنی غیر ملکی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس سٹکر کو غور سے دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ کمپنی کے نام کے نیچے سویڈن کا نام بھی موجود تھا۔ عمران نے بریف کیس کھولا تو وہ بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بریف کیس میں غیر ملکی کرنسی کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔ عمران نے ایک گڈی اٹھائی اور اس پر موجود چٹ پر بینک کا نام پڑھا تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ یہ بینک بھی سویڈش تھا البتہ اس کی ایک شاخ یہاں دارالحکومت میں بھی تھی اور اس چٹ پر اسی شاخ کا نام اور پتہ درج تھا۔ عمران نے بریف کیس بند کیا اور پھر اس نے اس کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس بریف کیس کے علاوہ کمرے میں اور کوئی مشکوک چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے اس کمرے کے علاوہ

کوٹھی کے ہر کمرے کی تفصیل سے تلاشی لے ڈالی لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے اسے کوئی مدد مل سکتی۔ پھر اس نے سٹور سے رسی کا بنڈل اٹھایا اور واپس ڈاکٹر جواد آصف کے بیڈ روم میں پہنچ کر اس نے رسی کی مدد سے ڈاکٹر جواد آصف کو کرسی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اینٹی گیس کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی ڈاکٹر جواد آصف کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی۔ اس کا ڈھکن لگا کر اسے اس نے جیب میں ڈال کر بریف کیس والی میز بریف کیس سمیت اٹھا کر ایک سائیڈ پر رکھی اور دوسری کرسی اٹھا کر اس نے ڈاکٹر جواد آصف کے سامنے رکھی اور اس پر خود بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر جواد آصف کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ۔ تم۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ کیا مطلب"...... پوری طرح ہوش میں آتے ہی ڈاکٹر جواد آصف نے تقریباً چیختے ہوئے اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بریف کیس تمہیں نظر آ رہا ہے ناں۔ اس میں غیر ملکی کرنسی بڑی بھاری مالیت میں موجود ہے اور یہ بریف کیس اور اس میں

موجود کرنسی تم نے بگ ماسٹرز سے حاصل کی ہے۔ اب تم بتاؤ گے کہ اس کے بدلے میں تم نے انہیں کیا دیا ہے"...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون سا بریف کیس۔ کون سی غیر ملکی کرنسی۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر جواد آصف نے چونک کر کہا۔

"سنو ڈاکٹر جواد آصف۔ مجھے تمہاری کار کی ڈگی کے پیچھے زمین پر پڑا ہوا ایک کارڈ ملا ہے جس پر سویڈش ایئر کمپنی کا نام بھی درج تھا اور اس پر چار روز پہلے کی تاریخ بھی درج تھی۔ اسی وجہ سے میں نے تم سے سویڈن کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی اور تم نے جس مشکوک انداز میں جواب دیئے تھے اس کے نتیجے میں، میں نے یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر میں عقبی طرف سے اندر آ گیا۔ یہاں بریف کیس مجھے نظر آ گیا۔ وہ چٹ لازماً اس بریف کیس کے ساتھ لگی ہوئی ہو گی جو گر گئی۔ تمہارا ملازم بے ہوش پڑا ہوا ہے اور اب یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہے اس لئے اگر تم زندگی بچانا چاہتے ہو تو سب کچھ خود ہی تفصیل سے بتا دو"...... عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"یہ سب بکواس ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ میرا کسی بریف کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بریف کیس بھی تمہارا ہے۔ تم میرے دشمنوں کے آدمی ہو"...... ڈاکٹر جواد آصف نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس طرح چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے اور تمہاری لاش گٹر میں بہتی نظر آئے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ پہلے ڈاکٹر آفتاب نے بھی دس لاکھ ڈالر کے عوض پاکیشیا کا کوئی سیکرٹ دشمنوں کو فروخت کیا ہے اور اب تم نے بھی یہی کام کیا ہے۔ اگر یہ کارڈ تمہارے گیراج سے مجھے نہ ملتا تو شاید مجھے تم پر شک نہ پڑتا اور یہ بھی بتا دوں کہ سیکرٹ سروس بڑی آسانی سے یہ معلوم کر لے گی کہ تم نے آفس سے لے کر اب تک کا وقت کہاں گزارا ہے اور کس کس سے تمہاری ملاقات ہوئی ہے اور سیکرٹ سروس یہ بھی معلوم کر لے گی کہ اس بریف کیس کا مالک کون ہے لیکن تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور اس دنیا میں زندگی بار بار نہیں ملا کرتی۔ تم انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ انتہائی ذمہ دارانہ عہدے پر فائز ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے تم نے یہ قدم اٹھایا ہو اس لئے اب بھی وقت ہے کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو۔ اس طرح تمہاری زندگی بچ سکتی ہے اور تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن اگر تم نے ضد کی تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں انتہائی عبرتناک نکلے گا۔ میں تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نجانے کیا کہہ رہے ہو۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میرا اس بریف کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو تم کیوں مجھ پر زبردستی کر رہے ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں تم پر اور حکومت پر اپنی بے گناہی خود ہی

ثابت کر دوں گا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی۔ اگر تم خودکشی کرنا ہی چاہتے ہو تو میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر مشین پسٹل کی نال ڈاکٹر جواد آصف کی کنپٹی سے لگا کر اسے دبا دیا۔

"صرف پانچ تک گنوں گا پھر ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتی شروع کر دی۔ ڈاکٹر جواد آصف کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں خوف کی شدت سے باہر کو ابل آئیں اور اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبتا چلا گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم واقعی گولی چلا دو گے۔ رک جاؤ"...... ڈاکٹر جواد آصف نے انتہائی خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ ورنہ گنتی وہیں سے شروع ہو جائے گی جہاں سے رکی تھی اور یہ بھی سن لو کہ جو کچھ تم بتاؤ گے اسے کنفرم بھی کیا جائے گا"...... عمران نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ۔ لیکن یہ مشین پسٹل ہٹا لو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا۔ سب کچھ۔ میں حکومت کی دی ہوئی سزا کاٹ لوں گا لیکن تم مجھے مارو گے نہیں۔ رک جاؤ"...... ڈاکٹر جواد آصف نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران پیچھے ہٹ کر

دوبارہ سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ مشین پسٹل کا رخ اس نے ڈاکٹر جواد آصف کی طرف ہی رکھا تھا۔

"مجھے پانی دو۔ میں مر جاؤں گا۔ مجھے پانی دو"...... ڈاکٹر جواد آصف نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی حالت دیکھی تو وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے کچن میں جا کر گلاس میں پانی بھرا اور واپس آ کر اس نے گلاس ڈاکٹر جواد آصف کے منہ سے لگا دیا۔ ڈاکٹر جواد آصف نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جب گلاس خالی ہو گیا تو عمران نے گلاس ہٹایا اور اسے ایک طرف میز پر رکھ دیا۔ پانی پینے کے بعد اب ڈاکٹر جواد آصف کی حالت پہلے کی نسبت کافی بہتر ہو گئی تھی۔

"سنو۔ کیا تم مجھ سے سودا کرتے ہو۔ یہ دولت مجھے دے دو اور میری نشاندہی نہ کرو تو میں تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیتا ہوں"۔ ڈاکٹر جواد آصف دوبارہ سودے بازی پر اتر آیا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ فطری طور پر انتہائی حریص آدمی ہے۔

"اس کا فیصلہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم مجھے پہلے تفصیل بتاؤ۔ پوری تفصیل"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"پلیز وعدہ کرو۔ چلو ایسا ہے کہ آدھی دولت تم لے لو اور آدھی مجھے دے دینا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"وقت ضائع مت کرو ڈاکٹر۔ اس سے پہلے کہ جو کچھ تم نے کسی

کے حوالے کیا ہے وہ ملک سے باہر جا سکے تم مجھے تفصیل بتا دو"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے تم وعدہ کرو"...... ڈاکٹر جواد آصف اپنی بات پر اڑ گیا۔

"وعدہ کہ اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو یہ بریف کیس تمہیں رہے گا"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر جواد آصف کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ۔ میں بتاتا ہوں۔ ڈاکٹر آفتاب اور میں دونوں گہرے دوست تھے۔ میں ڈاکٹر آفتاب کا اسسٹنٹ بھی تھا اور اس کا دوست بھی۔ ڈاکٹر آفتاب وزارت دفاع کے کمپیوٹر سیکشن کا انچارج تھا۔ کمپیوٹر سیکشن میں ہونے کی وجہ سے ہمیں وزارت دفاع کے اہم رازوں سے واقفیت رہتی تھی۔ ایک روز ڈاکٹر آفتاب نے مجھے بتایا کہ ایک غیر ملکی پارٹی اس سے ایک اہم راز حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کے عوض وہ کثیر دولت دینے پر تیار ہے۔ وہ مجھے آدھی دولت دینے پر تیار تھا کیونکہ میری آمادگی کے بغیر وہ یہ راز کاغذ پر نہ لے آ سکتا تھا۔ وہ چونکہ جوا کھیلنے کا عادی تھا اور اس نے ایکریمیا میں کسی سنڈیکیٹ سے بھاری رقم ادھار لے رکھی تھی اس لئے وہ یہ دولت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں آمادہ ہو گیا اور پھر میں نے وہ راز کمپیوٹر میموری سے کاغذ پر منتقل کیا اور پھر یہ فائل ڈاکٹر آفتاب کے حوالے کر دی تھی لیکن پھر اطلاع ملی کہ ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ فائل بھی غائب ہے لیکن میں مطمئن تھا کہ جنہوں نے یہ فائل

حاصل کی ہے وہ لازماً اس کا دوسرا حصہ حاصل کرنے کے لئے دوبارہ رابطہ کریں گے اور ڈاکٹر آفتاب کی بجائے چونکہ اب میں خود انچارج تھا اس لئے اب میرا کوئی حصہ دار نہ رہا تھا اور پھر ایک غیر ملکی نے مجھ سے رابطہ کیا۔ میں نے ڈبل معاوضہ طلب کیا اور وہ اس پر آمادہ ہو گئے۔ پھر میں نے دوسرا حصہ کاغذ پر منتقل کیا اور انہیں اطلاع کی تو ایک غیر ملکی لڑکی گلوریا مجھ سے ملی۔ اس کے ساتھ ایک ماہر البرٹ بھی تھا جس نے اسے چیک کرنا تھا۔ ہم آج نیشنل گارڈن میں ملے اور میں نے وہ فائل انہیں دے کر بریف کیس لے لیا"۔ ڈاکٹر جواد آصف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ راز کیا تھا۔ اس کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ایکس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات طلب کی گئی تھیں۔ میں نے پہلے حصے کے طور پر ایکس لیبارٹری کے محل وقوع کی تفصیلات مہیا کر دیں لیکن مجھے معلوم تھا کہ انہیں اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل بھی چاہئے ہو گی اور وہی ہوا۔ انہوں نے دوبارہ رابطہ کیا تو میں نے اب اس کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل انہیں دے دی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"ایکس لیبارٹری میں کیا ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس میں ایک انتہائی جدید ترین میزائل جسے ایرو میزائل کا نام دیا گیا ہے، پر کام ہو رہا ہے۔ یہ ایسا میزائل ہے جس کا توڑ شاید

ایکریمیا کے پاس بھی نہیں ہے اور یہ میزائل انتہائی طویل فاصلے پر بھی کام کرتا ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یہ خیال نہ آیا کہ تم پاکیشیا کا یہ اہم ترین سیکرٹ چند سکوں کی خاطر دشمنوں کو فروخت کر رہے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ لوگ اس لیبارٹری کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ اس کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں جنہیں کسی صورت بھی شکست نہیں دی جا سکتی"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"جبکہ تم نے خود بتایا ہے کہ تم نے ان حفاظتی انتظامات کی تفصیل بھی انہیں فروخت کر دی ہے"...... عمران کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر مزید بڑھ گیا تھا۔

"ہاں۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسے شکست نہیں دے سکتے۔ مجھے معلوم ہے"...... ڈاکٹر جواد آصف نے کہا۔

"اس لڑکی گلوریا اور اس ماہر البرٹ کے حلیے بتاؤ"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر جواد آصف نے حلیوں کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔ تفصیل سننے کے بعد عمران نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر ڈاکٹر جواد آصف سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتایا اور پھر نگوریا اور البرٹ کے حلیے بتانے کے ساتھ ساتھ اس کارڈ پر موجود تاریخ اور فلائٹ نمبر اور بریف کیس پر موجود نمبر کی تفصیل بھی بتا دی۔

"آپ ایئر پورٹ پر چیک کرائیں جناب کہ کیا یہ لوگ واپس جا چکے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں گئے تو پھر انہیں شہر میں چیک کرائیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے افسوس ہے ڈاکٹر جواد آصف کہ تم نے اس قدر اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود ملک سے غداری کی ہے اور غداری کی سزا ہمیشہ موت ہوتی ہے"...... عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"مم۔ مم۔ مگر تم نے وعدہ کیا تھا"...... ڈاکٹر جواد آصف نے عمران کے لہجے سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ بریف کیس یہیں رہے گا اور واقعی یہ یہیں رہے گا"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں ڈاکٹر جواد آصف کے سینے میں گھستی چلی گئیں اور ڈاکٹر جواد آصف کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔ اس کا بندھا ہوا جسم چند لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے مشین پسٹل جیب

میں ڈالا اور اٹھ کر اس نے ڈاکٹر جواد آصف کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر۔ میں نے ڈاکٹر جواد آصف کو اس کی غداری کی سزا دے دی ہے۔ اسے زندہ حکومت کے حوالے کیا جاتا تو اس کے خلاف کوئی ثبوت مہیا نہ ہو سکتا تھا اس لئے وہ لازماً رہا ہو جاتا اور ایسے آدمی کا زندہ رہنا ملک و قوم کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ تم سیکرٹری وزارت دفاع ڈاکٹر بشارت کو فون کر کے اسے تمام تفصیل بتا دو تاکہ وہ اس کی لاش اور اس بریف کیس کو اپنی تحویل میں لے سکیں اور انہیں کہہ دینا کہ وہ فوری طور پر ایکس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں ایسی تبدیلیاں کر دیں جس سے اسے تباہ کرنا ممکن نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"وہاں صرف ڈاکٹر جواد آصف کی لاش ہی ہے یا کوئی اور بھی ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اس کا ملازم بے ہوش پڑا ہے۔ اسے چار گھنٹوں تک ہوش نہیں آ سکتا۔ وہ بے گناہ ہے اس لئے میں نے اسے زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا اب کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں اس بگ ماسٹرز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔یہاں ایک آدمی ایسا ہے جو اس کے بارے میں معلومات مہیا کر سکتا ہے۔اس کے بعد میں دانش منزل آجاؤں گا"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار چونک پڑا۔اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو دروازے کے اوپر دیوار پر ایک چوکھٹا سا روشن ہو گیا اور چوکھٹے میں ایک خوشرو اور ورزشی جسم کا نوجوان کھڑا نظر آ رہا تھا جس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ادھیڑ عمر نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پھر بٹن آف کر دیا۔اس کے ساتھ ہی وہ چوکھٹا غائب ہو گیا۔ادھیڑ عمر نے دوسرا بٹن دبایا تو دروازہ کھل گیا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا جو پہلے روشن چوکھٹے میں نظر آ رہا تھا۔

"آؤ چارلس بیٹھو"...... ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا تو آنے والا نوجوان مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ادھیڑ عمر نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور پھر اسے دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کر دی۔چارلس خاموش بیٹھا

رہا۔

"تمہارے لئے ایک اہم مشن ہے میرے پاس چارلس"۔ ادھیڑ عمر نے دراز بند کر کے چارلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو فارغ رہ رہ کر مرجانے کی حد تک بور ہو چکا ہوں باس اس لئے میرے لئے تو یہ خوشخبری ہے"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم کبھی پاکیشیا گئے ہو"...... باس نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ صرف اس ملک کا نام سنا ہوا ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں تم نے کچھ سنا ہوا ہے یا نہیں"...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ سنا ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک اور فعال ہے اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم پاکیشیا میں مشن مکمل کر لو گے"...... باس نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا۔

"کیوں نہیں باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ جہاں مقابلہ ہو وہاں چارلس کو کام کرنے کا زیادہ لطف آتا ہے"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ تمہاری انہی خصوصیات کی بنا پر ہی تمہارا انتخاب کیا گیا ہے"...... باس نے کہا۔

"میں تیار ہوں باس"...... چارلس نے جواب دیا۔

"یہ مشن ہمارے ملک کا نہیں ہے بلکہ اسرائیل نے ہماری حکومت سے درخواست کی ہے کہ ہم اس مشن کو اس کے لئے مکمل کریں"...... باس نے کہا تو چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"اسرائیل نے۔ لیکن اسرائیل کے اپنے پاس بھی تو انتہائی فعال اور تیز ایجنٹ موجود ہیں۔ پھر اس نے ہماری حکومت سے درخواست کیوں کی ہے"...... چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسرائیل براہ راست سامنے نہیں آنا چاہتا"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ ایکریمیا میں ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان طویل عرصے سے کام کرتا تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر اعظم تھا۔ ڈاکٹر اعظم میزائل سازی میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس نے ایک بالکل جدید ساخت کے میزائل کا فارمولا حکومت ایکریمیا کو پیش کیا جسے اس نے ایرو میزائل کا نام دیا لیکن ایکریمیا نے اس کے اس فارمولے میں تکنیکی وجوہات کی بنا پر دلچسپی نہ لی۔ اسرائیلی ایجنٹوں کو اس بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ڈاکٹر اعظم

سے رابطہ کیا اور اس سے فارمولا بھاری رقم کے عوض خریدنا چاہا لیکن ڈاکٹر اعظم نے انکار کر دیا جس کے بعد ڈاکٹر اعظم کو اغوا کر کے اسرائیل لایا گیا اور اس سے نہ صرف وہ فارمولا حاصل کر لیا گیا بلکہ اسے اس بات پر بھی مجبور کر دیا گیا کہ وہ اسرائیل کے لئے کام کرے ڈاکٹر اعظم مجبوراً کام کرتا رہا لیکن پھر کسی طرح اسے وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل گیا اور وہ فلسطینی حریت پسندوں کی مدد سے اسرائیل سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گیا۔ اسرائیلی ایجنٹ اس کا کھوج لگاتے رہے اور پھر طویل عرصے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر اعظم واپس پاکیشیا پہنچ گیا ہے اور اس نے ایرو میزائل کا فارمولا حکومت پاکیشیا کو نہ صرف دے دیا ہے بلکہ حکومت پاکیشیا نے شوگران کی مدد سے اس ایرو میزائل کی تیاری کے لئے لیبارٹری بھی قائم کر لی ہے جس میں ڈاکٹر اعظم اس ایرو میزائل پر کام کر رہا ہے۔ اس لیبارٹری کا صرف نام معلوم ہو سکا۔ اس کا نام ایکس لیبارٹری تھا لیکن باوجود کوشش کے اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں اور اسرائیلی ایجنٹ بھی پکڑے گئے اور انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ جس کے بعد اسرائیلی حکومت نے سویڈن کی ایک جرائم پیشہ تنظیم بگ ماسٹرز سے رابطہ کیا۔ اس تنظیم نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کے حفاظتی انتظامات کی تفصیلات حاصل کر لیں تو حکومت اسرائیل نے فیصلہ کیا کہ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے اور اس ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا جائے لیکن وہ

اس سلسلے میں اپنے ایجنٹس کو اس لئے وہاں نہیں بھیجنا چاہتے کہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری ایجنسیاں اس معاملے میں بے حد ہوشیار اور محتاط رہتی ہیں کیونکہ سپر پاورز اور اسرائیل کے ایجنٹس وہاں کام کرتے رہتے ہیں اس لئے انہیں ان کے نیٹ ورک کے بارے میں بھی معلومات حاصل رہتی ہیں اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایسے ملک کے ایجنٹوں کے ذمے یہ کام لگایا جائے جن کا تعلق سپر پاورز سے نہ ہو اور جو اس سے پہلے وہاں زیادہ بار نہ گئے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس قدر صلاحیتیں بھی رکھتے ہوں کہ یہ انتہائی اہم مشن بھی کامیابی سے پورا کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے لئے ہمارے ملک ڈان مارک کا انتخاب کیا ہے کیونکہ ڈان مارک کی ایجنسی بلیک ایرو کی پورے براعظم یورپ میں بے حد شہرت ہے۔ چنانچہ ہماری حکومت نے ان سے اپنے مطلب کا انتہائی مفید معاہدہ کرنے کے بعد اس مشن کی تکمیل کی ذمہ داری سنبھال لی اور اس طرح یہ مشن میرے پاس پہنچ گیا اور میں نے بہت سوچ سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس مشن کو کامیابی سے مکمل کر لو گے“۔۔۔۔۔۔ باس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میرے لئے یہ بڑا معمولی سا مشن ہے“۔۔۔۔۔۔ چارلس نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس مقابلے پر آ گئی تو پھر“۔۔۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں اور کینی کس طرح تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اس لئے اول تو جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس سنبھلے گی ہم اپنا مشن مکمل کر کے واپس بھی آ چکے ہوں گے اور اگر اس کے باوجود وہ لوگ مقابلے پر آ بھی گئے تو پھر ان کا خاتمہ یقینی ہے۔ مشن بہرحال مکمل ہو گا اور ہر صورت میں ہو گا"۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تمہارا یہ اعتماد مجھے بے حد پسند ہے ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کے تو نام سے ہی اسرائیل کیا سپر پاورز کے بڑے بڑے نامی گرامی ایجنٹس خوفزدہ ہو جاتے ہیں"۔ باس نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران ایسے ہی ہیں لیکن ہم ان سے باہر ہیں"۔ چارلس نے کہا تو باس کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"او کے۔ پھر یہ فائل لے لو اس میں اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کے حفاظتی انتظامات کی مکمل تفصیل موجود ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس کو اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ یہ معلومات حاصل کر لی گئی ہیں تو وہ لیبارٹری کی جگہ یا محل وقوع تو بہرحال تبدیل نہیں کر سکتے البتہ وہ زیادہ سے زیادہ حفاظتی نظام میں تبدیلی کر دیں گے اس لئے اسرائیلی حکام نے اپنے ماہرین کی مدد سے اس فائل میں وہ سب کچھ درج کر دیا ہے جو پاکیشیائی کر سکتے ہیں اور ان کی چیکنگ کا طریقہ کار بھی اس

میں درج ہے"۔ باس نے کہا۔

"باس۔ کیا اس لیبارٹری کو فضا سے کسی صورت تباہ کیا جا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کوئی میزائل وغیرہ مار کر"۔ چارلس نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم نے چونکہ فائل نہیں پڑھی اس لئے تم نے ایسی بات کی ہے۔ پاکیشیا نے اس لیبارٹری کو فضائی حملوں سے بچانے کے لئے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ اس پر ایٹم بم تو کیا ہائیڈروجن بم بھی مارا جائے تو پھر بھی یہ تباہ نہیں ہو سکتی"۔ باس نے کہا۔

"تو پھر اس کی تباہی کا کیا طریقہ تجویز کیا گیا ہے"۔ چارلس نے کہا۔

"اس کی تباہی کے لئے اس کے اندر کسی بڑی مشین میں ایکس آئی ہنڈرڈ فلا کیرو بم چھپانا ہو گا جسے ڈی چارجر کی مدد سے باہر سے فائر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی طریقہ کامیاب نہیں ہو سکتا"۔ باس نے کہا۔

"مطلب ہے کہ ہمیں اندر جا کر کارروائی کرنا ہو گی"۔ چارلس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے"۔ باس نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے میں تیار ہوں"۔ چارلس نے جواب دیا۔

"اس فائل کو اچھی طرح پڑھ لو لیکن اسے ساتھ نہ لے جانا۔ اس

کے بعد تم نے اپنے طور پر منصوبہ بندی کرنی ہے۔ البتہ وہاں پاکیشیا کے دارالحکومت میں تمہیں ضروری مدد حاصل کرنے کے لئے انتظامات کر دیئے گئے ہیں اور اس کی تفصیل بھی اس فائل میں موجود ہے اور خاص طور پر فلاکیرو بم تمہیں جہاں سے میسر آسکتا ہے اس کے بارے میں بھی ہدایات اس میں درج ہیں"...... باس نے کہا۔

"اوکے باس"...... چارلس نے فائل لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سنو۔ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے ورنہ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے الجھ گئے تو پھر تمہیں کافی پریشانی اٹھانی پڑے گی"۔ باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس میں ایسی باتیں اچھی طرح سمجھتا ہوں"۔ چارلس نے کہا۔

"اوکے۔ مجھے ضروری باتوں کی ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ وش یو گڈ لک"...... باس نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے اس نے ہاتھ بڑھا دیا۔ چارلس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور پھر فائل اٹھائے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تو باس نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر میز کے کنارے لگا ہوا بٹن آف کر دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نعمانی اور چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ ایک غیر ملکی یورپی جوڑے کو گولڈن کلب کے مالک مائیک سے ملتے چیک کیا گیا ہے حالانکہ گولڈن کلب اس قدر بدنام جگہ ہے کہ وہاں غیر ملکی عام طور پر نہیں جاتے لیکن یہ غیر ملکی مائیک کے ساتھ اس کے آفس میں تقریباً دو گھنٹے تک رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس جوڑے کی نگرانی کراؤ۔ اس کے بعد اگر کوئی خاص بات معلوم ہو تو پھر رپورٹ دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کچن سے بلیک زیرو کافی کی پیالیاں اٹھائے واپس آگیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ عمران کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اس لئے بلیک زیرو خاموش بیٹھا کافی پیتا رہا۔ عمران بھی ساتھ ساتھ کافی پیتا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ ایکس لیبارٹری میں کس قسم کی واردات کی جا سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس لیبارٹری کا حفاظتی نظام تقریباً فول پروف ہے اور اب اسے تبدیل کر کے مکمل طور پر فول پروف بنا دیا گیا ہے۔ اس کے اندر ایرو میزائل پر کام ہو رہا ہے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سویڈن میں سرے سے کوئی میزائل انڈسٹری ہی نہیں ہے اور پھر یہ سب کچھ ایک عام سی مجرم تنظیم کے ذریعے ہوا ہے۔ ایسی مجرم تنظیم جس کا کوئی تعلق کسی فارمولے حاصل کرنے یا اسے فروخت کرنے سے نہیں رہا اور اس تنظیم نے بھی فارمولے سے کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ اس نے بس اس لیبارٹری کے محل وقوع اور اس کے حفاظتی نظام کی تفصیلات

حاصل کی ہیں"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوں کہ جن لوگوں نے یہ فائلیں ڈاکٹر آفتاب اور ڈاکٹر جواد آصف سے حاصل کی ہیں ان کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہو سکتا ہے۔ یہ کام انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں کے انداز میں کیا گیا ہے۔ آپ نے صرف اس کارڈ کی وجہ سے اسے بگ ماسٹرز سے متعلق کر دیا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ کارڈ اور بگ ماسٹرز کا نام صرف ہمیں دھوکہ دینے کے لئے استعمال کیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر تمہاری بات درست ہے تو پھر سویڈن ایجنٹ کیوں اس واردات میں ملوث ہوئے ہیں جبکہ ان کے ہاں میزائل انڈسٹری ہی سرے سے موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ کافرستان یا اسرائیل نے اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کے لئے سویڈن ایجنٹوں اور اس مجرم تنظیم کا نام سامنے رکھ دیا ہو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اب جب تک کوئی واردات نہ ہو تب تک اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ ڈاکٹر بشارت سے بات کرائیں"...... عمران نے اس بار مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"یس سر۔ میں ڈاکٹر بشارت بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر بشارت کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایرو میزائل کا بنیادی فارمولا کس کی ایجاد ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم کی جناب اور وہی اس پر کام بھی کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر اعظم ایکریمیا میں بھی کام کرتے رہے ہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اور انہوں نے وہیں ایرو میزائل کے فارمولے کے بنیادی پوائنٹس مرتب کئے اور پھر یہ فارمولا ایکریمی حکومت کو پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اس پر توجہ نہ دی لیکن پھر ڈاکٹر اعظم کو اسرائیل نے اغوا کر لیا اور وہاں ایرو میزائل پر کام شروع کر دیا گیا لیکن ڈاکٹر اعظم فلسطینیوں کی مدد سے وہاں سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گئے اور یہاں انہوں نے ایرو میزائل کے فارمولے کو پیش کیا تو یہاں ان کے فارمولے پر کام کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور پھر شوگران کی مدد سے ایکس لیبارٹری وجود میں آئی اور ڈاکٹر اعظم وہاں ایرو میزائل پر کام کرنے میں مصروف ہو گئے"...... ڈاکٹر بشارت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہ سب تفصیل کیسے معلوم ہے جبکہ عام طور پر انتظامی افسران اس قسم کی تفصیل سے واقف نہیں ہوتے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر اعظم میرے قریبی عزیزوں میں سے ہیں جناب اور پاکیشیا پہنچ کر انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور پھر میں نے ان کے فارمولے کو حکومت کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر شوگران کے اعلیٰ حکام اور سائنس دانوں پر بھی میں نے کام کیا تھا اس لئے مجھے اس بارے میں پوری تفصیل کا علم ہے جناب"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ فارمولا اب کس سٹیج پر ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ایرو میزائل پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے لیبارٹری ٹیسٹ بھی ہو چکے ہیں جو انتہائی کامیاب رہے ہیں اور اب اس کا باقاعدہ ٹیسٹ ہونے والا ہے جس کے لئے ڈاکٹر اعظم مسلسل کام کر رہے ہیں۔ یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو پھر اس کی تیاری کا کام شروع ہو جائے گا اور پھر یہ میزائل ہماری فوج کو سپلائی کر دیئے جائیں گے"۔ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو اسرائیل میں ایرو میزائل پر کام کے بارے میں تفصیلات معلوم ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جو کچھ ڈاکٹر اعظم نے بتایا ہے وہی معلوم ہے اس کے بعد تو اس بارے میں کچھ سننے یا پڑھنے میں نہیں آیا"...... ڈاکٹر بشارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ سویڈش ایجنٹ نہیں تھے بلکہ اسرائیلی ایجنٹ تھے یا پھر اسرائیل نے ان کی خدمات حاصل کی ہوں گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس ایرو میزائل کے بارے میں صرف اسرائیل ہی دلچسپی لے سکتا ہے اور اب یہ بات بھی کلیئر ہو گئی ہے کہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا جائے گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ نتیجہ آپ نے کیسے نکال لیا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسرائیل کو فارمولے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ فارمولا اس کے پاس موجود ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس پر کام بھی مکمل کر لیا ہو۔ انہیں بس اس بات سے دلچسپی ہے کہ پاکیشیا کے پاس ایرو میزائل نہیں ہونا چاہئے اور ایسا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کی لیبارٹری تباہ کر دی جائے اور ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر دیا جائے اور اسی لئے صرف وہ معلومات حاصل کی گئی ہیں جن کا

تعلق لیبارٹری کے محل وقوع اور اس کے حفاظتی انتظامات سے ہو اور اس کے لئے ایک غیر معروف تنظیم کو استعمال کیا گیا ہے اور سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذمہ دار افسران نے صرف لالچ میں آکر یہ انتہائی اہم قومی راز ان تک پہنچا دیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا حفاظتی نظام تو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اب وہ یہاں کیا کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے باوجود معاملات مخدوش ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ سب کچھ اسرائیل کر رہا ہے تو پھر حفاظتی انتظامات کی تبدیلی بھی اس کا راستہ نہیں روک سکے گی کیونکہ بنیادی حفاظتی نظام اور اس میں استعمال ہونے والی تمام مشینری کی تفصیل اس تک پہنچ گئی ہے اور سائنسی حفاظتی انتظامات میں یہ خامی ہے کہ اس میں تبدیلی بھی سائنسی طور پر کی جا سکتی ہے جس کے بارے میں ماہرین اندازہ لگا سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ مشینری ہی تبدیل کر دی جائے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کام اس قدر جلد نہیں ہو سکتا۔ تبدیل شدہ مشینری باہر سے منگوانا پڑے گی اور پھر اس کی تنصیب کے لئے کافی عرصہ چاہئے۔ تقریباً سال ڈیڑھ سال تو لگ جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو

بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر اس سلسلے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہم کب تک اس لیبارٹری کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اسے باہر سے تو کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا اور اندر اب کوئی غیر کسی صورت بھی نہیں جا سکتا اور نہ صرف حفاظتی نظام تبدیل کر دیا گیا ہے بلکہ وہاں ریڈ الرٹ بھی کر دیا گیا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر کوئی اندر پہنچ بھی جائے تو وہاں ایسے انتظامات ہیں کہ بم وغیرہ وہاں فائر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی باہر سے ڈی چارج کیے جا سکتے ہیں اس لیے مجھے قدرے اطمینان ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن پھر آپ نے ٹیم کو کیوں مشکوک غیر ملکیوں کی چیکنگ پر لگا دیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"طویل عرصہ سے سیکرٹ سروس فارغ ہے اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کسی کام تو لگ جائیں۔ مفت کی تنخواہیں تو نہ لیتے رہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز

سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ نعمانی نے رپورٹ دی ہے کہ اس غیر ملکی جوڑے نے گولڈن بار کے مالک مائیک کو بلیک ایرو کا حوالہ دیا ہے اور کسی خاص ٹائپ کے بم کے بارے میں بات چیت کی ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"نعمانی نے کیسے یہ معلومات حاصل کی ہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"اس غیر ملکی جوڑے نے مائیک کے ساتھ دو گھنٹے گزارے ہیں اور اس دوران تقریباً چار بار شراب اندر پہنچائی گئی ہے اور یہ شراب پہنچانے والا ایک خاص ویٹر ہے۔ اسے نعمانی نے بھاری رقم دے کر اس سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن بم کے نام کے بارے میں وہ درست طور پر کچھ نہیں بتا سکا۔ صرف فا کیر بم کہہ رہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"نعمانی اب کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ غیر ملکی جوڑا ہوٹل شیراز میں ٹھہرا ہوا ہے۔ چوہان وہاں نگرانی کر رہا ہے اور نعمانی بھی اب وہاں پہنچ چکا ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس جوڑے کے بارے میں کیا تفصیل ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کا نام چارلس اور کیتی ہیں اور یہ دونوں ڈان مارک کے رہنے والے ہیں۔ سیاح ہیں اور پاکیشیا میں پہلی بار آئے ہیں اور ان کے پاس بین الاقوامی سیاحت کا کارڈ بھی موجود ہے اور اب تک سوائے اس گولڈن بار کے مالک مانیک سے ملاقات کے ان کی اور کوئی مشکوک سرگرمی دیکھنے میں نہیں آئی"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کا فون وغیرہ ٹیپ کیا گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ لیکن نہ انہیں کوئی کال آئی ہے اور نہ ہی انہوں نے کسی کو کال کیا ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تم نعمانی کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتا دو کہ وہ وہیں رہے۔ میں عمران کو تلاش کر کے اس کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ عمران اس ویٹر سے مزید بات چیت کر لے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا اس بم کے نام میں کوئی خاص بات ہے جو آپ اس کا نام سن کر چونک پڑے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے کہ اسرائیل کی طرف سے ایک خصوصی بم تیار کیا گیا تھا جس کا نام ایکس آئی ہنڈرڈ فلاکیرو بم رکھا گیا تھا۔ فلاکیرو اس سائنس دان کا نام ہے جس نے یہ بم تیار کیا ہے۔ فلاکیرو بم کی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں اور کوئی بم کام نہیں کرتا وہاں یہ بخوبی

کام کرتا ہے کیونکہ اس پر کسی سائنسی حربے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور پھر انتہائی ایئر ٹائٹ ماحول میں بھی اسے کافی فاصلہ سے ڈی چارج کیا جا سکتا ہے اس لئے چارلس اور کیتی نے لازماً فلاکیرو بم کی بات کی ہو گی جسے ویٹر فاکیر بم کہہ رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو یہ دونوں اسرائیلی ایجنٹ ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی کارڈ ہے تو پھر یہ لازماً ڈان مارک کے باشندے ہوں گے کیونکہ یہ کارڈ انتہائی زبردست چھان بین کے بعد ہی جاری کیا جاتا ہے۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ وہاں اسرائیلی ایجنٹ ہوں لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ اگر یہ لوگ اس مشن پر آئے ہیں کہ فلاکیرو بم کے ذریعے ایکس لیبارٹری تباہ کرنی ہے تو پھر یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہی ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو کیوں نہ پہلے انہیں چیک کر لیا جائے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی انہوں نے کچھ نہیں کیا اور نہ ان کے پاس کچھ ہو گا البتہ میں اس مانیک کو چیک کرنا چاہتا ہوں کہ مانیک جیسا عام سے کلب کا مالک فلاکیرو بم کے سلسلے میں کیسے ملوث ہو سکتا ہے اور اگر وہ چیک ہو گیا تو لامحالہ انہیں بھی اس کی اطلاع مل جائے گی اور پھر یہ لوگ بھی کھل کر سامنے آجائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ٹیون مارکیٹ کی سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ میں رکی تو عقبی سیٹ پر موجود چارلس اور اس کی ساتھی نوجوان اور خوبصورت لڑکی ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ چارلس نے میٹر دیکھ کر ڈرائیور کو نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ خاصی بھاری رقم ٹپ کے طور پر بھی دے دی۔

" ہماری باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے چارلس"...... چارلس کی ساتھی لڑکی کیٹی نے آگے بڑھتے ہی آہستہ سے کہا۔

" ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ یہ آدمی یہاں ہوٹل میں بھی نظر آتا رہا ہے"...... چارلس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس نگرانی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے"...... کیٹی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" گرلڈن بار کے مائیکل سے ملاقات"...... چارلس نے جواب دیا

تو کیٹی بے اختیار چونک پڑی۔

" اوہ۔ ویری سیڈ۔ پھر تو یہ لوگ اس سے سب کچھ معلوم کر لیں گے"...... کیٹی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نگرانی کرنے والا مقامی آدمی سڑک کے دوسرے فٹ پاتھ پر ان کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے ٹیکسی کے سفر کے دوران ہی وہ کار مارک کر لی تھی جو ٹیکسی کا تعاقب کر رہی تھی اور انہوں نے یہ بھی چیک کر لیا تھا کہ کار میں صرف ایک ہی آدمی ہے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھے۔

" اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔ مائیکل سے وہ کیا معلوم کر سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہ فلا کیرو نامی ایک بم ہوتا ہے جو یہاں کسی مارکیٹ میں برائے فروخت موجود نہیں ہے"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن اگر انہیں فلا کیرو بم کے بارے میں معلومات ہوں گی تو پھر وہ اس سلسلے میں حفاظتی انتظامات کر لیں گے۔ اس طرح ہمارا سارا مشن ناکام ہو کر رہ جائے گا"...... کیٹی نے کہا۔

" فلا کیرو بم کے بارے میں اول تو انہیں کچھ معلوم ہی نہ ہو گا اگر ہو گا بھی سہی تو اس کی مخصوص خصوصیات کے بارے میں بہرحال انہیں کوئی معلومات حاصل ہو ہی نہیں سکتیں اس لئے تم

"بے فکر رہو"...... چارلس نے جواب دیا اور کیپٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے مختلف دکانوں میں گھس کر سیاحوں کے مطلب کی چیزوں کی خریداری کی اور پھر وہ مارکیٹ میں موجود ایک ریستوران میں داخل ہو گئے۔ اس ریستوران کا ہال کافی بڑا تھا لیکن اس میں گاہکوں کی تعداد کافی کم تھی۔ وہ دونوں ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے اور ویٹر کے ان تک پہنچنے سے پہلے وہی مقامی آدمی اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے بے نیازانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہال کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ چارلس اور کیپٹی نے اسے قطعاً نظرانداز کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ان کے نزدیک پہنچ گیا تو چارلس نے اسے ہاٹ کافی لانے کا آرڈر دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد کافی ان کی میز پر سرو کر دی گئی تو وہ دونوں کافی پینے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ کافی دیر بعد چارلس نے ویٹر کو بلایا اور بل لانے کے لئے کہا تو ویٹر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چارلس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ویٹر منقش ٹرے میں بل رکھے واپس آیا تو چارلس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بھاری مالیت کا نوٹ ٹرے میں رکھ دیا۔

"اس کے اندر کارڈ ہے۔ اس پر جس کا نام درج ہے یہ کارڈ اسے پہنچا دینا اور باقی رقم تمہاری ٹپ"...... چارلس نے آہستہ سے کہا تو ویٹر ایک لمحے کے لئے چونکا اور پھر اس نے بڑے عاجزانہ انداز میں سلام کیا اور ٹرے لئے واپس چلا گیا۔

"آؤ کیپٹی"...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اب اسے ڈاج دینا پڑے گا"...... چارلس نے باہر نکل کر کہا۔

"اس کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ہے"...... کیپٹی نے کہا۔

"ہاں۔ یا تو اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا پھر سیکرٹ سروس سے۔ بہرحال اب اسے جھٹکنا تو ہے"...... چارلس نے کہا۔

"کس طرح"...... کیپٹی نے کہا۔ وہ دونوں ایک بار پھر فٹ پاتھ پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں چل رہے تھے اور درمیان میں رک کر وہ شو کیسوں میں رکھی ہوئی چیزوں کو بھی دیکھ لیتے اور پھر وہ آگے بڑھ جاتے۔ ان کا انداز خالصتاً سیاحوں جیسا ہی تھا۔

"بڑی آسان سی بات ہے۔ اگلے چوک پر ہم ٹیکسی میں بیٹھ جائیں گے۔ اس لئے اس کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہو گا کہ یا تو وہ ٹیکسی پر ہی ہمارا تعاقب کرے یا پھر واپس جا کر کار لے اور ٹیکسی کا نمبر یاد کر کے اسے تلاش کرے اور پھر ڈرائیور سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرے جبکہ ہم ٹاگرا مارکیٹ پہنچ کر اتر جائیں گے اور پھر وہاں سے ایک اور ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس آئیں گے"۔ چارلس نے کہا اور کیپٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہی ہوا۔ اگلے چوک پر انہیں ایک خالی ٹیکسی نظر آ گئی تو وہ اس ٹیکسی

میں بیٹھ گئے اور انہوں نے اسے ٹاگرا مارکیٹ چلنے کے لئے کہا جبکہ انہوں نے چیک کر لیا کہ ان کی نگرانی کرنے والا تیزی سے واپس نکلا گیا تھا۔ گو انہیں معلوم تھا کہ ٹاگرا مارکیٹ یہاں سے کافی قریب ہے۔ وہ ایک بار پہلے وہاں جا چکے تھے لیکن ٹیکسی ڈرائیور اپنی مخصوص فطرت کی بنا پر انہیں ایک لمبا چکر دے کر ٹاگرا مارکیٹ لے گیا۔ گو چارلس اور کیپٹی دونوں اس کی اس چالاکی کے بارے میں جان گئے تھے لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ یہ بات بھی ان کے حق میں جاتی تھی۔ اس طرح انہیں کافی وقت مل سکتا تھا اور اس دوران ان کی نگرانی کرنے والا یقینی طور پر وہاں سے واپس ہو چکا ہوتا ورنہ اگر وہ جلدی واپس وہاں پہنچ جاتے تو ہو سکتا تھا کہ اس سے مڈبھیڑ ہو جاتی۔ ٹاگرا مارکیٹ اتر کر انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی اور کچھ دیر تک مارکیٹ میں گھومنے پھرنے کے بعد انہوں نے ایک اور ٹیکسی ہائر کی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ مین مارکیٹ پہنچ چکے تھے جہاں سے وہ پیدل چل کر ایک بار پھر اسی ریستوران میں داخل ہوئے اور اس بار وہ سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا نام چارلس ہے اور یہ میری ساتھی ہے کیپٹی"...... چارلس نے کاؤنٹر پر موجود نوجوان سے کہا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے انہیں بغور دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"باس۔ چارلس اور کیپٹی تشریف لاتے ہیں"...... نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک باوردی نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"یس سر"...... سائیڈ پر کھڑے نوجوان نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں چیف کے خصوصی آفس تک چھوڑ آؤ"...... کاؤنٹر پر موجود آدمی نے کہا۔

"آئیے جناب"...... اس نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر لفٹ کی طرف مڑ گیا۔ چارلس اور کیپٹی بھی اس کے پیچھے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ لفٹ میں سوار ہو کر اس نوجوان نے دوسری منزل کا بٹن پریس کر دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ دوسری منزل پر پہنچ کر لفٹ رک گئی تو نوجوان نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ چارلس اور کیپٹی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ اس منزل پر رہائشی کمرے تھے۔ سب سے آخری کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر نوجوان نے مخصوص انداز میں دستک دی اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

"اندر چیف موجود ہے۔ دروازہ کھلنے پر آپ اندر تشریف لے جائیں"...... نوجوان نے چارلس اور کیپٹی سے کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ خود بخود کھل گیا تو چارلس اور کیتھی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں صرف ایک میز اور چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں چارلس اور کیتھی پر جمی ہوئی تھیں۔

"میرا نام چارلس ہے اور یہ میری ساتھی ہے کیتھی اور ہمارا تعلق بلیک ایرو سے ہے"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلیک ایرو یا ریڈ ایرو"...... اس آدمی نے وہیں بیٹھے بیٹھے جواب دیا۔

"بلیک ایرو"...... چارلس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آؤ میرے ساتھ"...... اس بار اس آدمی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف لفٹ کا کمرہ نظر آ رہا تھا۔

"آؤ"...... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور چارلس اور کیتھی کے اندر داخل ہوتے ہی اس آدمی نے مڑ کر فرش پر پیر مارا تو دیوار برابر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی لفٹ نما کمرہ تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ کافی نیچے جا کر جب اس کی حرکت بند ہوئی تو سامنے موجود دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ اب وہاں ایک راہداری نظر آ رہی

تھی۔

"آئیے۔ اس راہداری کے آخر میں موجود کمرے میں باس موجود ہیں"...... اس ادھیڑ عمر نے راہداری میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو چارلس اور کیتھی نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کے آخر میں دروازہ تھا جو بند تھا لیکن جیسے ہی وہ دونوں قریب پہنچے دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ اندر داخل ہوئے تو یہ کمرہ آفس کے انداز میں لیکن انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ مہاگنی کی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر جس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا موجود تھا جو چارلس اور کیتھی کے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے جیکارڈ کہتے ہیں"...... اس نے میز کی سائیڈ سے نکل کر ان دونوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام چارلس ہے اور یہ کیتھی ہے"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکارڈ سے مصافحہ کیا۔

"تشریف رکھیں"...... جیکارڈ نے سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چارلس اور کیتھی دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ جیکارڈ نے الماری سے شراب کی ایک بوتل اور تین جام نکالے اور انہیں لا کر صوفوں کے درمیان پڑی ہوئی میز پر رکھ

دیا۔ پھر اس نے تینوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور ایک ایک گلاس اس نے چارلس اور کیپٹی کے سامنے رکھ کر تیسرا گلاس اس نے خود اٹھا لیا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی رہی تھی"..... جیکارڈ نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک صاحب ہمارے ہوٹل سے ہمارے پیچھے آئے تھے"..... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے ڈاج دینے اور یہاں تک پہنچنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"ہاں۔ مجھے بھی یہی رپورٹ ملی ہے لیکن نگرانی کا سلسلہ کیوں شروع ہوا"..... جیکارڈ نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ نگرانی کی وجہ گولڈن بار کا مالک بنا ہو گا۔ وہاں ہم نے پہلی بار فلا کیرو بم کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد ہی نگرانی مارک ہونا شروع ہوئی ہے"..... چارلس نے کہا۔

"لیکن یہاں کے مقامی ایجنٹوں کو فلا کیرو کے بارے میں کیا علم ہو سکتا ہے"..... جیکارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ ہمارا بھی یہی خیال ہے لیکن اس کے علاوہ نگرانی کی کوئی اور وجہ ہی سمجھ میں نہیں آتی"..... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بہرحال اب آپ کا کیا ارادہ ہے"..... جیکارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارادہ کیا ہونا ہے۔ ہم نے مشن مکمل کرنا ہے"..... چارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا اس نگرانی کی وجہ سے کوئی پریشانی تو سامنے نہیں آئے گی"..... جیکارڈ نے کہا۔

"اول تو ایسا نہیں ہو گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی ہی تو بہرحال پریشانی کو فیس کیا جائے گا"..... چارلس نے کہا۔

"اوکے"..... جیکارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر دوبارہ آفس ٹیبل کے پیچھے گیا۔ اس نے جھک کر دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے دراز بند کی اور پھر فائل لا کر چارلس کے حوالے کر دی۔

"اس فائل میں ایکس لیبارٹری میں کام کرنے والے ٹیکنیشن عارف خان کے بارے میں مکمل تفصیلات موجود ہیں۔ عارف خان مین مشین پر کام کرتا ہے اور اس کی بیوی راحیلہ بھی اسی شعبے میں بطور سپروائزر کام کرتی ہے۔ آپ عارف خان اور کیپٹی اس کی بیوی کا روپ آسانی سے دھار سکتے ہیں۔ باقی آپ زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کام کس انداز میں مکمل کرنا ہے"..... جیکارڈ نے کہا۔

"کیا یہ دونوں ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں"۔ چارلس نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

"مکمل طور پر آمادہ ہیں اور وہ آپ کو تمام تفصیل بھی بتائیں گے اور پوری طرح تعاون کریں گے۔ اس بارے میں آپ قطعی بے فکر

رہیں"...... جیکارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فلا کیرڈ بم کی کیا پوزیشن ہے"...... چارلس نے پوچھا۔

"وہ عارف خان کے پاس بند پیکٹ کی صورت میں پہنچا دیا گیا ہے۔ وہ آپ کو وے دے گا"...... جیکارڈ نے کہا۔

"اس کو اندر لے جانے کے لئے خصوصی انتظامات کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"...... چارلس نے کہا۔

"عارف خان سے ملنے والی تفصیلات کے مطابق انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ اس بارے میں بھی تفصیل اس فائل میں موجود ہے۔ آپ اسے بغور پڑھ لیں اور پھر یہ فائل یہیں چھوڑ دیں کیونکہ اس کا آپ کے پاس رہنا آپ کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے"...... جیکارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے کار گولڈن بار کی سائیڈ میں سڑک کے کنارے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ابھی کار کو لاک کر ہی رہا تھا کہ نعمانی اس کے قریب پہنچ گیا۔

"چیف آپ کو بڑی جلدی تلاش کر لیتا ہے"...... نعمانی نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چیف کی ناک بہت لمبی ہے۔ بس ہوا میں سونگھتا ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں فلاں ہوٹل میں موجود ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بدبو بہرحال کافی دور سے آ جاتی ہے جبکہ خوشبو قریب سے بھی زیادہ محسوس نہیں ہوتی"...... نعمانی نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اسی لئے تو وہ پردے میں رہتا ہے تاکہ اس پر کوئی خوشبو کا سپرے ہی نہ کرنا شروع کر دے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو دانش منزل میں کوئی داخل ہی نہ ہو سکتا۔ بہرحال آپ نے یہاں کیا معلوم کرنا ہے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے کسی فلاکیرو بم کے بارے میں چیف کو رپورٹ دی ہے اور چیف کے مطابق یہ خصوصی ساخت کا بم صرف اسرائیل میں ہی زیر استعمال ہے اور اس بم کی خصوصیات عام بموں سے مختلف ہے اس لئے اس بم کے ذریعے ایکس لیبارٹری کو اس کے حفاظتی نظام کے باوجود تباہ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نعمانی کے چہرے پر بے اختیار سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔

"اوہ۔ یہ بات ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ چیف نے ایسا حکم کیوں دیا ہے لیکن پھر تو آپ کو یہ بات اس جوڑے سے معلوم کرنی چاہئے"...... نعمانی نے کہا۔

"اس جوڑے کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کا خصوصی کارڈ ہے اور پھر یہ جوڑا ڈان مارک کا رہنے والا ہے جبکہ ہمارے مجرموں کا تعلق سویڈن یا زیادہ سے زیادہ اسرائیل اور کافرستان سے ہو سکتا ہے اس لئے اس سے پہلے اس مائیک سے سب کچھ معلوم کرنا ضروری ہے ورنہ ان پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیوں نہ اس مائیک کو اغوا کر کے لے جایا جائے۔ ظاہر ہے اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ کرنا ہو گی"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ اغوا ہوتے کی خبر فوراً ہر طرف پہنچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ معاملات تبدیل ہو جائیں"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران وہ دونوں چلتے ہوئے گولڈن بار کے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور وہاں کھلے عام سب کچھ ہو رہا تھا جو عام حالات میں قانوناً نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر کے پیچھے تین مرد موجود تھے جن میں سے ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ باقی دو سروس دینے میں مصروف تھے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نعمانی اس کے پیچھے تھا۔

"یس سر"...... سٹول پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ان کے قریب جانے کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مائیک سے کہو کہ پرنس آف ڈھمپ ملنے آیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں تعلیم بالغاں کے کسی سنٹر میں داخل کرنا پڑے گا۔ پرنس کا مطلب بھی تمہیں نہیں آتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے پرنس کا مطلب آتا ہے لیکن یہ ڈھمپ کیا ہے"...... اس

آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ڈھمپ ایک کلب کا نام ہے جس طرح تمہارے اس کلب کا نام گولڈن ہے"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لیکن باس سے کیا کام ہے پرنس کو"۔ اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تمہارا کوئی نام بھی ہے یا ابھی تک نام رکھنے کا فیصلہ ہی نہیں ہو سکا۔ بعض اوقات بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ والدین میں نام رکھنے پر اختلاف ہو جاتا ہے اور پھر یہ اختلاف بچے کے قبر میں جانے تک قائم رہتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" میرا نام جیکب ہے"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تو مسٹر جیکب۔ تم اپنے باس کے سیکرٹری ہو کہ پہلے تمہیں نام بتایا جائے۔ پھر تم وقت دو"...... عمران نے کہا تو جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

" جیکب بول رہا ہوں باس کاؤنٹر سے۔ دو صاحبان آئے ہیں جن میں سے ایک کا نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔ وہ دونوں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... جیکب نے کہا۔

" یس باس۔ میں نے پوچھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ڈھمپ ایک کلب کا نام ہے"...... جیکب نے دوسری طرف سے بات سن کر عمران کی طرف مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" او کے باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" دائیں طرف راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے"۔ جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" او کے۔ واپسی پر میں تم پر ثابت کر دوں گا کہ میں واقعی پرنس ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دائیں طرف کو مڑ گیا تو جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔ نعمانی خاموشی سے عمران کے پیچھے چل پڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک آدمی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز اور چہرے پر موجود مخصوص نشانات بتا رہے تھے کہ وہ زیر زمین دنیا سے متعلق ہے البتہ اس کی آنکھوں میں خاصی تیز چمک تھی۔

" یہ ڈھمپ نامی کلب کہاں ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... مصافحہ کرنے اور رسمی جملے بولنے کے بعد مائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" حیرت ہے۔ تم نے فلا کیرد ہم کا نام تو سنا ہوا ہے لیکن ڈھمپ کا نام نہیں سنا"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو مائیک بے اختیار اچھل پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کا رنگ بدلا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ البتہ اب اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"فلا کیرو بم۔ کیا مطلب"...... مائیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"چارلس اور کیتھی سے بھی تم نے پوچھا تھا کہ فلا کیرو بم کا کیا مطلب ہوتا ہے"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بے حد دوستانہ تھا جبکہ نعمانی خاموش کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"چارلس اور کیتھی۔ اوہ۔ اوہ۔ تم اس سیاح جوڑے کی بات کر رہے ہو جو مجھ سے ملا تھا۔ وہ میرے ایک دوست کی ٹپ لے کر آئے تھے اس لئے میں نے ان سے ملاقات کی تھی لیکن کسی بم سے ان کا کیا تعلق۔ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو"...... مائیک نے اس بار قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"کیا ٹپ لے کر آئے تھے۔ کیا تم سیاحوں کے لئے کوئی غیر قانونی کام کرتے ہو"...... عمران کا لہجہ بھی سخت ہو گیا تھا۔

"نہیں۔ وہ پاکیشیا میں پہلی بار آئے تھے اور یہاں ایک مارکیٹ میں ان کی جیب کٹ گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی ساری رقم غائب ہو گئی تھی۔ وہ رقم کے حصول کے لئے میرے پاس آئے تھے میں نے ان کی مطلوبہ رقم دے دی اور بس"...... مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خود دے دی رقم یا اس کے لئے تم نے بھی انہیں کوئی ٹپ دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیوں مجھ سے ایسی باتیں پوچھ رہے ہو"...... مائیک نے جواب دینے کی بجائے اس بار الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ایک خفیہ سرکاری ادارے سے ہے اور یہاں کی ایک خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کی مسلسل دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور اس لیبارٹری میں جو حفاظتی انتظامات ہیں انہیں صرف فلا کیرو بم کی مدد سے ہی ختم کیا جا سکتا ہے اور یہاں ان دونوں اور تمہارے درمیان فلا کیرو بم کے بارے میں بات ہوئی ہے اس لئے اب تم اگر اپنی جان اور اپنے کلب کو بچانا چاہتے ہو تو اس بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دو ورنہ پھر نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا کلب۔ ملکی مفادات کے مقابل تم جیسے آدمیوں اور تمہارے کلب کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی"...... عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

"تم خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہا ہوں اور تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ مائیک اکیلا اور لاوارث نہیں ہے۔ اس کے وارث موجود ہیں اور یہ وارث لمبے ہاتھ رکھتے ہیں"...... مائیک نے بھی اس بار دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا وہ بن مانس ہیں"...... عمران نے کہا تو مائیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"بن مانس۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا ذہنی

توازن درست ہے"...... مائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاتھ لمبے صرف بن مانسوں کے ہوتے ہیں جو گھٹنوں سے بھی نیچے تک پہنچ جاتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو نعمانی جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تمہیں بہت برداشت کر لیا ہے سمجھے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... مائیک نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تم فلا کیرو بم کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور نہ تمہارے ساتھ اس بارے میں کوئی بات ہوئی ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ نعمانی بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ہاں۔ نہ میں اس بم کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور نہ ہی ایسی کوئی بات ہوئی ہے"...... مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ چلو رپورٹ دینے میں تو آسانی ہو گئی۔ گڈ بائی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ مائیک بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کا جسم میز پر سے گھسٹتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا تھا۔ عمران نے اسے ایک جھٹکے سے اچھال کر نیچے پھینک دیا تھا۔ نعمانی بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ نیچے گر کر مائیک نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کے مخصوص انداز میں جھٹکا دینے کی وجہ سے اس کا کندھا اتر چکا تھا اس لئے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا تو عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر رکھا اور اسے موڑ دیا۔ مائیک کا سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور آنکھیں آدھی سے زیادہ ابل کر باہر نکل آئی تھیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑا تو مائیک کا انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ اسی تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے نکلنے والی خرخراہٹ بھی آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہو گئی۔

"اب بتا دو سب کچھ ورنہ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ذرا سا موڑ دیا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... مائیک نے انتہائی تکلیف کے عالم میں رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

"بتا دو ورنہ یہ عذاب مزید بڑھتا جائے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں نے انہیں جیکارڈ کے پاس بھیجا ہے۔ جیکارڈ کے پاس۔ بم کے لئے جیکارڈ کے پاس۔ میں درست کہہ رہا ہوں"۔ مائیک نے اسی طرح انتہائی تکلیف کے عالم میں کہا تو عمران نے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر اس نے مائیک کو اٹھایا اور سامنے صوفے پر

پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"سنو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سب کچھ تفصیل سے بتا دو ورنہ"...... عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم مجھے کچھ نہ کہو۔ مجھے واقعی کچھ نہیں معلوم۔ پلیز۔" مائیک نے بڑی مشکل سے اپنا توازن قائم کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سب کچھ بتا دو گے تو تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ ملکی معاملات میں انسان چیونٹیوں جیسی اہمیت بھی نہیں رکھا کرتے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں ڈان مارک میں طویل عرصہ کام کرتا رہا ہوں۔ وہاں ایک کلب میں سپروائزر تھا۔ اس کلب میں بڑے بڑے سرکاری عہدیدار آتے تھے۔ پھر وہاں میری دوستی ایک آدمی سے ہو گئی جو ڈان مارک کی خفیہ سرکاری ایجنسی بلیک ایرو میں کام کرتا تھا۔ اس کا نام جیمز مارک تھا۔ ہماری دوستی کافی گہری ہو گئی تو اس کی وجہ سے بلیک ایرو کے دوسرے آدمیوں سے بھی میری ملاقات ہوتی رہی۔ پھر جیمز مارک اپنے کسی کام کے سلسلے میں ہلاک ہو گیا تو میرا دل بھی وہاں سے اچاٹ ہو گیا اور میں وہاں سے کافرستان چلا گیا۔ کافرستان میں کئی سال کام کرنے کے بعد میں یہاں پاکیشیا آ گیا اور میں نے یہ کلب خرید لیا لیکن میں اکثر ڈان مارک جاتا رہتا تھا کیونکہ میں نے وہاں اپنی زندگی کا طویل عرصہ گزارا تھا۔ وہاں بلیک ایرو کے دوستوں سے بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ان میں ایک دوست کا نام ہارڈی تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ ہارڈی بلیک ایرو کا چیف بن گیا ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میں اس سے ملا اور اسے مبارک باد دی تو وہ بھی بے حد خوش ہوا۔ چارلس اور کیتھی دونوں بلیک ایرو کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان سے بھی میری ملاقات ہوتی رہتی تھی اور ہارڈی کو معلوم ہے کہ میں پاکیشیا میں رہتا ہوں اور گولڈن کلب میری ملکیت ہے لیکن چونکہ ان کا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں تھا اس لئے انہوں نے کبھی یہاں مجھے کوئی کام نہ بتایا لیکن کچھ روز پہلے اچانک ہارڈی کا فون آ گیا۔ اس نے مجھے کہا کہ چارلس اور کیتھی دونوں ایک خاص معاملے کے سلسلے میں پاکیشیا پہنچ رہے ہیں۔ وہ جب میرے پاس آئیں تو میں انہیں جیکارڈ کا پتہ بتا دوں۔ جیکارڈ ڈان مارک کا رہنے والا ہے اور یہاں مین مارکیٹ میں اس نے ریستوران بنایا ہوا ہے جس کے نیچے ایک خفیہ کلب بھی ہے۔ ویسے بظاہر وہ ایک چھوٹا ریستوران ہے لیکن میرے پوچھنے پر کہ وہ خود انہیں جیکارڈ کے بارے میں کیوں نہیں بتا دیتا تو اس نے بتایا کہ معاملات انتہائی خاص ہیں اس لئے وہ انہیں براہ راست نہیں بتا سکتا لیکن میرے اصرار پر اس نے صرف اتنا بتایا کہ ایک خاص قسم کا بم جسے فنا کیرو بم کہا جاتا ہے اس جیکارڈ کے ذریعے چارلس تک پہنچانا ہے اور انتہائی خفیہ انداز میں اس لئے ایسا کیا گیا ہے۔ پھر چارلس اور کیتھی میرے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ ہم پہلے سے ایک دوسرے کو جاننے والے تھے اس لئے وہ میرے پاس دو تین

گھنٹے رہے۔ ہم نے اکٹھے کھانا بھی کھایا۔ فلا کیرو بم کا بھی ذکر ہوا۔ میں نے اس سے اس بارے میں تفصیل پوچھی لیکن اس نے صرف اتنا کہا کہ اسے خود بھی اس بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں۔ البتہ بم اس نے کسی خاص جگہ پہنچانا ہے اور بس۔ پھر میں نے اسے جیکارڈ کے بارے میں تفصیل بتائی تو وہ واپس چلے گئے اور بس۔ اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم"۔ مائیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس ریستوران کا کیا نام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس ریستوران کا نام گرین وڈز ریستوران ہے اور یہ مین مارکیٹ میں ہے۔ جیکارڈ اس کا مالک ہے"...... مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے جیکارڈ کو فون کیا ہوگا چارلس اور کیٹی کے بارے میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ چارلس اور کیٹی اس سے ملنے آئیں گے"...... مائیک نے جواب دیا۔

"پھر اس جیکارڈ نے کیا کہا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس نے کہا کہ اسے معلوم ہے"...... مائیک نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے اس کا"...... عمران نے پوچھا تو مائیک نے نمبر بتا دیا۔

"نعمانی۔ اس کو ہاف آف کر دو"...... عمران نے دروازے کے قریب موجود نعمانی سے کہا اور خود تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا جس

پر فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے وہی نمبر پریس کر دیئے جو مائیک نے بتائے تھے۔ اسی لمحے اسے مائیک کی چیخ سنائی دی لیکن اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"گرین وڈز ریستوران"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گولڈن بار سے مائیک بول رہا ہوں۔ جیکارڈ سے بات کراؤ"۔ عمران نے مائیک کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جیکارڈ بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میری نگرانی ہو رہی ہے اور ایسے لوگ کر رہے ہیں جن کا تعلق زیر زمین دنیا سے نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ چکر چارلس اور کیٹی کا بھی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جیکارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ چارلس اور کیٹی مجھ سے مل چکے ہیں۔ ان کی بھی نگرانی ہو رہی تھی لیکن انہوں نے نگرانی کرنے والے کو ڈاج دے دیا تھا۔ تم فکر نہ کرو اور نارمل رہو۔ وہ خود ہی مایوس ہو کر نگرانی ختم کر دیں گے"...... جیکارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ خاص ٹائپ کا بم تم نے انہیں دے دیا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میرے پاس وہ بم کہاں سے آ سکتا ہے۔ میں نے بھی انہیں ایک ٹپ دے دی اور بس"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں نارمل ہی رہوں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور جب وہ مڑا تو اس نے مائیک کو صوفے پر ہی بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا۔

"چارلس اور کیٹی کی نگرانی چوہان کر رہا ہے ناں"...... عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

"اب ان دونوں سے فوری ملاقات ضروری ہو گئی ہے۔ آؤ"۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے۔ کیا اسے زندہ چھوڑ دیں"...... نعمانی نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے مائیک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ چھوٹی مچھلی ہے اسے مار کر کیا ملے گا۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن یہ ہوش میں آ کر اس جیکارڈ کو سب کچھ بتا دے گا"۔ نعمانی نے کہا۔

"بتاتا رہے۔ اصل آدمی جیکارڈ نہیں ہے۔ چارلس اور کیٹی ہیں"...... عمران نے کہا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ نعمانی چونکہ اپنی کار میں آیا تھا اس لئے وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اپنی کار کی طرف اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں شیراز ہوٹل پہنچ گئے جہاں چارلس اور کیٹی ٹھہرے ہوئے تھے۔ چوہان مین گیٹ سے باہر برآمدے میں ہی موجود تھا۔ عمران اور نعمانی کو پارکنگ سے مین گیٹ کی طرف آتے دیکھ کر وہ تیزی سے برآمدے سے اتر کر ان کی طرف آ گیا۔

"تم ہوٹل سے باہر موجود ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ چارلس اور کیٹی ہوٹل میں موجود نہیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ مین مارکیٹ گئے تھے۔ میں ان کے پیچھے تھا لیکن پھر وہ اچانک ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں نے ٹیکسی کے نمبر دیکھ لئے اور پھر میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا لیکن اس نے بتایا کہ اس نے ان دونوں کو ناگرا مارکیٹ میں اتار دیا تھا۔ اس کے بعد میں یہاں آ گیا لیکن ابھی تک وہ واپس ہی نہیں آئے"۔ چوہان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ بڑے خوبصورت انداز میں ڈاج دیا ہے انہوں نے تمہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاج دیا ہے۔ کیا مطلب"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گرین وڈ ریسٹوران مین مارکیٹ میں ہے شاید"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ وہاں گئے تھے لیکن کافی پی کر چلے گئے"...... چوہان نے کہا۔

"اس گرین وڈ ریسٹوران کے مالک جیکارڈ سے انہوں نے ملنا تھا اور انہیں تمہاری نگرانی کا علم تھا اس لئے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے ٹاگرا مارکیٹ گئے اور پھر یقیناً وہ کسی دوسری ٹیکسی میں واپس مین مارکیٹ پہنچ گئے اور انہوں نے جیکارڈ سے ملاقات کی جبکہ تم انہیں تلاش کرتے رہ گئے۔ تمہارے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ وہ واپس مین مارکیٹ بھی آ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے مائیک سے ملاقات اور جیکارڈ سے فون پر ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں اب صرف مشکوک نہیں رہے بلکہ اصل آدمی ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں اور یہ دونوں اس فلا کیرو بم کی مدد سے ایکس لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔ وہ تینوں اب ایک سائیڈ پر کھڑے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"اوہ۔ پھر تو انہیں آتے ہی اغوا کر لینا چاہئے۔ انہیں مزید ڈھیل دینا غلطی ہو گی"...... چوہان نے کہا۔

"تم ان کی نظروں میں آ چکے ہو اور ہو سکتا ہے کہ نعمانی کو بھی انہوں نے چیک کر لیا ہو اس لئے تم چیف کو رپورٹ دے دو تاکہ تمہاری جگہ وہ کسی اور کی ڈیوٹی لگا دے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب انہیں اغوا کر کے دانش منزل پہنچانا ہے تو یہ کام ہم بھی تو کر سکتے ہیں"...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے ابھی تک کوئی جرم نہیں کیا اور اب یہ بات سامنے آ چکی ہے کہ وہ ڈان مارک کی سرکاری ایجنسی کے تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے وہ فلا کیرو بم جیب میں ڈالے نہیں پھر رہے ہوں گے اس لئے ابھی ان کی نگرانی ضروری ہے ورنہ ان کے ہاتھ آ جانے کے بعد ڈان مارک سے دوسرے ایجنٹ بھی بھیجے جا سکتے ہیں اور ضروری نہیں کہ ان کی طرح وہ بھی مشکوک ہو سکیں"...... عمران نے کہا۔

"چوہان تم چیف کو رپورٹ دے دو پھر چیف جیسے حکم دے گا ہم ویسے ہی کریں گے۔ عمران صاحب تو اب سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے یتیم خانے کے مینجر بن چکے ہیں"...... نعمانی نے کہا تو چوہان بے اختیار اچھل پڑا جبکہ عمران مسکرا دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ بات تم نے کس پیرائے میں کی ہے۔ کیوں عمران صاحب کو کیا ہوا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"عمران صاحب اب مجرموں پر رحم کھانے کے عادی ہو چکے ہیں اور یہ کام کسی یتیم خانے کے مینجر کو جچتا ہے کسی سیکرٹ ایجنٹ کو

نہیں۔ مائیکل کو بھی انہوں نے زندہ چھوڑ دیا ہے اور اب یہ ان دونوں کو پکڑنے یا ہلاک کرنے کی بجائے ان کی نگرانی کی بات کر رہے ہیں جبکہ یہ دونوں پاکیشیا کی انتہائی اہم لیبارٹری تباہ کرنے یہاں آئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تو ایک لمحہ بھی مزید زندہ رہنے کی مہلت نہیں ملنی چاہئے"...... نعمانی نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا خیال ہے کہ ان کی ہلاکت کے بعد لیبارٹری بچ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہرحال اسی لئے میں نے چوہان سے کہا ہے کہ وہ چیف سے بات کرے"...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ پھر مجھے اجازت تاکہ میں شہر میں کوئی ایسا یتیم خانہ تلاش کروں جہاں مینجر کی پوسٹ خالی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب اس جیکارڈ کو فوری کور کرنا چاہئے۔ اس سے ان دونوں کا اس انداز میں ملنا بتا رہا ہے کہ وہ اہم کردار ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں شاید اب یہاں واپس نہ آئیں اس لئے اب جیکارڈ پر ہاتھ ڈالنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ یہ واپس کیوں نہیں آئیں گے"...... نعمانی نے کہا۔

"انہیں نگرانی کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے واپسی پر وہ اب کسی اور میک اپ میں کسی اور جگہ ٹھکانہ بنائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس بار چوہان اور نعمانی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر اس جیکارڈ پر فوری ہاتھ ڈالنا تو ضروری ہو گیا ہے ورنہ وہ بھی غائب ہو سکتا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلو اس سے بھی دو باتیں ہو ہی جائیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے اب اس پر رحم نہیں کھانا"...... نعمانی نے کہا تو چوہان ہنس پڑا۔

"تم عمران صاحب کے رحم کھانے سے الرجک کیوں ہو رہے ہو"...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا قصور نہیں ہے۔ اسے تنخواہ مل جاتی ہے جبکہ مجھے سوائے ادھار کے اور کچھ کھانے کو نہیں ملتا اور ان دنوں تو ادھار بھی بند ہے کیونکہ ادھار لینے کا ماہر سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے اب کھانے کے لئے صرف رحم ہی رہ گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر تو آپ کی مجبوری ہے عمران صاحب۔ او کے آؤ چلیں"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری کار میں آ جاؤ۔ چلو پٹرول تم ڈلوا دینا مجھے کوئی اعتراض نہ

ہو گا"...... عمران نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور نعمانی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کو شاید اس انداز میں اپنے آپ کو پیش کر کے لطف آتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کچھ لوگ اپنے آپ پر ترس کھا کر بہت لطف لیتے ہیں"...... نعمانی نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"خود پر ترس کھانا ایک نفسیاتی کیفیت ہے جسے خود ترسی کہتے ہیں لیکن میرے ساتھ تو معاملہ حقائق پر مبنی ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو نعمانی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اور اگر ایسا کوئی غریب آدمی آپ کو مل جائے تو ابھی آپ کی جیب سے عمرو عیار کی زنبیل کی طرح بھاری مالیت کے کرنسی نوٹوں کی ایک بڑی سی گڈی بھی نکل آنے گی"...... نعمانی نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"اسے خدا ترسی کہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور نعمانی بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

چارلس اور کیتھی کو عارف خان اور اس کی بیوی کے گھر پہنچے ہوئے آج دو روز ہو چکے تھے۔ عارف خان اور اس کی بیوی نے لیبارٹری سے نجی وجوہ کی بنا پر تین روز کی چھٹی لے رکھی تھی اور ان کی چھٹی کا آج تیسرا روز تھا۔ کل صبح انہوں نے ڈیوٹی پر جانا تھا اور ان دو روز میں عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ نے چارلس اور کیتھی دونوں کو نہ صرف ہر قسم کی تفصیلات بتا دی تھیں بلکہ چارلس اور کیتھی نے ان کی عادات، ان کی طبیعت، ان کے مزاج اور ان کے کام کرنے کے طریقوں سے لے کر وہاں لیبارٹری میں پہنچنے سے لے کر وہاں کام کرنے اور وہاں موجود دیگر لوگوں سے ان کے خصوصی نوعیت کے تعلقات، ان سے ہونے والی عام سی گفتگو سب کچھ نہ صرف معلوم کر لیا تھا بلکہ ان کی اتنی بار ریہرسل کر لی تھی کہ اب وہ مکمل طور پر عارف خان اور راحیلہ کا کردار ادا کرنے پر قادر ہو چکے

تھے۔ جیکارڈ نے واقعی ان دونوں کا انتخاب کر کے انتہائی عقلمندی کا ثبوت دیا تھا کیونکہ نہ صرف ان کا قدوقامت، جسامت بلکہ ان کے چہروں کے خدوخال بھی چارلس اور کیٹی سے اس قدر ملتے جلتے تھے کہ جب چارلس اور کیٹی نے اپنے روبرو ان دونوں کا سپیشل میک کیا تو ان کے درمیان پہچان بھی ناممکن ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ فلا کیرو بم کو وہاں لے جانے اور اسے مین مشین میں لگانے اور پھر ان کی واپسی تک ہر چیز پر تفصیل سے غور کر لیا گیا تھا اور چارلس اور کیٹی دونوں کو اب سو فیصد یقین ہو چکا تھا کہ وہاں لیبارٹری میں انہیں کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکے گا اور وہ سو فیصد یقین کے ساتھ اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ اس سارے کام میں عارف خان اور اس کی بیوی نے ان کے ساتھ اس قدر تعاون کیا تھا کہ جیسے اصل مشن چارلس اور کیٹی کا نہ ہو بلکہ عارف خان اور راحیلہ کا ہو۔ اس وقت رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے کافی پینے میں مصروف تھے اور اگر کوئی باہر سے آتا تو اسے سٹنگ روم میں بیک وقت دو عارف خان اور دو راحیلہ نظر آتیں۔

"آپ لوگوں نے جیکارڈ سے کتنی دولت حاصل کی ہے"۔ اچانک چارلس نے عارف خان سے مخاطب ہو کر پوچھا تو عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... عارف خان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ جس طرح آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اگر آپ کو مزید دولت دے دی جاتی تو آپ ہماری بجائے زیادہ آسانی سے یہ مشن مکمل کر لیتے"...... چارلس نے عارف خان کے انداز میں ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے جیکارڈ سے کہا تھا لیکن جیکارڈ نے جواب دیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے ہم خاموش ہو گئے تھے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ ہم یہ کام آپ دونوں کی نسبت زیادہ آسانی سے کر سکتے تھے بلکہ اب بھی کر سکتے ہیں"...... عارف خان نے جواب دیا تو اس بار چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اگر آپ کو مزید دولت دی جائے تو آپ ہماری بجائے خود جا کر یہ مشن مکمل کر سکتے ہیں"...... چارلس نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی کی طویل عرصہ سے خواہش تھی کہ ہم ایکریمیا جا کر نہ صرف سیٹل ہو جائیں بلکہ وہاں لارڈز کی طرح زندگی گزاریں لیکن ظاہر ہے اس کے لئے انتہائی کثیر دولت کی ضرورت ہے۔ جب جیکارڈ نے ہمیں اعتماد میں لیا تو ہم اس لئے تیار ہو گئے تھے کہ اس طرح ہمیں کثیر دولت حاصل کرنے کا موقع مل رہا ہے اور جیکارڈ نے اس کام کے لئے پچاس لاکھ ڈالر دینے کا

وعدہ کیا ہے"...... عارف خان نے کہا۔

"وعدہ۔ کیا مطلب۔ صرف وعدہ"...... چارلس نے حیران ہو کر کہا۔

"دس لاکھ ڈالر ہمیں پیشگی دیئے گئے ہیں اور باقی کام مکمل ہونے کے بعد دیئے جائیں گے اور ہمیں جیکارڈ پر مکمل اعتماد ہے کہ ہمیں یہ رقم مل جائے گی"...... عارف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے چارلس کہ جیکارڈ سے بات کر لی جائے۔ اگر عارف خان ہی کام کرے تو واقعی اس میں کوئی رسک نہیں رہے گا"...... اس بار کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے۔ ٹھیک ہے میں کرتا ہوں بات۔ مقصد تو مشن کی تکمیل ہے کسی طرح بھی ہو"۔ چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرین وڈ ریسٹوران"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"عارف خان بول رہا ہوں"...... جیکارڈ سے بات کراؤ"۔ چارلس نے عارف خان کے لہجے اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ کو معلوم نہیں ہے باس جیکارڈ ہلاک ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہلاک ہو گئے ہیں۔ کب۔ کیسے۔ کس نے ایسا کیا ہے"۔

چارلس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر سامنے بیٹھے ہوئے عارف خان اور اس کی بیوی بھی اچھل پڑے۔ ان کے چہرے بھی بگڑ سے گئے تھے۔

"دو روز پہلے وہ اپنے آفس میں موجود تھے۔ پھر پتہ چلا کہ وہاں ان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ وہ شاید کسی خصوصی ٹرانسمیٹر پر کسی کو کال کر رہے تھے کہ ٹرانسمیٹر پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گئے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ"...... چارلس نے کہا اور بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"...... عارف خان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا تو چارلس نے اسے جیکارڈ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"ٹرانسمیٹر پھٹنے سے ہلاک ہو گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ عارف خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی پرزہ اس کے سینے میں گھس کر اس کے دل میں جا لگا ہو"...... چارلس نے جواب دیا لیکن اس کے اپنے ذہن میں یہ اطلاع ملنے کے بعد مسلسل دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جیکارڈ کو باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ہلاک کیا گیا ہے اور یہ ہلاکت چیف کی طرف سے ہے لیکن اس کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"اب ہماری رقم کا کیا ہو گا"...... راحیلہ نے کہا۔

"ہاں۔ ہماری رقم اب کون دے گا"...... عارف خان کا لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔

"رقم کی فکر مت کرو۔ رقم جیکارڈ نے اپنی جیب سے نہیں دینی تھی۔ رقم تنظیم کی طرف سے ملنی تھی اور تنظیم موجود ہے"۔ چارلس نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم اپنے چیف سے بات کرو۔ ورنہ"...... عارف خان نے کہا تو چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"ورنہ کیا"...... چارلس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ورنہ ہم تعاون نہیں کریں گے۔ ہم اپنے ملک سے غداری کر رہے ہیں اور اگر ہمیں رقم بھی نہ ملے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی"...... عارف خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ بہرحال تمہاری تسلی کے لئے میں خود بات کرتا ہوں"...... چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔ فون میں لاؤڈر کا بٹن موجود تھا اس لئے اس نے سب سے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یہاں انکوائری کا کیا نمبر ہے"...... چارلس نے عارف خان سے پوچھا اور عارف خان نے نمبر بتا دیا تو چارلس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈان مارک کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"...... چارلس نے عارف خان کے لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو چارلس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چارلس بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"...... چارلس نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہاں وائس چیکنگ کمپیوٹر نصب ہے اگر اس کی آواز مشکوک ثابت ہوئی تو بات ہی نہ ہو سکے گی۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں چارلس بول رہا ہوں"...... چارلس نے کہا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے۔ کیا کام ہو گیا ہے یا نہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"کام تو ہو جائے گا باس لیکن جن کے ذریعے کام ہونا تھا ان سے جیکارڈ نے بھاری رقم کا معاہدہ کر رکھا تھا اور جیکارڈ ٹرانسمیٹر پھٹنے سے ہلاک ہو چکا ہے۔ اب اس رقم کا کیا ہو گا"...... چارلس نے عارف خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیکارڈ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آگیا تھا اس لئے مجھے اس کا خاتمہ کرنا پڑا ورنہ تم لوگ پکڑے جاتے۔ جہاں تک رقم کا تعلق ہے ان لوگوں کو یقین دلا دو کہ رقم انہیں ملے گی۔ جیکارڈ کا اسسٹنٹ جیری انہیں رقم دے گا"...... چیف نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ دونوں کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے تھے کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے وہ دونوں گفتگو بخوبی سن رہے تھے۔

"باس۔ سیکرٹ سروس کو کیسے جیکارڈ کے بارے میں علم ہوا"۔ چارلس نے کہا۔

"گولڈن بار کے مائیک نے تمہیں جیکارڈ کا پتہ بتایا تھا اور دو آدمی اسے اس کے آفس میں جا کر ملے۔ جب وہ چلے گئے تو مائیک کو وہاں صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے پایا گیا۔ اسے ملنے والوں میں سے ایک نے اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتایا تھا۔ وہاں میرے خاص لوگ موجود ہیں کیونکہ اس اہم ترین معاملے کے لئے میں نے وہاں مکمل نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے۔ میں نے جیسے ہی پرنس آف ڈھمپ کا نام سنا میں سمجھ گیا کہ یہ عمران ہو گا اور مائیک بہرحال جیکارڈ کے بارے میں جانتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر جیکارڈ سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے تمہارے ساتھ ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتا دی۔ چونکہ سوائے رقم کے باقی معاملات جیکارڈ طے کر چکا تھا اور اگر جیکارڈ عمران کے ہاتھ لگ جاتا تو یہ مشن مکمل ہوتا تو

ایک طرف تم دونوں کا خاتمہ بھی ہو جاتا اس لئے میں نے خصوصی ٹرانسمیٹر کو فائر کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر وہاں موجود میرے آدمیوں سے مجھے اطلاع مل گئی کہ اس کی ہلاکت کے کچھ دیر بعد ہی عمران اور اس کا ایک ساتھی وہاں پہنچے تھے۔ اس طرح سمجھو کہ مشن بال بال بچ گیا ہے"...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا کرنا ضروری تھا چیف ورنہ ہم واقعی بے بس چوہوں کی طرح پکڑے جاتے۔ ہم اس وقت عارف خان اور اس کی بیوی کی رہائش گاہ پر ان کے حلیوں میں موجود ہیں اور صبح ہم نے مشن کی تکمیل کے لئے جانا ہے لیکن اگر عارف خان اور اس کی بیوی کے ذریعے یہ مشن مکمل کرایا جائے تو میرے خیال میں اس میں قطعی کوئی رسک باقی نہ رہے گا اور وہ لوگ ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف انہیں مزید دولت دینا ہو گی جو انہیں آسانی سے دی جا سکتی ہے"...... چارلس نے کہا۔

"جیکارڈ نے مجھے یہ تجویز دی تھی لیکن سیکرٹ سروس کی وجہ سے میں نے اس کی تجویز مسترد کر دی تھی۔ یہ لوگ تربیت یافتہ نہیں ہیں اس لئے معمولی سے شک اور تھوڑی سی غیر معمولی چیکنگ پر ان کے اعصاب جواب دے سکتے ہیں اور اب جیکارڈ کے خاتمے کے بعد ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہوں جبکہ تم پر اور کیٹی پر مجھے مکمل بھروسہ ہے کہ تم ہر قسم کے حالات میں مشن مکمل کرنا جانتے ہو اور ہاں عارف خان اور اس کی بیوی کو مشن پر جانے سے

پہلے تم خود ہماری رقم کا چیک دے سکتے ہو کیونکہ بعد میں لامحالہ سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیلی جنس ان سے پوچھ گچھ کر سکتی ہے"...... چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا"...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تم مطمئن رہو۔ ویسے چیف کے حکم پر تم دونوں کو ہماری رقم میں ابھی دے دیتا ہوں۔ آؤ نیچے تہہ خانے میں چلیں جہاں رقم موجود ہے"...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تہہ خانے میں۔ لیکن تم تو جب آئے تھے تو تمہارے پاس کوئی سامان ہی نہ تھا۔ تم نے بتایا تھا کہ سامان ہوٹل میں ہے اور چونکہ تمہاری وہاں نگرانی ہو رہی ہے اس لئے تم وہاں نہیں جا سکتے"۔ عارف خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"رقم جیب میں ہوتی ہے عارف خان۔ سامان میں نہیں رکھی جاتی"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عارف خان کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اوہ اچھا۔ چلو دے دو۔ آؤ راحیلہ"...... عارف خان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو راحیلہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم یہیں بیٹھو کیتھی میں انہیں رقم دے دوں پھر بیٹھ کر صبح کی کارروائی کی تفصیل طے کریں گے"...... چارلس نے کیتھی سے کہا اور کیتھی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد

چارلس، عارف خان اور راحیلہ تینوں تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک الماری میں چارلس اور کیتھی کا اپنا لباس موجود تھا۔ چارلس اس الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا مشین پسٹل موجود تھا۔

"یہ۔ یہ کیا"...... سامنے کھڑے عارف خان اور راحیلہ نے کہا۔

"یہ معاوضہ ہے تمہارا اپنے ملک سے غداری کا"...... چارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے اور فرش پر تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ چارلس مڑا اور اس نے الماری کھول کر پسٹل دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر الماری بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے کی اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ دو روز سے پوری سیکرٹ سروس ٹائیگر سمیت چارلس اور کیٹی کو دارالحکومت میں تلاش کر رہی تھی لیکن وہ اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے ان کا وجود ہی نہ ہو۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کال چیک کرنے والے ادارے کو بھی کالز چیک کرنے کے احکامات دے دیئے تھے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔

"عمران صاحب۔ آخر یہ دونوں کہاں غائب ہو گئے ہوں گے۔ واپس بھی وہ نہیں گئے۔ ایئرپورٹ سے بھی چیک کرا لیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ کہیں کیموفلاج ہو گئے ہیں۔ بہرحال کب تک ایسا ہو گا۔ انہیں بہرحال سامنے تو آنا ہی ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ نے ایکس لیبارٹری پر کسی کی ڈیوٹی نہیں لگائی حالانکہ ان کا ٹارگٹ بہرحال یہی لیبارٹری ہے۔ وہ کسی میک اپ میں بھی ہوں بہرحال انہوں نے پہنچنا تو وہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہاں ان کی چیکنگ کے خصوصی انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ وہ چاہے کسی بھی میک اپ میں وہاں پہنچیں انہیں فوری طور پر چیک کر لیا جائے گا اس لئے مجھے وہاں کی فکر نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ بہرحال وہاں کسی کام کرنے والے کے میک اپ میں ہی جائیں گے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ انہیں وہاں چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے اس کا کوئی خصوصی انتظام کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے لیکن وہ کچھ بھی کر لیں چیک بہرحال ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اگر ہمیں کسی طرح معلوم ہو جائے کہ وہ کس کے روپ میں وہاں داخل ہوں گے تو انہیں زیادہ آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو"...... عمران نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکس لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکورٹی آفیسر کرنل پاشا سے بات کرائیں میں علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل پاشا بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں کرنل پاشا۔ لیبارٹری میں کوئی غیر معمولی بات یا واقعہ"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ آل از اوکے۔ ہم آپ کی ہدایات کے مطابق پوری طرح ریڈ الرٹ ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیبارٹری میں کام کرنے والوں میں سے کوئی طویل رخصت پر تو نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"طویل رخصت پر شاید ہو کیونکہ بہرحال ایسا تو ہوتا رہتا ہے"۔ کرنل پاشا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اسے عمران کے اس سوال کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"ایسے لوگوں کی فہرست تیار کرائیں۔ کتنی دیر لگ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"نصف گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"اوکے۔ میں پھر فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کے ذہن میں کیا بات آئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے چارلس اور کیٹی دونوں یا ان میں سے کوئی ایک لیبارٹری میں وہاں کام کرنے والے کسی آدمی کے روپ میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور اس آدمی کا روپ دھارنے کے لئے انہیں بہرحال خاصا طویل وقت چاہئے۔ پھر ان کا دو روز سے اس طرح غائب رہنے سے میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ یہ دونوں لامحالہ ان آدمیوں کے پاس ہی ہو سکتے ہیں اور ایسا آدمی وہ ہو سکتا ہے جس نے طویل رخصت لے رکھی ہو"...... عمران نے کہا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود وہاں جانے کی بجائے اس غدار کو ٹریننگ دے رہے ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسی صورت میں بھی فلاکیرڈ بم کی خصوصی چیکنگ کام دے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ نے یہ بم دیکھا ہوا ہے۔ کیا سائز ہوتا ہے اس کا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھا تو نہیں البتہ اس کے بارے میں پڑھا ضرور ہے۔ یہ کیپسول نما ہوتا ہے اور اس کے اندر تو ڈائنامیٹ بھرا ہوتا ہے لیکن اس کے خول میں ایسی کوٹنگ کی جاتی ہے کہ اس پر کسی ریز کا اثر

نہیں ہوتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر جامہ تلاشی میں تو اسے چیک کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ آسانی سے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ لوگ اسے اندر کیسے لے جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے انہوں نے اس کے لئے کوئی خصوصی ترکیب سوچی ہو گی"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا بم اندر لے جانے کی حماقت وہ نہیں کریں گے ورنہ وہاں جو انتظامات ہیں اس سے وہ کسی صورت نہیں بچ سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بم کے علاوہ اور کسی طرح بھی لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اور کوئی بم باہر سے ڈی چارج نہیں ہو سکے گا اور اندر سے اسے تباہ کرنے کا مطلب ہے کہ اسے فٹ کرنے والا خود بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر نصف گھنٹے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکس لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی جس نے پہلے فون اٹنڈ کیا تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل پاشا سے بات کرائیں"۔

عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کرنل پاشا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل پاشا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ لسٹ مل گئی ہے آپ کو"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لسٹ کے مطابق ایک ہفتے سے تین روز تک کی چھٹیوں پر اٹھارہ افراد ہیں"...... کرنل پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے پتے معلوم ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے افراد دارالحکومت سے باہر مضافات کے رہنے والے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"آٹھ افراد"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"اور دس دارالحکومت میں رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"ان میں کوئی جوڑا شامل ہے یا اکیلے افراد ہیں"...... اچانک ایک خیال کے تحت عمران نے پوچھا۔

"جی ایک جوڑا ہے عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ"۔ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بتایا گیا۔

"کیا یہ دونوں اکٹھے کام کرتے ہیں۔ کیا عہدے ہیں ان کے"۔ عمران نے پوچھا۔

"عارف خان مشین روم میں ٹیکنیشن ہے جبکہ راحیلہ اسی شعبے میں سپروائزر ہے"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"کیا آپ انہیں ذاتی طور پر جانتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"کیسے لوگ ہیں یہ"...... عمران نے پوچھا۔

"اپنے کام سے کام رکھنے والے ہیں۔ آج تک ان کی کوئی شکایت سامنے نہیں آئی"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"کب سے چھٹی پر ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"تین روز سے۔ کل ان کی واپسی ہے"...... کرنل پاشا نے جواب دیا۔

"ان کا رہائشی پتہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ممتاز کالونی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک"...... کرنل پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا فون نمبر"...... عمران نے پوچھا اور دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو کرنل

پاشا نے بتائے تھے۔

"عارف خان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔

"سوری۔ رانگ نمبر"...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"یہ عارف خان نہیں ہے چارلس ہے۔ اب مجھے خود وہاں جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیسے۔ مجھے تو آواز سن کر کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عارف خان کا لفظ جس انداز میں بولا گیا ہے وہ یہاں کے مقامی لوگوں کی طرح نہیں بولا گیا۔ گو انتہائی کامیاب کوشش کی گئی ہے لیکن ع کو الف کے انداز میں بولا گیا ہے۔ بہرحال چیکنگ ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار جولیا کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ممتاز کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک میں ایکس لیبارٹری میں کام کرنے والا ایک جوڑا عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ مشکوک ہیں۔ میں نے عمران کو ان کی چیکنگ کی ہدایت کر دی ہے۔ وہ وہاں پہنچ جائے گا تم اس کے ساتھ رہنا اور اپنے طور پر چیکنگ کرنی ہے کہ یہ دونوں مقامی ہیں یا غیر ملکی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر یہ مشکوک ثابت ہوئے تو کیا آپ انہیں مزید ڈھیل دیں گے یا"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ان سے ملنے کے بعد ہی سوچوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

چارلس اور کیٹی دوسری صبح اپنے مشن کے بارے میں بات چیت میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ چارلس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عارف خان بول رہا ہوں"...... چارلس نے عارف خان کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"سوری۔ رانگ نمبر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چارلس نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا"...... کیٹی نے چونک کر پوچھا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ خطرہ ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔ یہ رانگ کال نہیں تھی بلکہ شاید چیکنگ کال تھی"۔ چارلس

نے کہا۔

"کیا کوئی خاص بات مارک کی ہے۔ تم نے یا صرف معاملہ چھٹی حس تک ہی محدود ہے"...... کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات کیا نوٹ کرنی ہے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ میری چھٹی حس نے کبھی مجھے دھوکہ نہیں دیا۔ مجھے شبہ ہے کہ یہ آواز عمران کی ہو سکتی ہے۔ اس نے یقیناً کسی نہ کسی انداز میں کوئی بات معلوم کر لی ہو گی"...... چارلس نے کہا۔

"تو پھر اب"...... کیٹی نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہمیں خطرے کا سدباب پیشگی کرنا ہو گا۔ میں آ رہا ہوں"...... چارلس نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے میں چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ آیا تو وہ خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا۔

"کیا انتظام کیا ہے"...... کیٹی نے پوچھا۔

"فی الحال تو ایک خصوصی مشین پسٹل اٹھایا ہے اور دوسرا آف راڈ لیا ہے"...... چارلس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آف راڈ۔ وہ کیوں"...... کیٹی نے چونک کر پوچھا۔

"اگر میری چھٹی حس درست ہے تو پھر یہ فون کرنے والے یقیناً سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں اور اگر وہ یہاں آئے تو دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ وہ ہمیں بے ہوش کر کے یہاں کی تلاشی لیں اور ہمیں اٹھا کر یہاں سے کسی اور جگہ لے جائیں یا پھر یہیں پر ہماری چیکنگ کریں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ لوگ ہمیں اپنے کسی اڈے پر لے جائیں گے اور وہاں ہمیں ہوش میں لا کر ہم سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہمارا خصوصی میک اپ کسی صورت بھی ان سے واش نہ ہو سکے گا۔ ایسی صورت میں آف راڈ ہمارا یقینی تحفظ کرے گا۔ دوسری صورت یہ کہ وہ براہ راست انداز آئیں اور ہمیں کور کرنے کی کوشش کریں تو ایسی صورت میں خصوصی مشین پسٹل کام آ سکتا ہے"...... چارلس نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں بے ہوش کر کے ہلاک کر دیں اور آف راڈ استعمال کرنے کی نوبت ہی نہ آئے"...... کیٹی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ان کا تعلق سیکرٹ سروس یا کسی سرکاری ایجنسی سے ہے تو پھر وہ ہمیں بے ہوشی کے دوران کسی صورت بھی ہلاک نہیں کریں گے۔ ایسے ایجنٹوں کی نفسیات میں اچھی طرح جانتا ہوں"۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشیں جب انہیں ملیں گی تو پھر انہیں ہمارے میک اپ میں ہونے کا یقین آ جائے گا۔ پھر تو وہ ہماری کھال چھیل کر رکھ دیں گے"...... کیٹی نے کہا۔

"میں نے اس کا بندوبست کر دیا ہے۔ وہ تہہ خانہ خصوصی ساخت کا ہے۔ میں نے اسے بند کر دیا ہے اور عام حالات میں کسی کو یہ خیال نہیں آ سکتا کہ اس چھوٹی سی متوسط ٹائپ کی کوٹھی میں

اس قسم کا تہہ خانہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اسے ٹریس نہ کر سکیں گے اور اگر کر بھی لیں تو پھر وہ لازماً ہمیں ہوش میں لے آئیں گے تاکہ ہم سے اصل بات اگلوا سکیں"...... چارلس نے جواب دیا۔

"لیکن فلا کیرو بم بھی تو تہہ خانے میں موجود ہے۔ اگر انہوں نے تہہ خانہ ٹریس کر لیا تو پھر یہ بم ان کے ہاتھ لگ جائے گا اور ہم بے بس ہو کر رہ جائیں گے"...... کیٹی نے کہا اور چارلس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ساری صورتیں کیوں اکٹھی فرض کر رہی ہو۔ ہو سکتا کہ یہ میرا وہم ہو اور کچھ بھی نہ ہو۔ ویسے فلا کیرو بم اس تہہ خانے میں ایسی جگہ موجود ہے کہ وہ سارے تہہ خانے کو بھی اکھیڑ ڈالیں تب بھی وہ اس تک نہیں پہنچ سکتے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر انہیں ہم پر شک پڑ گیا ہے تو پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کرائیں اور وہاں لیبارٹری میں بھی ہماری خصوصی چیکنگ کی جائے۔ ایسی صورت میں تو فلا کیرو بم بھی ٹریس ہو جائے گا اور ہم پکڑے بھی جا سکتے ہیں"...... کیٹی نے کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے کہ فلا کیرو بم چیک نہیں ہو سکتا اور یہ اتنا چھوٹا ہے کہ اسے آسانی سے چھپایا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا میک اپ کسی صورت بھی چیک نہیں ہو سکتا اس لئے تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک رہے گا اور ہم اپنے مشن میں کامیاب رہیں

گے"...... چارلس نے جواب دیا اور کیٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"میں دیکھتا ہوں"...... چارلس نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کار ممتاز کالونی کی اس سڑک پر سائیڈ میں روک دی جہاں سے اس کی مطلوبہ کوٹھی نزدیک ہی تھی۔ وہ کار سے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

"میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ کہاں رہ گئے تھے تم"۔ جولیا نے قریب آ کر کہا۔

"واہ۔ پھر تو یہ میری زندگی کا سب سے خوش قسمت دن ہے کہ تم میرا انتظار کر رہی ہو۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں بخت کا یاور ہونا"۔ عمران نے ٹھیٹ عاشقانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب مجھے معلوم ہو گیا ہے تم صرف باتیں ہی کر سکتے ہو اس لئے اب ان احمقانہ باتوں پر میرا دل نہیں دھڑکتا۔ جو مرضی آئے کہتے رہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہاری کایا پلٹ ہو گئی ہے۔ اب تمہارا دل احمقانہ باتوں پر نہیں بلکہ دانشورانہ باتوں پر دھڑکتا ہے۔ تو ٹھیک ہے میں اب بڑے بڑے دانشوروں جیسے انداز میں باتیں شروع کر دیتا ہوں۔ مقصد تو یہی ہے کہ تمہارا دل دھڑکتا رہے"...... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔

"تو تم واقعی چاہتے ہو کہ میرا دل دھڑکتا رہے"...... جولیا نے آہستہ سے لیکن خاصے جذباتی لہجے میں کہا۔ وہ بھول گئی تھی کہ چند لمحے پہلے اس نے کیا کہا تھا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے تمہارا دل دھڑکتا رہے گا تو تمہارے جسم میں خون بھی دوڑتا رہے گا اور تم زندہ بھی رہو گی اور تم زندہ رہو گی تو سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کی سیٹ خالی نہیں ہو گی اور صالحہ میں تو ایسی صلاحیتیں نہیں ہیں کہ وہ سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف بن سکے۔ اب تم خود بتاؤ کہ تمہارے دل کا دھڑکنا کتنا ضروری ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔

"تم۔ تم نانسنس۔ تم احمق۔ کاش تم احمق نہ ہوتے"۔ جولیا نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ اتنا غصہ۔ میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو کہاں چلنا ہے اور خبردار اگر آئندہ میرے سامنے پھر کوئی بکواس کی۔ نانسنس"...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی وہ سڑک کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اس کے اس طرح آگے بڑھ جانے پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہاری جذباتیت کام میں حارج ہوتی ہے مس جولیا اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"شٹ اپ۔ میں قطعاً جذباتی نہیں ہوں۔ سمجھے"...... جولیا نے پلٹ کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آہستہ بولو ورنہ دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ میاں بیوی کی لڑائی گھر سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ میں جا رہی ہوں میں خود ہی چیف سے بات کر لوں گی"...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے واپس مڑنے لگی۔

"مس جولیا خاموشی سے میرے ساتھ آؤ میں نے تمہیں اس لئے ڈپٹی چیف کا عہدہ یاد دلایا ہے کہ اس وقت ہم انتہائی اہم مشن پر ہیں۔ یہاں جذباتیت پورے ملک کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا جس کا پتہ کرنل پاشا نے بتایا تھا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میں سمجھی تھی"...... جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا لیکن فقرہ مکمل کئے بغیر خاموش ہو گئی۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھ کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا۔

"جی فرمائیے"...... آنے والے نے حیرت بھری نظروں سے عمران اور جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام عارف خان ہے"...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کون ہیں اور آپ مجھے کیسے جانتے ہیں"۔ آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ ہمیں اندر بیٹھنے کے لئے نہیں کہیں گے۔ ہم شریف لوگ ہیں"...... عمران نے کہا تو عارف خان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئیے تشریف لائیے"...... عارف خان نے کہا اور اندر داخل ہو کر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران اور جولیا اندر داخل ہوئے۔ یہ چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی چھوٹی کار بھی موجود تھی اور برآمدے میں ایک مقامی خاتون بھی موجود تھی۔

"آئیے"...... عارف خان نے پھاٹک کو اندر سے بند کر کے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران اور جولیا اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ عمران کی تیز نظریں ماحول کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

"یہ میری بیوی راحیلہ ہے اور آپ"...... برآمدے کے قریب پہنچ کر عارف خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گیا۔

"خاتون۔ میرا نام علی عمران ہے اور یہ مس جولیانا فٹز واٹر ہیں۔ ہمارا تعلق بلیک ایرو سے ہے"...... عمران نے راحیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بلیک ایرو۔ کیا مطلب۔ راحیلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چارلس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

"تفصیلی تعارف بھی ہو جائے گا۔ کیا آپ کی کوٹھی میں ڈرائینگ روم نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو چارلس اور راحیلہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوہ آئیے"...... عارف خان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور راحیلہ کے چہرے پر بھی ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر وہ انہیں ایک چھوٹے سے ڈرائینگ روم میں لے آئے۔

"راحیلہ مہمانوں کے لئے کچھ پینے کے لئے لے آؤ"...... عارف خان نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم بہرحال بن بلائے مہمان ہیں اس لئے آپ رہنے دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی لے آتی ہوں"۔ راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈرائینگ روم سے باہر

نکل گئی۔

"آپ ایکس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں"...... عمران نے کہا تو عارف خان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ کون ہیں۔ پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں"...... عارف خان کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

"ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خصوصی شعبے سے ہے۔ آپ اور آپ کی بیوی دونوں چھٹی پر ہیں اور کل صبح آپ نے ایکس لیبارٹری میں ڈیوٹی کرنی ہے جبکہ حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے ڈان مارک کے دو ایجنٹ یہاں آئے ہیں جن میں ایک مرد ہے اور دوسری عورت۔ مرد کا نام چارلس ہے اور عورت کا نام کیٹی ہے۔ یہ دونوں فلاکیرو بم کی مدد سے لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ دونوں بھی میاں بیوی ہیں اور آپ کے قدوقامت بھی اس چارلس اور کیٹی سے ملتے جلتے ہیں اس لئے آپ کی چیکنگ ضروری تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے راحیلہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں مشروب کے چار گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور چوتھا گلاس ہاتھ میں اٹھائے وہ عارف خان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"لیکن یہ خاتون تو غیر ملکی ہے اور کوئی غیر ملکی خاتون کیسے کسی سرکاری ایجنسی میں شامل ہو سکتی ہے"...... چارلس نے جولیا کی

طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"غیر ملکی خاتون کی چیکنگ کے لئے غیر ملکی خاتون ہی کام آ سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بہرحال آپ کی بات ٹھیک ہے ہم ایکس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور ہم تین روز کی چھٹی پر تھے اور کل ہم نے واپس ڈیوٹی پر جانا ہے"...... عارف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے ہمیں آپ کے بارے میں تسلی ہو گئی ہے۔ اب ہمیں اجازت دیں ہم نے ابھی اٹھارہ مزید افراد کو چیک کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے آپ مشروب تو لے لیں"...... عارف خان نے چونک کر کہا۔

"سوری۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ خدا حافظ۔ آؤ جولیا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پھاٹک سے نکل کر سڑک کراس کر کے کاروں کی طرف بڑھنے لگے۔

"تم نے مشروب کیوں نہیں پیا تھا۔ کوئی گڑبڑ تھی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے چلی آؤ۔ کار میں باتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا

اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے کار کا سائیڈ دروازہ کھولا اور جولیا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں اپنی کار میں آتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"بیٹھو۔ ابھی ہم نے چیکنگ کرنی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی کار میں بیٹھ گئی۔ عمران دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تھوڑا سا آگے جانے کے بعد عمران نے کار دوسری سائیڈ گلی میں روک دی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس کے اندر سے ایک جدید ڈکٹا فون رسیور نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"حیرت ہے راحیلہ کہ غیر ملکی بھی اب اس قدر خفیہ سرکاری ایجنسیوں میں شامل کئے جاتے ہیں"...... عارف خان کی آواز سنائی دی۔

"مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا عارف کہ یہ لوگ سرکاری آدمی ہو سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم چیف سیکورٹی آفیسر کرنل پاشا سے بات کر لو"...... راحیلہ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ نہیں راحیلہ۔ یہ بڑے حساس معاملات ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا ہم کسی چکر میں پھنس جائیں۔ جو بھی ہیں ہوتے رہیں"...... عارف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ بہرحال صبح ہم نے ڈیوٹی پر تو جانا ہی ہے اس لئے کیوں نہ آج کھانا باہر کھا لیں"...... راحیلہ کی آواز سنائی

دی۔

"جیسے تم کہو۔ اب ظاہر ہے تمہاری بات رد تو نہیں کر سکتا ورنہ تمہارا منہ کئی روز تک پھولا رہے گا"...... عارف خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھنے اور کرسیاں گھسیٹنے کی آوازیں سنائی دیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور آف کر دیا اور اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔

"یہ لوگ تو صاف ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات اتنے سادہ نہیں ہیں۔ بہرحال اب ہمیں مزید چیکنگ کرنا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے کہا۔

"ان کے باہر جانے کے بعد اس کوٹھی کی مکمل تلاشی لیں گے"۔ عمران نے کہا اور گاڑی آگے بڑھا دی اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ اسی سڑک پر واپس آئے اور عمران نے کار ایک درخت کی اوٹ میں اس انداز میں روک دی کہ وہاں سے وہ کوٹھی کے گیٹ پر تو نظر رکھ سکتے تھے لیکن انہیں عمومی طور پر مشکوک نہ سمجھا جا سکتا تھا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد پھاٹک کھلا اور وہی کار جو پورچ میں کھڑی تھی باہر آ کر رک گئی۔ پھر پھاٹک اندر سے بند کر دیا گیا اور چھوٹا پھاٹک کھول کر راحیہ باہر آ گئی۔ اس نے چھوٹے پھاٹک کو باہر سے تالا لگایا اور پھر کار کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے کار دائیں طرف مڑ کر آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر ایک موڑ کاٹ کر نظروں سے غائب ہو گئی۔ عمران اور جولیا خاموش بیٹھے رہے۔

"آؤ اب تک وہ کافی دور نکل گئے ہوں گے اور ان کی فوری واپسی کا کوئی سکوپ نہیں رہا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ جولیا بھی دوسری طرف سے نیچے اتری اور ایک بار پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"کوٹھی کی دیواریں زیادہ بلند نہیں ہیں۔ اس کے عقبی طرف سے اندر جانا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سائیڈ گلی سے گزر کر وہ عقبی سمت میں آئے اور چند لمحوں بعد عمران اچھل کر دیوار پر چڑھا اور اندر کود گیا۔ چونکہ وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ کوٹھی میں ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کوئی کتا ہے اس لئے وہ اطمینان سے اندر کود گیا۔ عقبی دیوار میں ایک دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور جولیا اندر آ گئی اور عمران نے دروازہ اندر سے دوبارہ بند کر دیا۔ پھر وہ دونوں سائیڈ گلی سے ہو کر سامنے کے رخ پر آ گئے اور پھر ان دونوں نے علیحدہ علیحدہ کوٹھی کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

"عمران۔ عمران"...... اچانک دور سے جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا کوئی جن بھوت نظر آ گیا ہے"...... عمران

نے تیزی سے اس طرف آتے ہوئے اونچی آواز میں کہا جدھر سے جولیا کی آواز آئی تھی۔

"تمہاری موجودگی میں جن بھوت کیسے آسکتے ہیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تمہیں بھی غائب ہو جانا چاہئے تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بھی اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ دیکھو تہہ خانے کا خصوصی راستہ"...... جولیا نے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ واقعی یہ تو خصوصی ساخت کا دروازہ ہے جو غور کئے بغیر چیک ہی نہیں ہو سکتا۔ ایسی کوٹھیوں میں عام طور پر تو ایسے تہہ خانے نہیں ہوا کرتے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے جا رہا تھا۔ جولیا اس کے عقب میں تھی تہہ خانہ خاصا بڑا تھا وہاں دیوار میں دو الماریاں تھیں اور اس کے علاوہ باقاعدہ صوفہ، میزیں اور بیڈز بھی رکھے ہوئے تھے جو صاف ستھرے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی تو اس میں نسوانی لباس لٹکے ہوئے تھے۔ پھر اس نے دوسری الماری کھولی تو اس میں مردانہ لباس موجود تھے۔ عمران نے دونوں الماریوں کی اچھی طرح تلاشی لی لیکن کوئی خاص چیز سامنے نہ آسکی۔

"اوہ۔ یہاں فرش پر خون کے دھبے موجود ہیں"...... اچانک جولیا نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا۔ جولیا ایک جگہ کھڑی براؤن رنگ کے کارپٹ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ عمران آگے بڑھا اور جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ یہاں واقعی خون کے دھبے موجود ہیں لیکن کافی پرانے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر ان دونوں نے بڑی تفصیل سے پورے تہہ خانے کی تلاشی لے ڈالی لیکن سوائے ان خون کے دھبوں کے اور کوئی مشکوک چیز انہیں نہ مل سکی تھی۔ پھر وہ تہہ خانے سے باہر آئے۔ ایک بار پھر انہوں نے پوری کوٹھی کی تلاشی لی لیکن وہاں واقعی کوئی مشکوک چیز موجود نہ تھی۔

"اوکے۔ سوائے خون کے پرانے دھبوں کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ آؤ یہ لوگ واقعی اوکے ہیں حالانکہ میری چھٹی حس ابھی تک انہیں کلیئر نہیں کر رہی لیکن اب مزید کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر تیزی سے سائیڈ گلی کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عقبی دروازہ کھول کر جولیا کو باہر بھیجا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی عمران کہ تم انہیں آخر اس حد تک کیوں مشکوک سمجھ رہے تھے"...... جولیا نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی جولیا کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"چارلس اور کیتھی دونوں غیر ملکی ہیں اور ڈان مارک کے باشندے ہیں جبکہ عارف خان اور اس کی بیوی دونوں مقامی ہیں اور ہم نے ان سے ملاقات کی ہے۔ وہ دونوں میک اپ میں بھی نہیں لگ رہے تھے۔ تم نے بھی میک اپ نہیں پہچانا۔ پھر ان کی بات چیت کا انداز، آواز، لہجہ، زبان اور لباس سب کچھ مقامی ہی تھا۔ اس کے باوجود تم نے کوٹھی کی تلاشی لینے پر اصرار کیا۔ اس کی وجہ۔ کیا کوئی غیر ملکی اس انداز میں مقامی بن سکتا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"تمہاری بات بظاہر درست ہے جولیا لیکن ہمارے پیشے میں دراصل امکانات پر ہی کام کیا جاتا ہے۔ ہم بھی تو غیر ممالک میں جا کر ایسے ہی کام کرتے ہیں اور وہاں ہمیں چیک نہیں کیا جا سکتا۔" عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب مزید کیا کام رہ گیا ہے۔ ارے۔ اوہ۔ وہ ڈکٹا فون۔ کیا وہ اب بھی وہاں ہے یا تم نے اتار لیا ہے"...... جولیا نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے چونک کر کہا۔

"وہ میری جیب میں ہے۔ بہرحال اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے اس لئے اب واپس ہی جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر مجھے میری کار تک پہنچا دو۔ وہ کافی فاصلے پر ہے"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر خاصا الجھا ہوا ہے۔

"تمہاری بات درست ثابت ہوئی چارلس۔ ان لوگوں نے واقعی یہاں کی تلاشی لی ہے"...... کیتھی نے کہا تو چارلس بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے یقین تھا کہ ایسا ہی ہو گا اور میں نے اس لئے جان بوجھ کر انہیں تلاشی لینے کا موقع دیا تھا تاکہ وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائیں"...... چارلس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جبکہ ڈکٹا فون پر ہم نے جو بات چیت کی تھی اس سے میرا بھی خیال تھا کہ وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ بہرحال اچھا ہوا کہ انہیں کچھ نہ مل سکا"...... کیتھی نے جواب دیا۔

"عمران کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ پوری طرح مطمئن نہیں ہے اور پھر وہ جس انداز میں مشروب چھوڑ کر گیا تھا اس سے یہ بات کنفرم ہو گئی تھی۔ اب اسے کیا معلوم کہ فلاکیرو ہم: عارف خان اور

راحیلہ دونوں کی لاشیں ہماری کار میں ہمارے ساتھ گئی تھیں اور وہ انہیں یہاں تلاش کرتے رہے۔ ویسے تم نے لاشوں کو ہوٹل کی پارکنگ میں چھوڑ کر خاصا رسک لیا تھا"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک کوئی خاص مخبری نہ ہو کوئی رسک نہیں ہوتا۔ تم تو کہہ رہی تھی کہ میں انہیں کسی جگہ پھینک دوں لیکن اگر ان کی کسی بھی وجہ سے چیکنگ ہو جاتی تو ہمارا مشن ناکام ہو جاتا اس لئے میں نے انہیں ساتھ رکھا اور اب وہ تہہ خانے میں پڑی رہیں گی"...... چارلس نے جواب دیا اور کیٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب صبح کو اصل آزمائش سامنے آئے گی چارلس۔ میرے ذہن میں ایک اور خدشہ سر اٹھا رہا ہے"...... کیٹی نے کہا۔

"کون سا"...... چارلس نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ اگر وہاں حفاظتی نظام بدل دیا گیا ہے یا کوئی خصوصی چیکنگ کی گئی تو پھر"...... کیٹی نے کہا۔

"ہم دونوں ان کے آدمیوں کے روپ میں ہیں اور عمران جیسے آدمی نے اگر ہمیں نہیں پہچانا تو وہ لوگ بھی نہیں پہچان سکتے اور عارف خان اور راحیلہ دونوں سے ہم نے وہ سب کچھ معلوم کر لیا ہے جس کی ہمیں وہاں ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے مطمئن رہو۔ ہم کسی صورت بھی چیک نہیں ہو سکتے۔ بے فکر ہو جاؤ"...... چارلس نے کہا اور کیٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دوسرے روز صبح سویرے وہ دونوں تیار ہو کر کوٹھی سے کار میں نکلے اور اس سڑک کی طرف بڑھتے

لگے جس پر ایکس لیبارٹری تھی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی طویل مسافت طے کر کے وہ ایک گتا بنانے والی فیکٹری کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ یہ عام سی فیکٹری تھی لیکن چارلس اور کیٹی دونوں کو معلوم تھا کہ اس عام سی فیکٹری کے نیچے خفیہ ایکس لیبارٹری ہے۔ چونکہ وہ عارف خان اور اس کی بیوی سے پہلے ہی سب کچھ معلوم کر چکے تھے اس لئے انہیں راستے میں کہیں بھی کوئی الجھن پیش نہ آئی اور وہ اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہو کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے اور وہ اس انداز میں کام کر رہے تھے کہ کسی کو بھی ان پر شک نہ ہو سکتا تھا۔ پھر لنچ بریک ہوا تو سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر ایک طرف بنی ہوئی کنٹین کی طرف بڑھ گئے اور پھر چارلس کو موقع مل گیا کہ وہ فلا کیرو بم اس مین مشین میں ایک مخصوص جگہ پر نصب کر دے۔ ایسا کر لینے کے بعد وہ بھی کنٹین کی طرف بڑھ گیا۔ کیٹی پہلے ہی کنٹین پر جا چکی تھی لیکن ابھی چارلس کنٹین میں آ کر کیٹی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک نائب قاصد تیزی سے قریب آیا۔

"عارف خان آپ کو اور راحیلہ کو کرنل پاشا صاحب نے کال کیا ہے۔ آپ لنچ کر کے ان کے آفس پہنچ جائیں"...... نوجوان نائب قاصد نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"...... چارلس نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور نائب قاصد واپس چلا گیا اور وہ دونوں لنچ میں مصروف

ہو گئے۔

"کیا کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے"...... اچانک ساتھ بیٹھی ہوئی کینی نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مطمئن رہو۔ سب اوکے ہو جائے گا"...... چارلس نے کہا اور کینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لنچ کرنے کے بعد وہ دونوں چیف سکورٹی آفیسر کرنل پاشا کے آفس میں پہنچ گئے۔ کرنل پاشا اپنے آفس میں موجود تھے۔

"آؤ عارف خان اور راحیلہ۔ بیٹھو۔ میں نے تم دونوں سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"...... کرنل پاشا نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... عارف خان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا جبکہ کینی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم دونوں کی چھٹیاں کیسی گزری ہیں"...... کرنل پاشا نے کہا۔

"چند نجی معاملات نمٹانے تھے سر اور وہ نمٹ گئے اس لئے ظاہر ہے اچھی ہی گزری ہیں"...... چارلس نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ سکورٹی سخت کر دی گئی ہے کیونکہ وہ غیر ملکی ایجنٹ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ چکے

ہیں"...... کرنل پاشا نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کل شام ملٹری انٹیلی جنس کے کسی خصوصی شعبے کے دو افراد جن میں سے ایک مقامی نوجوان تھا اور اس کے ساتھ ایک غیر ملکی لڑکی تھی ہماری کوٹھی پر آئے تھے۔ انہوں نے ہم سے بات کی تھی۔ میں اور راحیلہ تو اس بات پر بے حد حیران ہوئے تھے کہ کوئی غیر ملکی لڑکی آخر کس طرح اس قدر اہم اور خفیہ ایجنسی میں کام کر سکتی ہے لیکن ہم کیا کہہ سکتے تھے۔ یہ حکومت کے سوچنے کی بات ہے"...... چارلس نے کہا تو کرنل پاشا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا نام بتایا تھا انہوں نے"...... کرنل پاشا نے چونک کر پوچھا۔

"مرد نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا اور اس غیر ملکی لڑکی کا نام جولیانا فٹزواٹر بتایا گیا تھا"...... چارلس نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو علی عمران تمہارے پاس گیا تھا۔ کیوں۔ اسے کوئی شک پڑا تھا"...... کرنل پاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر۔ بس اچانک کال بیل بجی اور وہ دونوں آ گئے اور پوچھ گچھ کر کے واپس چلے گئے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا پوچھا تھا انہوں نے"...... کرنل پاشا نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور چارلس نے ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

"کیا انہوں نے تمہاری رہائش گاہ کی تلاشی بھی لی تھی"۔ کرنل

پاشا نے پوچھا۔

"تلاشی۔ نہیں۔ کیوں۔ تلاشی وہ کیوں لیتے"...... چارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ کام کرو"...... کرنل پاشا نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر مڑ کر وہ آفس سے باہر آ گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور پھر زیر لب مسکرا دیئے۔ ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جولیا نے رپورٹ دی ہے کہ عارف خان اور اس کی بیوی پر شک غلط ثابت ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے حالانکہ میری چھٹی حس ابھی تک مطمئن نہیں ہوئی لیکن اب لگتا ہے کہ میری چھٹی حس ایک ہی کلاس میں پڑھتے پڑھتے بور ہو گئی ہے اس لئے اب اسے ساتویں جماعت میں بٹھانا ہی پڑے گا چاہے سفارش ہی کیوں نہ کرانی پڑے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"چھٹی حس دراصل لاشعور میں موجود خدشات کی بنیاد پر کام

کرتی ہے اور ضروری تو نہیں ہے کہ لاشعور میں موجود خدشات درست ہی ثابت ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"دیکھو۔ بہرحال میں نے صبح فلیٹ سے فون کر کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل پاشا کو کہہ دیا تھا کہ وہ عارف خان اور اس کی بیوی دونوں کی خصوصی چیکنگ کرے۔ ان کی نگرانی کرائے اور ان کی گاڑی کی بھی تلاشی لے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بات سامنے آ جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا ابھی تک اس کی کوئی رپورٹ نہیں ملی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے اسے خود کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی مشکوک بات ہو تو وہ میرے فلیٹ پر فون کر لے ورنہ صرف اوکے کی رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے اور اب تو وہاں شفٹ تبدیل ہونے کا وقت بھی قریب ہے۔ اب تک اس کے فون نہ آنے کا مطلب یہی ہے کہ کوئی مشکوک بات نہ تھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ دونوں ایجنٹ آخر غائب کہاں ہو گئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی رپورٹ سیکرٹ سروس کی طرف سے نہیں آئی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک سب انہیں تلاش کرنے میں مصروف ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کرنل پاشا سے بات کر لی جائے تاکہ کم از کم عارف خان والا باب تو بند ہو سکے اور میں کسی اور طرف توجہ کر سکوں"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکس لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاشا سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کرنل پاشا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل پاشا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے عارف خان اور اس کی بیوی کے بارے میں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوکے ہے سر۔ میں نے خصوصی طور پر ان کی چیکنگ کرائی ہے۔ ان کی کار بھی چیک کرائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نگرانی بھی کرائی ہے۔ اس کے بعد لنچ کے وقت میں نے ان دونوں کو اپنے آفس میں بلوا کر ان سے باتیں بھی کی ہیں۔ انہوں نے آپ کی ان کی کوٹھی میں آمد اور پھر واپسی کے بارے میں بھی از خود سب کچھ تفصیل بتایا ہے۔ میں نے آپ کے کہنے پر کوٹھی کی تلاشی کی بات کی تھی لیکن انہیں اس تلاشی کا کوئی علم نہ تھا"...... کرنل پاشا نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ ڈیوٹی پر کام کر رہے ہیں"...... آدھے گھنٹے بعد شفٹ تبدیل ہو گی"...... کرنل پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کوئی مشکوک بات"...... عمران نے کہا۔

"نو سر۔ سب اوکے ہے اور ہر لحاظ سے ہم پوری طرح الرٹ ہیں"...... کرنل پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہم غلط ٹریک پر کام کر رہے ہیں۔ بہرحال اب سوائے اس کے کہ چارلس اور کیٹی کو تلاش کیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اس بلیک ایرو کے بارے میں کسی قسم کا کوئی ورک نہیں کیا۔ ڈان مارک کو آخر کیا ضرورت ہے کہ وہ پاکیشیا کی لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے ایجنٹ بھیجے"...... بلیک ایرو نے کہا۔

"میں پہلے ان دونوں ایجنٹوں کو کور کرنا چاہتا ہوں تاکہ لیبارٹری محفوظ رہ سکے۔ باقی اس ایجنسی کے بارے میں کام تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ وہی چارلس اور کیٹی بھی بہت کچھ بتا دیں گے۔ ویسے میں نے سر سلطان سے اس بارے میں بات کی تھی۔ سر سلطان نے مجھے بتایا ہے کہ ڈان مارک کے اسرائیل حکومت سے

خاصے اچھے اور گہرے تعلقات ہیں اور پھر ایرو میزائل پر اسرائیل میں ہی کام ہو رہا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ مشن اصل میں اسرائیل کا ہو گا اور انہوں نے خود سامنے آنے کی بجائے ڈان مارک کی ایجنسی کو سامنے کیا ہے تاکہ ہمیں شک نہ پڑ سکے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر۔ رات کو عمران کے ساتھ میں جس کوٹھی میں گئی تھی وہاں سے پولیس نے عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشیں دریافت کی ہیں۔ انہیں گولی ماری گئی ہے اور پولیس کے مطابق ان کی لاشیں تہہ خانے میں موجود تھیں"...... جولیا نے کہا تو عمران کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو تو جولیا کی رپورٹ سن کر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا تھا۔

"کیسے اطلاع ملی ہے"...... عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کار پر پرنس روڈ پر جا رہی تھی کہ سڑک فون کیبل کی کھدائی کی وجہ سے بند تھی۔ متبادل راستہ ممتاز کالونی کی طرف سے جاتا تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے گزری تو عارف خان کی کوٹھی کے سامنے پولیس اور لوگوں کو دیکھ کر میں اس لئے رک گئی کہ رات کو اس کوٹھی پر میں عمران کے ساتھ عارف خان اور اس کی بیوی کی راحیہ

سے مل چکی تھی۔ جب میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوٹھی بند تھی لیکن ہمسایہ کوٹھی کے چوکیدار کا کتا ایک بلی کا تعاقب کرتا ہوا اس کوٹھی میں گیا اور پھر جب وہ واپس ملحقہ کوٹھی میں پہنچا تو اس کے منہ میں انسانی پنجے کے ٹکڑے تھے جس پر چوکیدار بوکھلا گیا۔ اس نے کتے کو پکڑ لیا۔ کوٹھی کے مالکان کو جب پتہ چلا تو انہوں نے پولیس کو اطلاع کر دی۔ پولیس آئی اور کوٹھی میں داخل ہوئی تو تہہ خانے میں عارف خان اور اس کی بیوی راحیلہ کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں۔ خونخوار کتے نے عارف خان کے ایک ہاتھ کا پنجہ نوچ لیا تھا۔ ہمسایوں نے تصدیق کر دی کہ یہ دونوں لاشیں عارف خان اور اس کی بیوی کی ہیں"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"اسی کالونی کے آخری چوک پر واقع پبلک فون بوتھ سے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم وہیں رکو میں صفدر کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ عارف خان اور اس کی بیوی لیبارٹری میں موجود ہیں۔ وہاں سے انہیں کور کیا جائے گا لیکن اگر وہ وہاں سے نکل گئے تو لازماً وہ کوٹھی پر واپس آئیں گے۔ تم نے انہیں بے ہوش کر کے گرفتار کرنا ہے"...... عمران نے تیز لیکن مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں ایجنٹ ان کے روپ میں گئے ہیں"...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"چیف کالنگ۔ اوور"...... فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر اٹنڈنگ سر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد صفدر کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی البتہ اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"جولیا ممتاز کالونی کے آخری چوک پر کسی پبلک فون بوتھ کے قریب موجود ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو۔ جولیا تمہیں کام کے بارے میں بریف کر دے گی۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکس لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ اور آواز پہلے بولنے والے سے مختلف تھا۔

"کرنل پاشا سے بات کرائیں میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"شفٹ تبدیل ہو چکی ہے جناب اور کرنل پاشا صاحب چلے گئے ہیں۔ اب ان کی جگہ کرنل اعظم صاحب موجود ہیں۔ اگر آپ کہیں تو ان سے بات کرا دوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا پہلی شفٹ کے سب لوگ جا چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ کافی دیر ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرنل اعظم سے بات کراؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل اعظم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سیکنڈ شفٹ کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اعظم کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں کرنل اعظم۔ نمائندہ خصوصی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"فرسٹ شفٹ میں مین مشین پر کام کرنے والا ٹیکنیشن عارف خان اور اسی شعبے میں کام کرنے والی سپروائزر اس کی بیوی راحیلہ دونوں ایجنٹ تھے۔ کرنل پاشا انہیں چیک نہیں کر سکا۔ تم فوراً اس مشین کو چیک کراؤ جس میں عارف خان کام کر رہا تھا۔ اس نے لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے لازماً اس مشین میں بم لگایا ہو گا۔ جلدی چیک کرو۔ میں پندرہ منٹ بعد دوبارہ فون کروں گا۔ جلدی۔ فوراً"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بیری بیڈ۔ اگر لیبارٹری تباہ ہو گئی تو ہم سب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران بڑی بے چینی سے بار بار سامنے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر

پندرہ منٹ گزرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا رپورٹ ہے کرنل اعظم"...... کرنل اعظم سے رابطہ ہوتے ہی عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"سر نہ صرف مین مشین کو بلکہ اس شعبے کی تمام مشینوں کو چیک کر لیا گیا ہے۔ وہ سب اوکے ہیں۔ ان میں سے کسی میں کوئی بم نہیں ہے میں نے لیبارٹری کی تمام مشینوں کی چیکنگ کا حکم دے دیا ہے لیکن اس میں کافی دیر لگ جائے گی۔ بہرحال مین مشین محفوظ ہے"...... کرنل اعظم نے کہا۔

"کس طرح چیکنگ کی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر سپیشل ڈکٹیٹر سے چیکنگ کی گئی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ فلا کیرو بم کو سپیشل ڈکٹیٹر چیک نہیں کر سکتا۔ اس مشین کو کھول کر اسے چیک کیا جائے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"نو سر۔ اس مشین کو نہ بند کیا جا سکتا ہے اور نہ کھولا جا سکتا ہے ورنہ پوری لیبارٹری جام ہو جائے گی اور سب کچھ تباہ ہو جائے گا"...... کرنل اعظم نے جواب دیا۔

"اس کے وہ پارٹس کھولے جائیں جو آسانی سے کھل سکتے ہوں۔ فلا کیرو بم بہرحال اس ایجنٹ نے بھی اسے کھول کر ہی اندر لگایا ہو

گا۔ باہر تو نہیں چھپا دیا ہو گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ ایسا کر کے چیک کیا گیا ہے۔ جو پارٹس کھل سکتے ہیں انہیں کھول کر چیک کیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر اعظم نے کہا تو عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیا انہوں نے فلا کیرو بم نصب نہیں کیا۔ کیا وہ آج صرف اعتماد بڑھانے کے لئے وہاں گئے تھے"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن آپ نے تو خود کوٹھی کی اور تہہ خانے کی بھی تلاشی لی تھی۔ اس وقت تو لاشیں سامنے نہیں آئی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان دونوں نے واقعی بڑی ذہانت سے ہمیں چکر دیا ہے۔ ڈکٹا فون انہوں نے چیک کر لیا اس لئے انہوں نے باہر جانے کی بات کی تھی تاکہ ہم کوٹھی کی تلاشی ان کی عدم موجودگی میں لے کر مطمئن ہو سکیں اور پھر کار میں وہ لاشیں اور فلا کیرو بم ساتھ لے گئے اور ہم تلاشی لے کر ٹھنڈے ٹھنڈے واپس آ گئے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا گیا ہے۔ بہرحال وہ واپس تو اس کوٹھی میں ہی آئیں گے۔ جولیا اور صفدر انہیں کور کر لیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس قدر ذہین ایجنٹ آسانی سے قابو نہیں آئیں گے۔ مجھے خود وہاں جانا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر انتہائی تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چارلس اور کیٹی دونوں کار میں سوار فیکٹری سے نکل کر واپس شہر کی طرف جا رہے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر انتہائی اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم کب اس لیبارٹری کو تباہ کرو گے۔ کیا شہر پہنچ کر"...... کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا ڈی چارجر تو کوٹھی میں ہے۔ میرے پاس نہیں ہے"...... چارلس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہاں کیوں چھوڑ آئے تھے۔ کار میں رکھ لیتے"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔ کار بھی چیک ہو سکتی تھی"...... چارلس نے جواب دیا۔

"لیکن اگر کسی بھی وجہ سے کوٹھی کو چیک کر لیا گیا تب"۔ کیٹی نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو لامحالہ اب تک لیبارٹری میں اطلاع پہنچ چکی ہوتی۔ ویسے اس کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ عمران اور اس کی ساتھی عورت مکمل تلاشی کے بعد مطمئن ہو کر واپس جا چکے ہیں اس لئے اب سب سے محفوظ جگہ یہی کوٹھی ہی ہے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہماری باقاعدہ نگرانی ہوتی رہی ہے"۔ کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے اسی لئے تو میں بے حد محتاط رہا تھا۔" چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن نگرانی کا عمل بتا رہا ہے کہ ان کا شک ابھی دور نہیں ہوا"۔ کیٹی نے کہا۔

"عمران سیکرٹ ایجنٹ ہے جس طرح ہماری چھٹی حس کام کرتی ہے اسی طرح اس کی بھی کرتی ہو گی"...... چارلس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیٹی بے اختیار مسکرا دی۔

"اور اگر اس چھٹی حس کی بنا پر وہ کوٹھی پر ہماری عدم موجودگی میں پہنچ گیا تب"...... کیٹی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں واقعی چیک کر لینا چاہئے"...... چارلس نے کہا اور پھر تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد اس نے پبلک فون بوتھ کے قریب کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر فون پیس میں

ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے کوٹھی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور رسیور اٹھتے ہی چارلس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہیلو۔ میں اعظم بول رہا ہوں۔ عارف خان سے بات کرائیں"۔ چارلس نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"عارف خان اور اس کی بیوی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں، پولیس آفیسر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیسے۔ کب۔ وہ تو اس وقت اپنے کام سے واپس آتے ہیں"۔ چارلس نے کہا۔

"ان کی لاشیں ملی ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ کام سے واپس آتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لاشیں ملی ہیں کوٹھی پر۔ کیسے"...... چارلس نے حیران ہو کر پوچھا تو دوسری طرف سے ہمسائے کے کتے کا بلی کے تعاقب میں کوٹھی میں جانے اور پھر لاشیں ملنے تک کی تفصیل بتا دی گئی۔

"اوہ۔ ویری سیڈ"...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بوتھ سے باہر آیا اور پھر اپنی کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا"۔ کیتھی نے اس کا چہرہ دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ثابت ہوئی ہے۔ کوٹھی پر پولیس موجود ہے۔ عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشیں مل چکی ہیں"...... چارلس نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کس طرح"...... کیتھی نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا تو چارلس نے پولیس آفیسر سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ پھر تو عمران تک اطلاع پہنچ چکی ہو گی اور وہ لیبارٹری سے فلا کیرو ہم بھی علیحدہ کر لیں گے اور پورے دارالحکومت میں ہماری تلاش شروع ہو گئی ہو گی"...... کیتھی نے کہا۔

"ہم تو علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بارے میں بے فکر رہو۔ میں نے اسے مین مشین کے اس حصے میں سیٹ کیا ہے کہ جب تک مین مشین کو بند کر کے پوری طرح کھولا نہ جائے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ عارف خان سے میں نے اس مشین کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی تھی اور مین مشین بند نہیں ہو سکتی ورنہ اب تک کا سارا کام تباہ ہو جائے گا البتہ اب ہمیں یہ کار بھی چھوڑنا ہو گی اور میک اپ بھی تبدیل کرنا ہو گا"...... چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر جانے والی ایک تنگ سی سڑک پر کار موڑ دی۔ یہ سڑک کافی آگے جا کر ایک زرعی فارم تک پہنچ گئی۔ یہ زرعی فارم خاصا جدید سا تھا۔ اس کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر موجود ایک جیپ صاف نظر آ رہی تھی۔ چارلس نے کار پھاٹک کے باہر روکی اور کیتھی کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

کیٹی بھی دوسری طرف سے نیچے اتری اور پھر ابھی وہ دونوں پھاٹک کی طرف بڑھے ہی تھے کہ اندر سے ایک نوجوان جوڑا باہر آ گیا۔ وہ حیرت سے چارلس اور کیٹی کو دیکھ رہے تھے۔

" میرا نام عارف خان ہے اور یہ میری بیوی ہے راحیلہ۔ میری بیوی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے اور ہمیں پانی کی اشد ضرورت ہے۔ کیا پانی مل جائے گا"...... چارلس نے کہا تو کیٹی نے اس کی بات سنتے ہی اپنے چہرے پر تکلیف کے تاثرات پیدا کر لیے۔

" اوہ ہاں۔ آئیے آئیے۔ میرا نام عباس ہے اور یہ میری بیوی ہے نسرین۔ آئیے "...... اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا جبکہ اس کی بیوی نسرین فوراً ہی گلاس میں پانی لے آئی جسے راحیلہ نے پی لیا۔

" بے حد شکریہ۔ لیکن آپ یہاں اکیلے ہیں۔ آبادی سے دور"۔ چارلس نے کہا۔

" یہ زرعی فارم میرے والد کا ہے۔ وہ ان دنوں بیمار ہیں اس لئے ہمیں یہاں دوسرے تیسرے روز آنا پڑتا ہے تاکہ ارد گرد موجود اراضی کی دیکھ بھال کا جائزہ لے سکیں"...... عباس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس فارم میں تو آپ کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آ رہا"۔ چارلس نے کہا۔

" ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے آدمی ہمیں رپورٹ دے کر جا چکے ہیں اور ہم واپس جا رہے تھے کہ آپ تشریف لے آئے"...... عباس نے جواب دیا۔

" تو کیا یہ زرعی فارم ویسے ہی خالی پڑا رہتا ہے حالانکہ اس میں تو خاصا قیمتی سامان ہے"...... چارلس نے کہا۔

" دن کے وقت یہاں کسی نے آنا ہے البتہ رات کو یہاں چوکیدار آ جاتا ہے"...... عباس نے کہا۔

" آپ کیا کرتے ہیں اور آپ کی رہائش کہاں ہے"...... چارلس نے پوچھا۔

" سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہماری کوٹھی ہے عباس ولا۔ وہاں ہم اپنے والد اور ملازموں کے ساتھ رہتے ہیں۔ انٹرنیشنل پلازہ میں ہماری کارپوریشن کا آفس ہے۔ عباس انٹرنیشنل ٹریڈرز کے نام سے۔ ہم غیر ممالک سے بچوں کے مشینی کھلونے درآمد کرتے ہیں"۔ عباس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب اجازت دیں۔ میری بیوی اب ٹھیک ہے"...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو ہم مزید کچھ دیر رہ سکتے ہیں"۔ عباس نے کہا۔

" نہیں جناب۔ شکریہ"...... چارلس نے کہا اور پھر واپسی کے لئے مڑ گیا۔ کیٹی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

" کچھ دیر رک جاؤ عارف خان۔ ابھی میری طبیعت ٹھیک نہیں

ہے"...... کیتھی نے کہا تو چارلس مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو عباس چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا جبکہ دوسرے لمحے خاموش کھڑی ہوئی نسرین کا بھی یہی حشر ہوا۔ اس پر کیتھی نے حملہ کیا تھا اور پھر ان دونوں نے انہیں چند لمحوں میں ہی بے ہوش کر دیا۔

"تم اسے اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں لے جاؤ اور اس کا لباس پہن لو۔ میں اس دوران عباس کا لباس پہن لیتا ہوں"...... چارلس نے کہا۔

"لیکن میک اپ باکس تو ہے نہیں"...... کیتھی نے کہا۔

"کار میں ایمرجنسی میڈیکل باکس میں ماسک باکس موجود ہے۔ میں نے ہنگامی حالات کے لئے اسے اس انداز میں چھپا کر رکھا ہے کہ چیکنگ بھی نہ ہو سکے اور بوقت ضرورت کام بھی آ سکے۔ تم پانی سے چہرہ اور بال واش کر لینا تاکہ موجودہ میک اپ واش ہو سکے"۔ چارلس نے کہا تو کیتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو چارلس تیزی سے مڑ کر بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا تاکہ اپنی کار کو فارم کے اندر لے آ کر کہیں چھپا دے۔ اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری سے شہر کے راستے میں ہر جگہ کو باقاعدہ چیکنگ کیا جائے گا لیکن وہ فوری طور پر اسے بہرحال چھپانا چاہتا تھا۔ باہر نکل کر اس نے پہلے فارم کا جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ عقبی طرف باقاعدہ ایک گیراج بھی موجود تھا جو خالی تھا۔ چارلس فارم سے باہر گیا اور کار سٹارٹ کی اور اسے اندر لے آ کر اس نے اسے خالی گیراج میں کھڑا کیا اور پھر نیچے اتر کر اس نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے چھوٹا سا ایمرجنسی میڈیکل باکس اٹھایا۔ اسے کھول کر اس میں موجود ماسک میک اپ باکس نکالا اور پھر میڈیکل باکس کو واپس رکھ کر اس نے سیٹ بند کی اور کار کا دروازہ بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اندرونی کمرے میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے کیتھی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ اپنے اصل چہرے میں تھی۔ البتہ لباس اس نے عباس کی بیوی نسرین کا پہنا ہوا تھا۔

"اس نسرین کا کیا کیا تم نے"...... چارلس نے ماسک میک اپ باکس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ختم کر دیا ہے"...... کیتھی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میک اپ کرو۔ میں اپنا میک اپ واش کر کے آتا ہوں"...... چارلس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پانی کی مدد سے اپنا چہرہ اور بال واش کئے اور پھر باہر آ کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش عباس کا لباس اتارا اور پھر اپنا لباس اتار کر اس نے اسے ایک طرف ڈال دیا اور عباس کا لباس پہننے میں مصروف ہو گیا۔ چونکہ وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ اس کا قد و قامت عباس سے تقریباً ملتا جلتا ہے اس لئے لباس بہرحال اسے پورا آ جائے گا وہی ہوا۔ عباس اب فرش پر بنیان اور انڈرویئر میں بے ہوش پڑا

ہوا تھا۔

"اسے تمہارا لباس پہنا دیا جائے یا ویسے ہی پڑا رہے"...... کیٹی نے میک اپ باکس واپس چارلس کو دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے نسرین کو اپنا لباس نہیں پہنایا"...... چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں"...... کیٹی نے حیران ہو کر کہا۔

"جا کر اسے اپنا لباس پہنا دو پھر ہم ان دونوں کے چہرے مسخ کر کے انہیں یہاں ڈال دیں گے ورنہ یہ فوری چیک ہو جائیں گے اور اگر یہ بے لباس ہوئے تو سب سمجھ جائیں گے کہ ہم ان کے لباس پہن کر گئے ہیں"...... چارلس نے کہا تو کیٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔

"تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مقامی میک اپ میں عباس کی جیپ میں سوار ہو کر زرعی فام سے نکلے اور تیزی سے مین روڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ان کے آدمیوں نے اگر ہمیں چیک کر لیا تب۔ کیونکہ ہم بہرحال ان کے میک اپ میں تو نہیں ہیں"...... کیٹی نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم شہر پہنچ کر یہ جیپ چھوڑ دیں گے اور میک اپ بھی تبدیل کر لیں گے۔ مسئلہ صرف وہاں تک حفاظت سے پہنچنے کا ہے"...... چارلس نے کہا اور کیٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار ممتاز کالونی میں واقع عارف خان کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر روکی اور پھر وہ نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا قریب آ گیا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ بھی ان لوگوں کے لئے آئے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ جولیا کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ عقبی طرف ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کوٹھی میں کوئی ہے یا خالی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک پولیس مین موجود ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ تم اپنی ڈیوٹی دو۔ میں اندر جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ ابھی عمران قریب پہنچا ہی تھا کہ پولیس کا

ایک نوجوان سپاہی باہر آ گیا۔

"تمہاری ڈیوٹی ہے یہاں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک شناختی کارڈ نکال لیا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کون ہیں"...... پولیس مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آفیسر سپیشل پولیس"...... عمران نے شناختی کارڈ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر"...... پولیس مین نے باقاعدہ سلام کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی فون کال تو نہیں آئی تھی"...... عمران نے شناختی کارڈ کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"جی ایک کال آئی تھی۔ کوئی اعظم صاحب عارف خان کو پوچھ رہے تھے"...... پولیس مین نے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیا جواب دیا"...... عمران نے پوچھا تو پولیس مین نے پوری تفصیل بتا دی۔

"تمہیں یہاں کیوں رکھا گیا ہے۔ کیا کسی نے آنا ہے"۔ عمران نے کوٹھی کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ انسپکٹر صاحب نے آنا ہے۔ وہ معائنہ کریں گے"۔ پولیس مین نے بھی اس کے پیچھے کوٹھی کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"لاشیں کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی وہ تو پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوا دی گئی ہیں"...... پولیس مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم یہیں رکو میں نے کوٹھی کی تلاشی لینی ہے"۔ عمران نے کہا اور پولیس مین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ فون کال چارلس کی طرف سے کی گئی ہو گی اور اب ان کی واپسی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی لیکن اسے خیال آیا تھا کہ اگر چارلس نے وہاں فلا کیرو بم نصب نہیں کیا تو وہ لازماً کوٹھی میں ہی ہو گا اس لئے اس نے کوٹھی کی تلاشی کی بات کی تھی۔ وہ تہہ خانے میں پہنچ گیا اور اس نے ایک بار پھر تلاشی لینا شروع کر دی لیکن تہہ خانے میں فلا کیرو بم وغیرہ کچھ نہ مل سکا تو باہر آ گیا اور پھر اس نے کوٹھی کے باقی کمروں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن یہاں بھی اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ ہاتھ جھٹکتا ہوا باہر آ گیا۔ پولیس مین وہاں موجود تھا۔

"تلاشی بے کار ثابت ہوئی ہے اس لئے اب میں جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پولیس مین اس کے پیچھے آیا اور پھر اس نے باہر نکل کر عمران کو سلام کیا اور عمران سر ہلاتا ہوا سڑک پار کر کے دوسری طرف اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب لیبارٹری جانا چاہتا تھا لیکن کار کے قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا تو ایک درخت کی اوٹ

سے صفدر نکل کر اس کی طرف بڑھ آیا۔

"آپ نے اندر کافی دیر لگا دی عمران صاحب"...... صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں کوٹھی کی تلاشی لے رہا تھا کہ شاید کوئی خاص چیز سامنے آ جائے۔ ویسے اب تمہارا یہاں رہنا بے کار ہے کیونکہ اب وہ یہاں نہیں آئیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا تو عمران نے اسے فون کال کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اس پولیس مین نے کام خراب کر دیا۔ اگر کال اٹنڈ نہ ہوتی تو وہ لازماً واپس آتے۔ اب تو انہیں ایک بار پھر تلاش کرنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ تم جولیا کو بھی بتا دو۔ اب تمہارا یہاں رہنا بے کار ہے البتہ جولیا سے کہہ دینا کہ وہ چیف کو رپورٹ دے دے"۔ عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے مڑ کر ممتاز کالونی کے بیرونی راستے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایک چوک پر پہنچ کر اس نے کار کا رخ لیبارٹری کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ وہ چونکہ ایک بار وہاں جا کر انتظامات کا جائزہ لے چکا تھا اس لئے اسے سارے سیٹ اپ کا علم تھا لیکن اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ چارلس اور کیٹی نے واقعی اسے چکرا کر رکھ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری پہنچ گیا اور پھر شناخت کے مرحلوں سے گزر کر وہ چیف سیکورٹی آفیسر کرنل اعظم کے آفس پہنچ گیا۔

"عمران صاحب۔ لیبارٹری کی تمام مشینری چیک کر لی گئی ہے۔ سب اوکے ہے"...... کرنل اعظم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ انتظامات کی چیکنگ کے وقت کرنل اعظم کے ساتھ ساتھ کرنل پاشا کو بھی کال کر لیا گیا تھا اس لئے وہ عمران کو پہچانتا تھا۔

"میرے ساتھ چل کر مجھے وہ مشین دکھائیں۔ میں خود اسے چیک کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو کرنل اعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مین شعبے میں پہنچ گئے جس مشین پر عارف خان کام کرتا تھا۔ یہ ایک بڑی مشین تھی جو دیوار سے ذرا ہٹ کر فرش پر موجود تھی۔ اس کے تین اطراف میں جالی لگی ہوئی تھی۔

"کیا یہ جالیاں ہٹ سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"صرف عقبی جالی ہٹائی جا سکتی ہے۔ سائیڈ کی جالیاں نہیں ہٹائی جا سکتیں"...... کرنل اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ عقبی جالی ہٹواؤ"...... عمران نے کہا اور کرنل اعظم کے حکم پر وہاں موجود ٹیکنیشن نے جالی ہٹائی۔ عمران نے بغور اندرونی جگہ کی چیکنگ کی لیکن وہاں کسی قسم کا کوئی بم نہ تھا۔ عمران جانتا تھا کہ فلا کیرو بم ایک بڑے کیپسول جتنا ہوتا ہے اور وہ اس جالی کے سوراخوں سے بھی اندر نہیں ڈالا جا سکتا اور چونکہ عارف

خان کی نگرانی ہو رہی تھی اس لئے ظاہر ہے اگر وہ جالی وغیرہ کھولتا تو لازماً چیک کر لیا جاتا۔ اس نے بغور مشین کا ہر طرف سے جائزہ لینا شروع کر دیا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ کہیں اس بم کو نصب کرنے کی کوئی گنجائش موجود ہے یا نہیں۔ بغور جائزہ لینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ایسی کوئی جگہ نہیں تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ کرنل اعظم کے ساتھ واپس اس کے آفس میں آ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب کہ آپ اس قدر الجھے ہوئے ہیں۔ کیا عارف خان اور اس کی بیوی نے کوئی خاص حرکت کی ہے"۔ کرنل اعظم نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ کو علم نہیں ہو سکا اب تک کہ عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشیں ان کی رہائش گاہ سے پولیس کو مل چکی ہیں"۔ عمران نے کہا تو کرنل اعظم بے اختیار اچھل پڑا۔

"کب۔ کب کی بات کر رہے ہیں آپ"...... کرنل اعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب عارف خان اور اس کی بیوی یہاں کام کر رہے تھے۔ تب مجھے اطلاع ملی تو میں نے آپ کو فون کیا۔ آپ نے بتایا کہ وہ جا چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ لاشیں کس کی تھیں"...... کرنل اعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اصل عارف خان اور اس کی بیوی کی۔ یہاں غیر ملکی ایجنٹ

چارلس اور کیٹی ان کی جگہ موجود رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہاں تو ان کی سخت چیکنگ کی گئی ہے اور یہاں کوئی غلط آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا"...... کرنل اعظم نے کہا۔

"اس کے باوجود وہ داخل ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ ایکس لیبارٹری سے"۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"میں نے مین مشین کو چیک کیا ہے۔ اس میں فلا کیرو بم نصب نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ آج ایجنٹوں نے صرف یہاں کا جائزہ لیا ہے لیکن انہوں نے کوٹھی فون کیا تھا۔ وہاں موجود پولیس میں نے انہیں سب کچھ بتا دیا اس لئے وہ اب اس کوٹھی پر تو نہ پہنچیں گے اور اب وہ عارف خان اور اس کی بیوی کے روپ میں یہاں بھی نہیں آ سکتے اس لئے اب انہیں بہرحال شہر میں ہی تلاش کیا جانا ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

" مجھے رپورٹ مل چکی ہے۔ گاڑی نمبر اور ماڈل کے بارے میں بھی تفصیلات مل چکی ہیں۔ ان کی تلاش جاری ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

" یس سر۔ میں خود بھی اب لیبارٹری سے واپسی پر انہیں تلاش کروں گا"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" اب آپ نے مزید الرٹ رہنا ہے اور کرنل پاشا تک بھی یہ ساری باتیں پہنچا دیں۔ یہ لوگ لازماً کسی اور روپ میں اندر داخل ہوں گے۔ آج وہ صرف جائزہ لے چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" مجھے تو حیرت ہے جناب کہ اس قدر سخت حفاظتی انتظامات اور سائنسی چیک اپ کے باوجود غیر ملکی ایجنٹ مقامی لوگوں کے روپ میں اندر داخل ہو چکے ہیں حالانکہ یہاں جدید ترین میک اپ چیکنگ مشینیں بھی موجود ہے"...... کرنل اعظم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" یہ ترقی یافتہ اور جدید ملک کے ایجنٹ ہیں اس لئے جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال آپ الرٹ رہیں گے"۔ عمران نے کہا اور کرنل اعظم کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فیکٹری ایریا سے نکل کر تیزی سے دوڑتی ہوئی شہر کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ انہوں نے کہاں سے فون

کیا ہو گا۔ ظاہر ہے وہ لیبارٹری سے فون کرتے تو ان کی کال ٹیپ ہو جاتی اور لاشوں کی بات سامنے آتے ہی چیکنگ کی جاتی جبکہ ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے لیبارٹری سے باہر کسی جگہ سے فون کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر پولیس کے پاس ایکس لیبارٹری کا خفیہ فون نمبر ہوتا تو شاید ان لاشوں کی بروقت اطلاع لیبارٹری پہنچ جاتی اور ایسی صورت میں یہ دونوں آسانی سے دھر لئے جاتے لیکن ظاہر ہے پولیس والوں کو تو شاید یہ بھی معلوم نہ ہو گا کہ وہ کسی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ یہی باتیں سوچتے ہوئے وہ ایک پٹرول پمپ کے قریب پہنچ گیا تو اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔ اس نے کار پٹرول پمپ کے قریب روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ پمپ بوائے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ پمپ پر کام کرنے والے کاروں کی آمد و رفت اور ان کے ماڈل وغیرہ کے بارے میں عام لوگوں سے زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

" یہاں سے ایک کار گزری ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے"...... عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر پمپ بوائے کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

" کون سی جناب"...... پمپ بوائے نے جلدی سے نوٹ کو جیب میں ڈالتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا تو عمران نے عارف خان کے زیر استعمال کار کا نمبر، ماڈل اور رنگ بتا دیا۔

" اوہ۔ آپ عارف خان اور ان کی بیگم کی کار کے بارے میں پوچھ

رہتے ہیں۔ وہ تو روزانہ یہاں سے گزرتے ہیں اور اکثر ہمارے پمپ سے ہی فیول ڈلواتے ہیں۔ آج میں بس میں ڈیوٹی پر آرہا تھا کہ میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا لیکن "...... پمپ بوائے بولتے بولتے یکلخت رک گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا کہ وہ ان کے بارے میں کوئی خاص بات بتانا چاہتا تھا لیکن کسی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا ہے۔

"یہ لو ایک اور نوٹ اور بے فکر رہو۔ عارف خان اور اس کی بیگم کو کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ تم نے مجھے بتایا ہے"...... عمران نے ایک اور نوٹ اسے دیتے ہوئے کہا تو پمپ بوائے نے جلدی سے نوٹ جیب میں ڈال لیا۔

"جناب آج ڈیوٹی پر آنے میں کچھ دیر ہو گئی تھی اس لئے میں فیکٹری میں شفٹ کی تبدیلی سے پہلے یہاں نہ پہنچ سکا تھا۔ بہرحال میں نے بس میں یہاں آتے ہوئے عارف خان کی کار کو یہاں سے پانچ کلو میٹر پہلے اسلم زرعی فارم کی طرف مڑتے ہوئے دیکھا تھا"...... پمپ بوائے نے کہا۔

"اسلم زرعی فارم"...... عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ آتے ہوئے وہ اس نام کا بورڈ سڑک کے کنارے لگا ہوا دیکھ چکا تھا۔

"جی ہاں۔ اسلم صاحب کا زرعی فارم ہے۔ ان کی گاڑی بھی ہم سے ہی فیول لیتی ہے۔ آج کل اسلم صاحب بیمار ہیں اس لئے اکثر ان کے بیٹے عباس اور اس کی بیگم آتی جاتی رہتی ہیں"...... پمپ

بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے پاس کار ہے یا کوئی اور سواری"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کے پاس جیپ ہے جناب"...... پمپ بوائے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کا نمبر، ماڈل اور رنگ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک سائیڈ پر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب ساری صورت حال سمجھ گیا تھا کہ چارلس نے راستے میں کسی جگہ فون بوتھ سے کوٹھی کال کی ہو گی اور جب اسے معلوم ہوا ہو گا کہ یہاں پولیس پہنچ چکی ہے اور عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشیں دستیاب ہو چکی ہیں تو وہ اس زرعی فارم کی طرف مڑ گیا ہو گا تاکہ وہاں سے اور کچھ نہیں تو کوئی کار وغیرہ بدل لے کیونکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی کار رات کو چیک ہو چکی ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار زرعی فارم کے بورڈ کے ساتھ سائیڈ پر مڑنے والی سڑک پر مڑ کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ زرعی فارم کے سامنے پہنچ گیا۔ فارم کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے لکڑی کے بنے ہوئے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ لاکڈ نہ تھا۔ وہ کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل ہوا لیکن اسے اندر داخل ہوتے ہی معلوم ہو گیا کہ فارم خالی ہے اور وہاں کوئی آدمی نہیں ہے لیکن وہ آگے بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ

جب ایک کمرے میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ وہاں ایک مرد اور ایک عورت کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں لیکن ان کے چہرے مسخ کر دیئے گئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یقیناً یہی عباس اور ان کی بیگم ہوں گے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے پورے زرعی فارم کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر عقبی طرف وہ گیراج اس کے سامنے آ گیا جس میں عارف خان کی کار موجود تھی۔ اب یہ بات کنفرم ہو گئی تھی کہ چارلس اور کیٹی یہاں آئے اور ان دونوں کو ہلاک کر کے ان کی جیپ میں یہاں سے نکل گئے۔ میک اپ کے بارے میں کنفرم نہ ہو سکتا تھا کہ لیبارٹری میں ان کی کار کی چیکنگ کی گئی تھی اگر اس میں میک اپ باکس ہوتا تو لامحالہ وہ چیک ہو جاتا۔ بہرحال یہ اس کے نزدیک ایک بڑی کامیابی تھی کہ اس جیپ کے بارے میں معلومات مل چکی تھیں جس میں چارلس اور کیٹی سوار تھے ورنہ سیکرٹ سروس کے لوگ ظاہر ہے کار کو ہی تلاش کر رہے ہوں گے۔ عمران تیزی سے اس کمرے میں آیا جہاں فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز اور لہجے میں کہا اور عمران نے جواب میں اسلم زرعی فارم تک پہنچنے اور پمپ بوائے سے ملنے والی معلومات کے بارے میں تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی عباس اور اس کی بیوی کی لاشوں اور ان کی جیپ کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں۔ تم فوراً ممبرز کو کال کر کے جیپ کی تفصیلات ان تک پہنچا دو"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے شہر پہنچ کر جیپ چھوڑ دی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جہاں جیپ ملے گی وہاں سے ان کے بارے میں مزید سراغ بھی مل جائے گا۔ اب بہرحال انہیں تلاش تو کرنا ہے"...... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب کیا ہم اس عباس کی کوٹھی پر جائیں گے"...... کیتھی نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے میں اپنی کوٹھی پر جاؤں گا تاکہ وہاں سے فلا کیرو بم کا ڈی چارجر حاصل کر سکوں۔ پھر لیبارٹری اڑا کر اس کے بعد آگے کا سوچیں گے تاکہ مشن تو مکمل ہو سکے"...... چارلس نے جواب دیا۔

"لیکن تم خود بتا رہے تھے کہ کوٹھی پر پولیس کا پہرہ ہے"۔ کیتھی نے چونک کر پوچھا۔

"تو کیا ہوا۔ ان کا خاتمہ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ میں نے وہاں رہنا تو نہیں ہے صرف ڈی چارجر ہی حاصل کرنا ہے"...... چارلس نے کہا اور کیتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ جیپ بھی چھوڑ دینی چاہئے۔ ہم کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر بھی وہاں جا سکتے ہیں"...... کیتھی نے چند لمحے

"کیا مطلب۔ میں یہاں کیوں رکوں"...... کیتھی نے حیران ہو کر کہا۔

"ڈی چارجر اندر کوٹھی میں نہیں ہے اوپر ایک پرنالے کے پائپ میں موجود ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اسے کوٹھی کے اندر نہ چھپایا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے اور اگر ڈی چارجر ہاتھ سے نکل گیا تو سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا"...... چارلس نے کہا تو کیتھی نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ چارلس کوٹھی کی اس سائیڈ پر چلا گیا جدھر بہت تنگ سی گلی تھی جس میں صرف سیوریج پائپ اور چھت سے ملحقہ پرنالوں کے پائپ موجود تھے۔ چارلس اس تنگ سی گلی میں داخل ہوا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ اوپر سے بارش کے پانی کے لئے اس طرف تین پائپ تھے جو فرش سے کچھ اوپر ختم ہو رہے تھے۔ چارلس درمیانی پائپ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے پائپ کے نیچے والے سرے میں ہاتھ ڈالا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اخباری کاغذوں کا ایک بنڈل اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ اس نے تیزی سے اخبار کھولے اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ان اخباری کاغذوں کے اندر ڈی چارجر کا ڈبہ موجود تھا۔ چارلس نے اس ڈبے پر اس لئے اخباری کاغذ چڑھا دیئے تھے تاکہ یہ پرنالے کے اندر کی طرف سیٹ ہو جائے اور نیچے نہ گر پڑے۔ اس نے پیکٹ کھولا اور پھر اندر موجود ڈی چارجر نکال کر اس نے اسے جیب میں ڈالا اور ڈبہ اور کاغذ وہیں پھینک کر وہ

تیزی سے مڑا اور دوبارہ برآمدے میں پہنچ گیا جہاں کیتی موجود تھی۔

"کیا ہوا۔ مل گیا" ...... کیتی نے پوچھا۔

"ہاں۔ میری جیب میں ہے" ...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ گڈ شو۔ پھر اب چلیں" ...... کیتی نے کہا۔

"ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ یہ کوٹھی اب پورے دارالحکومت میں سب سے محفوظ جگہ ہے اس لئے یہاں ہم اطمینان سے مشن کی تکمیل کے بعد حالات کو سامنے رکھ کر پلاننگ کر سکتے ہیں" ...... چارلس نے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا پلاننگ" ...... کیتی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری تباہ ہوتے ہی وہاں سے دارالحکومت تک کا تمام علاقہ پولیس اور ملٹری انٹیلی جنس نے گھیر لینا ہے اور ہم نے بہرحال واپس بھی جانا ہے اور پھر ہمیں کوئی ایسا ٹھکانہ چاہئے جہاں پہنچ کر ہم محفوظ ہو سکیں ورنہ عام ہوٹلوں میں شاید ہم فوری طور پر چیک کر لئے جائیں" ...... چارلس نے کہا اور کیتی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی خاص ٹپ موجود ہے" ...... کیتی نے چارلس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چیف نے مجھے ایسے حالات کے لئے مختلف ٹپس دی تھیں اور اب ان ٹپس کو استعمال کرنے کا وقت آ گیا ہے" ...... چارلس

نے کہا اور پھر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ فون درمیانی میز پر موجود تھا۔ چارلس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سن رائز کلب" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ میں ایکریمیا سے بول رہا ہوں" ۔ چارلس نے اس بار ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ماسٹر بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا میں ایک کلب ہے ڈاوم مارک میں اس کا مالک ہوں۔ میرا نام ہاتھری ہے" ...... چارلس نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے بتاؤ کیا کام ہے"۔ دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا فون محفوظ ہے" ...... چارلس نے پوچھا۔

"اب محفوظ ہو چکا ہے بے شک کھل کر بات کرو" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک کوٹھی جس کے بارے میں تمہارے علاوہ اور کوئی نہ جانتا ہو اور اس کوٹھی میں جدید ترین میک اپ باکس، مقامی کرنسی اور ایک کار موجود ہونی چاہئے اور اگر ہو سکے تو عام اسلحہ بھی

اس میں موجود ہو لیکن تمہارے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہو۔ یہی بنیادی شرط ہے"...... چارلس نے کہا۔

"موجود ہے۔ رابرٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک۔ بی بلاک۔ وہاں یہ سب چیزیں بھی موجود ہیں۔ یہ میرا انتہائی خفیہ اور خصوصی اڈا ہے اور میرے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ اس کے گیٹ پر نمبروں والا تالا موجود ہے اور نمبر ہیں ایٹ تھری ایٹ تھری تم اسے استعمال کر سکتے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ پہلے ہم اس کوٹھی پر جائیں گے اور پھر وہاں سے نئے میک اپ کر کے اور کار لے کر لیبارٹری جائیں گے"...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا اور کیٹی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عقبی دروازے سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے سائیڈ گلی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"کیا تم وہی جیپ استعمال کرو گے"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ ٹیکسی پر جائیں گے لیکن براہ راست نہیں بلکہ مختلف جگہوں سے ٹیکسی بدل کر"...... چارلس نے کہا اور کیٹی خاموشی سے چلتی رہی۔ اس نے اس پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

عمران ابھی دارالحکومت پہنچا ہی تھا کہ کار کے ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی آواز سنائی دی۔ اس نے جلدی سے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اندر موجود ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ۔ اوور"...... مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ اوور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ یہ عام جنرل کال تھی اور اس کے کسی بھی دوسرے سیٹ پر سنے جانے کے امکانات موجود تھے اس لئے بلیک زیرو نے بھی ایکسٹو کہنے کی بجائے چیف کا لفظ استعمال کیا تھا۔

"نعمانی نے ممتاز کالونی سے کچھ فاصلے پر روڈ سائیڈ پر کھڑی ہوئی وہ جیپ ٹریس کر لی ہے جس کے بارے میں تم نے اطلاع دی تھی۔ تم وہیں پہنچ جاؤ تا کہ آگے کام ہو سکے۔ اوور"...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"اوکے سر۔ اوور"...... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر ڈیش بورڈ بند کر کے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے سڑک پر لا کر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کی نشاندہی بلیک زیرو نے کی تھی اور اسے دور سے ایک سائیڈ پر درختوں کے نیچے جیپ کھڑی نظر آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی نعمانی کی کار بھی موجود تھی۔ عمران نے کار قریب لے جا کر روکی تو نعمانی جو کار کے اندر بیٹھا ہوا تھا نیچے اتر آیا۔

"تم نے جیپ کی تلاشی تو لی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اندر کچھ نہیں ہے"...... نعمانی نے جواب دیا۔

"تم نے جب اسے چیک کیا تو اس وقت اس کا انجن گرم تھا یا ٹھنڈا"...... عمران نے پوچھا۔ وہ کار کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹھنڈا تھا"...... نعمانی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اپنی کار میرے پیچھے لے آؤ۔ ہم نے ممتاز کالونی جانا ہے"...... عمران نے کہا اور نعمانی واپس اپنی کار کی طرف مڑ گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چارلس اور کیٹی دونوں لامحالہ ممتاز کالونی کی اسی رہائش گاہ پر گئے ہوں گے۔ گو وہاں پولیس مین موجود تھا لیکن چارلس اور کیٹی کے لئے اسے ختم کرنا مشکل نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر سائیڈ میں

روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے نعمانی کی کار آ کر رکی اور پھر نعمانی بھی کار سے نیچے اتر آیا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ پوری طرح ہوشیار رہنا ہمارا واسطہ خاصے چالاک اور ہوشیار ایجنٹوں سے ہے"...... عمران نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سڑک کراس کر کے وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں عارف خان کی رہائش تھی۔

"اوہ۔ اسے تو پولیس نے سیلڈ کر دیا ہے"...... عمران نے کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رکتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے یہاں"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہاں کون رہتے رہے ہیں۔

"آؤ عقبی طرف چلنا ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ سائیڈ گلی سے ہوتے ہوئے جب عقبی طرف پہنچے تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ عقبی دروازہ بند نہ تھا۔ عمران نے دروازے کو دھکیل کر پوری طرح کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ گو اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا لیکن اندر داخل ہوتے ہی اسے احساس ہو گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ ویسے بھی عقبی دروازے کے کھلے ہونے کا مطلب یہی تھا کہ چارلس اور کیٹی یہاں آئے ضرور تھے لیکن پھر واپس جا چکے ہیں۔ عمران نے مشین پسٹل جیب میں رکھ لیا۔

"کوٹھی تو خالی لگتی ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب یہ چیک کرنا ہوگا کہ چارلس اور کیتھی یہاں آئے کیوں تھے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا سامنے کی طرف پہنچ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری کوٹھی چیک کر لی لیکن کوٹھی واقعی خالی تھی۔

"عمران صاحب۔ قدموں کے نشانات ادھر چھوٹی گلی کی طرف جا رہے ہیں اور یہ تازہ نشانات ہیں کیونکہ اس طرف گرد موجود تھی"...... اچانک نعمانی نے کہا تو عمران تیزی سے اس طرف بڑھ گیا۔ وہاں واقعی کسی مرد کے قدموں کے نشانات چھوٹی گلی کی طرف جانے والے گرد آلود فرش پر واضح نظر آ رہے تھے۔ عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے اس تنگ گلی میں جھانکا اور پھر بے اختیار اچھل کر وہ آگے بڑھا۔ اسے گلی کے درمیان فرش پر اخباری کاغذوں کا بنڈل پڑا ہوا نظر آ گیا تھا اور یہ خلاف معمول بات تھی۔ عمران آگے بڑھا اور پھر اس کی نظریں اخباری کاغذوں کے اس بنڈل کے ساتھ ہی پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے پر پڑیں تو اس نے جھک کر وہ ڈبہ اٹھا لیا۔ ڈبہ خالی تھا لیکن اس پر موجود چھپا ہوا سٹکر دیکھ کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس پر اسرائیلی فوج کا مخصوص نشان موجود تھا اور اس پر اسرائیلی زبان میں تفصیلات درج تھیں۔ عمران چونکہ اس زبان کو اچھی طرح پڑھ اور سمجھ سکتا تھا اس لئے اسے پڑھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... نعمانی نے جو گلی کے کنارے پر ہی

موجود تھا اونچی آواز میں پوچھا تو عمران ڈبہ اٹھائے تیزی سے مڑا۔

"یہ فلا کیرو بم کے مخصوص ڈی چارجر کا ڈبہ ہے اور اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ چارلس اور کیتھی یہاں کیوں آئے تھے۔ وہ ڈی چارجر حاصل کرنا چاہتے تھے اور ڈی چارجر لے جانے کا مطلب ہے کہ انہوں نے فلا کیرو بم وہاں نصب کر دیا ہے جبکہ ہم اسے چیک نہیں کر سکے ویری سیڈ"...... عمران نے گلی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"پھر تو لیبارٹری اب تک تباہ ہو چکی ہو گی"...... نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے پڑھ لیا ہے۔ اس کی رینج خاصی کم ہے اس لئے انہیں واپس لیبارٹری کے قریب جانا پڑے گا اور وہ جیپ میں نہیں گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کوئی اور بندوبست کیا ہے"۔ عمران نے واپس برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ویسے قدموں کے تازہ نشانات اندرونی کمرے کی طرف بھی جاتے ہوئے میں نے مارک کئے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"تمہیں تو کھوجی ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھوجی۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی خاص اصطلاح ہے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ملک کے دیہاتوں میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پیروں کے نشانات دیکھ کر ان کے مالکوں کو پہچان لیتے ہیں۔ انہیں کھوجی

کہا جاتا ہے۔ جب کسی کے گھر چوری ہوتی ہے تو وہ ان کھوجیوں کی خدمات حاصل کرتا ہے اور کھوجی پیروں کے نشانات دیکھ کر ان کے ذریعے چوروں کو تلاش کر لیتے ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔ قدموں کے نشانات جس کمرے میں گئے تھے وہاں فون موجود تھا اور فون پر جمی ہوئی گرد پر انگلیوں کے نشانات واضح نظر آ رہے تھے۔

"اوہ۔ تو انہوں نے یہاں سے کسی کو فون کیا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب فون میں میموری کا سسٹم موجود ہے اس لئے جہاں کال کی گئی ہے اس کا اس میں نمبر موجود ہو گا۔ میں چیک کرتا ہوں"...... نعمانی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں۔ ویری گڈ۔ تم تو واقعی ماہر کھوجی بنتے جا رہے ہو"۔ عمران نے کہا لیکن نعمانی نے مختلف بٹن دبائے تو فون میں موجود ایک خانہ روشن ہو گیا اور پھر ایک فون نمبر ابھر آیا۔

"یہ آخری نمبر ہے جو میموری میں محفوظ ہے"...... نعمانی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور وہی نمبر پریس کر دیئے۔

"سن رائز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں سنٹرل انٹیلی جنس سے ڈپٹی ڈائریکٹر آصف خان بول رہا ہوں۔ کون مالک ہے کلب کا"...... عمران نے کہا۔

"مالک۔ جناب ماسٹر راشیل صاحب"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا وہ موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہولڈ کریں میں بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں آصف خان بول رہا ہوں ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس۔ آپ کے کلب میں مشینی گیمز بھی موجود ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے بس یہی معلوم کرنا تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ نعمانی اب ہمیں جلد از جلد اس ماسٹر تک پہنچنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو عمران صاحب کہ ہم ماسٹر کو چیک کرتے رہیں اور وہ لوگ لیبارٹری کے قریب پہنچ کر اسے اڑا دیں"...... نعمانی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی رسک نہیں لیا جا سکتا"...... عمران نے بڑبڑاتے

Scanned and Uploaded By

ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹھی میں داخل ہونے سے لے کر اب تک کی ساری رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ پھر تو انہیں فوری کور کرنا ضروری ہے"...... چیف نے کہا۔

"ہم ان کے پیچھے جا رہے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس دوران لیبارٹری کے قریب پہنچ کر اسے اڑا دیں اس لئے آپ ہنگامی حالات کے تحت شہر سے لیبارٹری جانے والے راستے کو لیبارٹری سے کم از کم چار کلو میٹر کے فاصلے پر لیبارٹری کے چاروں طرف فوج کا گھیرا ڈلوا دیں اور کسی بھی آدمی کو کسی صورت بھی اس گھیرے کو کراس نہ کرنے دیں اس طرح وہ لوگ ڈی چارجر استعمال نہ کر سکیں گے کیونکہ ڈی چارجر کی رینج صرف دو کلو میٹر ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تمہاری تجویز درست ہے لیکن اس ڈی چارجر کو فوری برآمد ہونا چاہئے"...... چیف نے کہا۔

"یس سر"...... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ نعمانی اب ہمیں تیزی سے کام کرنا پڑے گا۔ اس چارلس نے واقعی مجھے نچا کر رکھ دیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سفید رنگ کی کار تیزی سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جو ایکس لیبارٹری کی طرف جاتی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر چارلس اور سائیڈ سیٹ پر کیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں نے اپنے چہروں پر ایکریمی باشندوں جیسا میک اپ کر رکھا تھا۔ ان کی جیبوں میں اس میک اپ کے مطابق باقاعدہ کاغذات موجود تھے جو ہر لحاظ سے درست تھے۔ متبادل کاغذات چارلس نے پہلے ہی تیار کرائے ہوئے تھے۔ کاغذات کی رو سے وہ ٹورسٹ تھے۔ ممتاز کالونی سے نکل کر اور مختلف ٹیکسیاں بدل کر وہ رابرٹ کالونی پہنچ گئے تھے جہاں وہ کوٹھی موجود تھی جس کا پتہ سن رائز کلب کے مالک ماسٹر نے دیا تھا۔ اس کوٹھی میں واقعی ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ وہاں جدید ترین میک اپ باکس بھی تھا جس کی مدد سے انہوں نے موجودہ میک اپ کیا تھا۔ وہاں سے انہیں اپنے مطلب کے لباس بھی

مل گئے تھے اس لئے اب وہ نئے لباس اور نئے میک اپ میں کوٹھی میں موجود کار میں سوار واپس لیبارٹری کی طرف جا رہے تھے تاکہ مشن کی تکمیل کر سکیں۔

"اگر ڈی چارجر کی رینج زیادہ ہوتی تو ہمیں اتنی دور واپس نہ جانا پڑتا"...... کیٹی نے کہا۔

"فلاکیرو انتہائی مخصوص بم ہے۔ کیٹی اور سارے مشن کا انحصار اس بم پر تھا ورنہ تو اس لیبارٹری میں جیسے انتظامات تھے اور کوئی بم اندر جا ہی نہ سکتا تھا اور اگر چلا بھی جاتا تو کسی صورت فائر نہ ہو سکتا تھا"...... چارلس نے جواب دیا۔

"عارف خان اور اس کی بیوی کی لاشوں کی اطلاع لامحالہ لیبارٹری پہنچ گئی ہو گی۔ ایسی صورت میں کہیں فلاکیرو بم ہی نہ ٹریس کر کے آف کر دیا گیا ہو"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ اسے وہ لوگ کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتے"۔ چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ کہاں نصب کیا ہے تم نے اسے"...... کیٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس مشین کی صرف عقبی جالی کھل سکتی ہے۔ سائیڈوں پر موجود جالیاں نہیں کھل سکتیں اور سامنے کے حصے میں ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں یہ بم نصب کر سکتا اور نہ ہی وہاں اس کا کوئی حصہ کھول سکتا تھا اور سائیڈوں کی جالیاں اتنی باریک تھیں کہ اس کے

سوراخوں میں سے فلا کیرو بم کسی صورت بھی اندر نہ جا سکتا تھا۔ اگر میں کسی نہ کسی طرح ڈال بھی دیتا تو لامحالہ انتہائی نازک مشین آف ہو جاتی اور ہنگامہ برپا ہو جاتا اس طرح وہ بم لازماً ٹریس کر لیا جاتا"...... چارلس نے کہا۔

"پھر تم نے آخر کیا کیا ہے۔ میں بھی وہاں موجود تھی۔ مجھے تو خود معلوم نہیں ہو سکا"...... کیتھی نے کہا تو چارلس بے اختیار ہنس پڑا۔

"جب لنچ کی گھنٹی بجی تو سب لوگ اپنی اپنی ڈیوٹیاں چھوڑ کر کنٹین کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ ایسا وقت تھا کہ کسی کی توجہ دوسرے کی طرف نہ ہو سکتی تھی۔ میں اس وقت مشین پر کام کر رہا تھا۔ میں نے ہاتھ میں فلا کیرو بم چھپا لیا اور پھر ایک رینچ نیچے گرا دیا جسے میں نے پیر سے مشین کے نیچے دھکیل دیا۔ اس کے بعد میں نے جھک کر مشین کے نیچے رینچ اٹھانے کے لئے ہاتھ ڈالا اور اس کے ساتھ ہی فلا کیرو بم میں نے اس مشین کے نچلے حصے میں چپکا دیا اور پھر رینچ اٹھا کر میں نے اسے واپس باکس میں رکھا اور کنٹین کی طرف بڑھ گیا"...... چارلس نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ۔ تمہاری یہی ذہانت مجھے حیران کر دیتی ہے۔ یہ مشین فرش سے اونچی رکھی گئی تھی اور نیچے خلا موجود تھا۔ میرا تو اس طرف خیال ہی نہ گیا تھا"...... کیتھی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اس مشین میں مخصوص گیس کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اسے سائیڈوں اور عقبی طرف کے ساتھ ساتھ نیچے سے بھی تازہ ہوا کا لگنا ضروری ہے ورنہ مشین گرم ہو کر کام چھوڑ سکتی ہے اس لئے اس کی تینوں سائیڈوں پر جالیاں لگائی گئی ہیں اور اس کا نچلا حصہ فرش سے اونچا رکھا گیا ہے اور یہ خلا بہرحال اتنا نہیں کہ اس کے نیچے موجود بم بیٹھنے سے بھی نظر آ سکے۔ ایسا صرف اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب نیچے ہاتھ ڈالا جائے یا فرش پر لیٹ کر اسے دیکھنے کی کوشش کی جائے اس لئے وہاں بم ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا"...... چارلس نے جواب دیا اور کیتھی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا لیکن پھر کار جیسے ہی ایک موڑ مڑی چارلس نے بے اختیار اسے آہستہ کر دیا کیونکہ سامنے باقاعدہ فوجی چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور نہ صرف چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی بلکہ سڑک کی سائیڈوں میں بھی دور دور تک خاردار تاریں لگا دی گئی تھیں اور وہاں ہر دس قدم پر ایک مسلح فوجی باقاعدہ پہرہ دے رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔ کیا مطلب"...... چارلس نے چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر بریک لگاتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ اس طرف ہنگامی حالات ہیں آپ ادھر سے آگے نہیں جا سکتے"...... ایک فوجی آفیسر نے آگے بڑھ کر چارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن کیوں۔ کیا ہوا ہے ادھر۔ ہم نے تو ٹریزی پورہ جانا ہے"...... چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب ملٹری سیکرٹ ہے سر۔ اگر آپ نے ٹریزی پورہ جانا ہے تو

آپ واپس شہر جائیں اور پھر پرنس روڈ سے چکر کاٹ کر آپ تری پورہ جا سکتے ہیں۔ ادھر سے نہیں"...... فوجی آفیسر نے جواب دیا۔

"یہ ہنگامی حالات کب تک رہیں گے۔ چلو آج نہیں تو ہم کل چلے جائیں گے"...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا"۔ فوجی آفیسر نے جواب دیا تو چارلس نے اوکے کہہ کر کار کو بیک کر کے موڑا اور پھر واپس چل پڑا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا۔ صرف سڑک ہی بلاک نہیں کی گئی بلکہ سائیڈوں پر بھی خار دار تاریں ہیں"...... کیٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ لیبارٹری کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے کیا گیا ہے"...... چارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں۔ کیا انہیں ڈاکیرو بم کا علم ہو گیا ہے"...... کیٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی ہے اور یہ اس غلطی کا نتیجہ ہے"۔ چارلس نے کہا۔

"کیا غلطی"...... کیٹی نے چونک کر پوچھا۔

"ڈی چارجر کا ڈبہ میں نے وہیں پھینک دیا تھا۔ اس پر درج بھی درج تھی اور دوسری تفصیلات بھی اور وہ یقیناً عمران یا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا ہو گا اس لئے فوری طور پر لیبارٹری کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے انہوں نے اس کے گرد ملٹری کا گھیرا ڈال دیا

ہے اور اب وہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے"...... چارلس نے کہا تو کیٹی کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"اوہ۔ لیکن سیکرٹ سروس اس کوٹھی میں کیوں گئی ہو گی۔ وہ تو پہلے ہی تلاشی لے چکے ہیں اور پھر وہاں پولیس موجود تھی۔ انہیں کیسے شک ہوا کہ وہاں ڈی چارجر ہو سکتا ہے"...... کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس زرعی فارم کو بھی چیک کر لیا گیا ہو گا اور وہاں سے انہیں اس جیپ کے بارے میں معلومات مل گئی ہوں گی اور پھر ہم سے یہ حماقت ہوئی کہ ہم نے جیپ ممتاز کالونی کے قریب چھوڑ دی۔ مجھے یقین ہے کہ اس جیپ کو ممتاز کالونی کے قریب دیکھ کر انہیں اس کوٹھی کو چیک کرنے کا خیال آیا ہو گا۔ اس طرح ڈی چارجر کا ڈبہ ان کے ہاتھ لگ گیا"...... چارلس نے جواب دیا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... کیٹی نے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انتظار کر سکتے ہیں۔ یہ ہنگامی حالات آخر کب تک قائم رہیں گے۔ ہم اپنا مشن کسی بھی وقت مکمل کر سکتے ہیں"...... چارلس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر وہ اس ماسٹر تک پہنچ گئے تو پھر انہیں ہمارا ٹھکانہ بھی مل جائے گا"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم نے ماسٹر کے ذریعے یہ کوٹھی حاصل کی ہے۔ وہ آپ جادوگر تو نہیں ہیں"۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی میں جو فون تھا اس میں میموری سسٹم موجود تھا" ۔ کیپٹی نے کہا تو چارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس وقت تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ اوہ۔ اب تمہارے کہنے پر یاد آیا ہے۔ ویری سیڈ۔ تم نے بھی مجھے نہیں بتایا ورنہ میں میموری واش کر دیتا۔ ویری بیڈ" ...... چارلس نے کہا۔

"مجھے بھی اب خیال آیا ہے" ...... کیپٹی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اب تو واپس اس کوٹھی میں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے اور یہ کار بھی ہمیں بہرحال چھوڑنا پڑے گی" ۔ چارلس نے کہا۔

"اب ہم ٹورسٹس کے میک اپ میں ہیں اور ہمارے کاغذات بھی درست ہیں اس لئے کیوں نہ ہم کسی اچھے سے ہوٹل میں شفٹ ہو جائیں۔ اب وہ پورے دارالحکومت کو تو چیک کرنے سے رہے" ...... کیپٹی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ تجویز درست ہے" ...... چارلس نے کہا اور پھر شہر پہنچ کر چارلس نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایک چھوٹی سی کالونی انہوں نے پیدل چل کر کراس کی اور پھر ٹیکسی انگیج کر کے وہ آگے بڑھ گئے۔ ٹیکسی انہوں نے ایک مارکیٹ کے قریب چھوڑ دی اور پھر کئی ٹیکسیاں بدل کر وہ آخرکار ہوٹل شیرٹن پہنچ گئے جو سیاحوں کا پسندیدہ ہوٹل تھا اور چارلس کو یقین تھا کہ اس ہوٹل میں وہ ہر لحاظ سے محفوظ رہیں گے۔

عمران نے کار سن رائز کلب کے سامنے روکی۔ اس کے پیچھے ہی نعمانی کی کار بھی آ کر رک گئی۔

"آؤ نعمانی" ...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا وہ کلب میں داخل ہو گیا۔ کلب کے ہال کا ماحول خاصا پرامن تھا اور وہاں موجود لوگ بھی اچھے طبقے سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے کونے میں ایک لڑکی فون سامنے رکھے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ کاؤنٹر پر موجود دو دوسری لڑکیاں ویٹرز کو سروس سرو کرنے میں مصروف تھیں۔ عمران اور نعمانی تیز تیز قدم اٹھاتے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"ماسٹر [illegible] کہاں ہے" ...... عمران نے قریب جا کر سرد لہجے میں پوچھا۔

"دائیں طرف راہداری میں چلے جائیں" ...... لڑکی نے جواب دیا

اور عمران سرہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دائیں ہاتھ پر موجود راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے سامنے باوردی آدمی کھڑا تھا۔ عمران اور نعمانی کے قریب آنے پر اس نے انہیں سلام کیا اور پھر ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ عمران نے سرہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا اور آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے چہرے مہرے سے شریف اور کاروباری آدمی ہی لگتا تھا لیکن عمران اسے دیکھ کر اس لئے چونک پڑا تھا کہ وہ مقامی نہیں تھا بلکہ غیر ملکی تھا اور کسی یورپی ملک کا باشندہ دکھائی دیتا تھا۔

"آیئے۔ میرا نام ماسٹر راشیل ہے"...... اس ادھیڑ عمر نے ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ماسٹر راشیل۔ ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"...... عمران نے جیب سے خصوصی شناختی کارڈ نکال کر اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"سپیشل پولیس۔ لیکن میں تو ہمیشہ صاف ستھرا بزنس کرنے کا عادی ہوں"...... ماسٹر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے آپ سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ درست بتائیں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی فرمائیں۔ ویسے پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... ماسٹر نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں اس لئے اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ آپ کتنے عرصے سے پاکیشیا میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"گذشتہ آٹھ سالوں سے اور مجھے یہاں کی شہریت مل چکی ہے"۔ ماسٹر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کس ملک کے باشندے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈان مارک کا۔ لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ ماسٹر نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اب پاکیشیا کے باشندے ہیں تو اب ڈان مارک کی نسبت پاکیشیا کے مفادات آپ کو زیادہ عزیز ہونے چاہئیں۔ آپ نے چارلس نامی ڈان مارک کے ایجنٹ کو فون کال پر رہائش گاہ مہیا کی ہے۔ اس کی تفصیل بتا دیں"...... عمران نے کہا تو ماسٹر راشیل بے اختیار چونک پڑا۔

"میں نے۔ نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں"...... ماسٹر نے فوراً بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوچ لیں۔ اگر آپ کا جواب بعد میں غلط ثابت ہوا تو آپ کو ملک سے غداری پر گولی بھی ماری جا سکتی ہے"...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں"...... ماسٹر نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد کہا۔

" او کے شکریہ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ماسٹر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا لیکن اس سے پہلے کہ ماسٹر کا ہاتھ حرکت میں آتا عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے ماسٹر میز پر گھسٹتا ہوا ایک دھماکے سے میز کی دوسری طرف فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گرا جبکہ نعمانی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر اس کی آواز سن کر باہر موجود مسلح آدمی اندر داخل ہو تو اسے کور کیا جا سکے۔ ماسٹر جیسے ہی نیچے گرا اس نے تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تھا اور ماسٹر کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم بے اختیار جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور باہر موجود آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ نعمانی کا بازو گھوما اور کنپٹی پر ضرب کھا کر وہ آدمی چیختا ہوا نیچے فرش پر جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" بولو کون سی رہائش گاہ دی ہے۔ بولو "...... عمران نے اس طرف توجہ دیئے بغیر اپنے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" را۔ رابرٹ کالونی کوٹھی نمبر ایک سو ایک۔ بی بلاک "۔ ماسٹر

کے منہ سے خرخراتی ہوئی سی آواز نکلی تو عمران نے پیر ہٹایا اور جھک کر اسے اٹھا کر صوفے پر ڈال دیا۔ ماسٹر چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

" کس کے کہنے پر تم نے انہیں رہائش گاہ دی ہے۔ بولو ورنہ "۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ ماسٹر کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

" وہ۔ وہ بلیک ایرو کے چیف ہارڈی کے کہنے پر۔ وہ میرا دوست ہے اس نے مجھے فون کر کے کہا تھا "...... ماسٹر نے اس بار تیزی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے سارے کس بل پہلی کارروائی سے ہی نکل چکے تھے۔

" کس نے تمہیں فون کیا تھا۔ تفصیل بتاؤ "...... عمران نے کہا تو ماسٹر نے فوراً ہی وہ مخصوص الفاظ دوہرا دیئے۔

" تمہیں اس کے نام کا علم نہیں ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ ہارڈی نے کہا تھا کہ جو بھی یہ کوڈ بتائے میں نے اس کا کام کرنا ہے "...... ماسٹر نے جواب دیا۔

" وہاں کار ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ اس نے کار، اسلحہ اور کرنسی بھی طلب کی تھی "۔ ماسٹر نے جواب دیا۔

" کار کا نمبر، ماڈل اور رنگ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ "...... عمران نے کہا تو ماسٹر نے تفصیل بتا دی۔

"نعمانی اس کا خیال رکھنا میں فون کر لوں"...... عمران نے کہا اور مشین پسٹل جیب میں ڈال کر اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ ایک کار کی تفصیل بتا رہا ہوں۔ ڈان مارک کے ایجنٹوں کے زیر استعمال اب یہ کار ہے اس لئے اس کی تلاش کرائیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماسٹر کی بتائی ہوئی کار کے بارے میں تفصیل دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ملٹری والا کام تو ہو گیا ہو گا جناب"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے سر"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"اس ماسٹر کو آف کر دو"...... عمران نے نعمانی سے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد نعمانی بھی باہر آ گیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"رابرٹ کالونی چلو"...... عمران نے کلب سے باہر آ کر اپنی کار کی

طرف بڑھتے ہوئے کہا اور نعمانی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران رابرٹ کالونی پہنچ چکا تھا۔ جلد ہی مطلوبہ کوٹھی تلاش کر لی گئی لیکن اس کے پھاٹک پر تالا لگا ہوا تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نعمانی بھی کار روک کر نیچے اترا اور پھر وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔

"کوٹھی تو بند ہے عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ وہ لوگ یقیناً لیبارٹری گئے ہوں گے ہمیں اندر جانا ہے۔ تم پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود جاؤ"...... عمران نے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر بالکل کسی بندر کی طرح انتہائی تیز رفتاری سے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا اور پھر اس نے چھوٹا پھاٹک کھول دیا تو عمران اندر داخل ہوا۔

"پھاٹک اندر سے بند کر دو"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے پھاٹک اندر سے بند کر دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی طرف بڑھا جہاں برآمدہ تھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ نعمانی اس کے پیچھے تھا۔ پورچ خالی پڑا ہوا تھا اور کوٹھی پر گہری خاموشی طاری تھی۔ عمران اور نعمانی اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے پوری کوٹھی چیک کر لی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ ایک کمرے میں اترے ہوئے لباس اور دو ماسک اس انداز میں پڑے ہوئے تھے جیسے انہیں استعمال کرنے کے بعد اتارا گیا ہو۔

"وہ باقاعدہ میک اپ کر کے یہاں سے گئے ہیں۔ بہرحال وہ واپس ادھر ہی آئیں گے"...... عمران نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب ظاہر ہے ان کی واپسی کے انتظار کے وہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

"نعمانی تم باہر جا کر پھاٹک کے قریب رکو تاکہ اگر وہ لوگ واپس آئیں تو ہم پہلے سے تیار رہیں"...... عمران نے نعمانی سے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہاتھ بڑھایا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر۔ کیا تم نے کار کے بارے میں اطلاع دے دی ہے ممبرز کو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ فوراً دے دی تھی اور اب اس کار کو تلاش کیا جا رہا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ملٹری چیکنگ پوسٹ پر بھی اس کار کی تفصیلات بھجوا دو۔ میں ان کی نئی رہائش گاہ سے ہی بول رہا ہوں۔ وہ لازماً وہیں گئے ہوں گے اگر یہ کار وہاں پہنچے تو ان دونوں کو فوری طور پر گرفتار کر لیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے

بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر کار کہیں مل جائے یا ملٹری کی طرف سے کوئی اطلاع آئے تو تم نے مجھے واچ ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینی ہے۔ میں اسے آن کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے اپنی ریسٹ واچ اتاری اور اس میں موجود ٹرانسمیٹر پر اپنی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کیا اور پھر ریسٹ واچ اس نے دوبارہ باندھ لی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد اسے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کا کاشن ملا تو اس نے جلدی سے اسے آن کر دیا۔

"چیف کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ملٹری کی طرف سے اطلاع مل چکی ہے کہ یہ کار کافی دیر پہلے وہاں پہنچ کر واپس جا چکی ہے۔ ان سے حلیوں کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی کیونکہ انہیں خصوصی طور پر چیک نہ کیا گیا تھا البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کار میں ایک مرد اور ایک عورت موجود تھے اور وہ دونوں ایکریمی تھے اور صدیقی کی طرف سے بھی اطلاع مل چکی ہے کہ اس نے یہ کار لیاقت روڈ کے تیسرے چوراہے کے قریب پارکنگ

میں کھڑی چیک کر لی ہے لیکن کار خالی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ حد درجہ محتاط ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ دوسری رہائش گاہ پر بھی نہیں پہنچے۔ بہرحال اب انہیں تلاش کرنا ہوگا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا کیونکہ اب یہاں رکنا وقت ضائع کرنے کے مترادف تھا۔

لیاقت روڈ کے تیسرے چوراہے کے قریب ایک سرکاری مارکیٹ تھی جس کے دائیں کنارے پر باقاعدہ پارکنگ کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی اور صدیقی نے اس پارکنگ میں وہ کار چیک کی تھی جس کے بارے میں چیف نے انہیں ہدایت دی تھی۔ اس نے کار کے بارے میں چیف کو ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی تو چیف نے اسے وہیں رکنے کا حکم دیا۔ صدیقی نے سوچا کہ اسے کار کی تلاشی لینی چاہئے۔ کار چونکہ لاکڈ تھی اس لئے اس نے جیب سے مخصوص چابی نکالی اور پھر اس کی مدد سے اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اندر سے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"کون ہیں آپ اور یہ کیا کر رہے ہیں"...... اچانک اسے عقب سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو صدیقی تیزی سے مڑا تو اس نے ایک نوجوان کو کھڑے دیکھا۔ اس نوجوان کے چہرے پر حیرت

تھی۔

"آپ کون ہیں اور کیوں پوچھ رہے ہیں"..... صدیقی نے اسے سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کار آپ کی تو نہیں ہے۔ آپ کون ہیں۔ کیا آپ کار چور ہیں۔ ویسے تو آپ شریف آدمی دکھائی دیتے ہیں"..... اس نوجوان نے کہا۔

"اوہ۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کار کس کی ہے"..... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"یہ ایک ایکریمی جوڑے کی کار ہے۔ اس نے میرے سامنے کار یہاں روکی تھی۔ مجھے اپنے بارے میں بتائیں"..... اس نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔ یہ کار ایک سنگین جرم میں استعمال ہوئی ہے اس لئے اسے چیک کیا جا رہا تھا"..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سپیشل پولیس کا شناختی کارڈ نکال کر اس نوجوان کے سامنے کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ سوری۔ آئی ایم سوری"..... نوجوان نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ واقعی فرض شناس شہری ہیں کہ آپ نے مجھے باقاعدہ چیک کیا ہے۔ آپ پلیز بتائیں کہ وہ غیر ملکی جوڑا کون تھا اور آپ نے اسے کیسے دیکھا ہے"..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کار پارکنگ میں موڑی تو اس وقت یہ جوڑا اس کار سے اتر رہا تھا۔ پھر انہوں نے میرے سامنے کار لاک کی اور پیدل آگے بڑھ گئے اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ مارکیٹ جانے کی بجائے دائیں طرف کو چلے گئے۔ بہرحال مجھے مارکیٹ میں کام تھا اس لئے میں نے زیادہ خیال نہ کیا"..... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جوڑے کا حلیہ، قدوقامت اور لباس کی تفصیل بتا دیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"آئی ایم سوری سر۔ میں تو"..... نوجوان نے اور زیادہ گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ نجانے وہ کس چکر میں پھنس گیا ہے۔

"آپ اگر یہ تفصیل بتائیں گے تو یہ ملک و قوم کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔ یہ دونوں غیر ملکی ایجنٹ تھے اور یہاں ایک میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ سپیشل پولیس کو ان کے حلیوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے اس لئے یہ پکڑے نہیں جا رہے۔ آپ بے فکر رہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو گی نہ آپ کا نام سامنے آئے گا"..... صدیقی نے کہا تو اس نوجوان نے حلیوں، لباس اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

"بہت شکریہ۔ اب آپ یہ سب کچھ بھول جائیں"..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ

گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کار پارکنگ سے نکال کر چلا گیا تو صدیقی نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ صدیقی کالنگ۔ اوور"..... صدیقی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"..... دوسری طرف سے جواب ملا تو صدیقی نے نوجوان سے ہونے والی بات چیت، حلیوں، لباس اور قد وقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے تم ابھی وہیں رکو۔ عمران تمہارے پاس پہنچ رہا ہے اسے یہ تفصیل بتا دینا۔ اوور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدیقی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور نعمانی کی کاریں وہاں آ کر رکیں تو صدیقی تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران کار سے نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی نعمانی بھی کار سے نیچے آ گیا۔

"عمران صاحب۔ میں نے ان کے حلیوں اور دوسری تفصیل معلوم کر لی ہے"..... سلام دعا کے بعد صدیقی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ تفصیل لکھ کر کار میں رکھ گئے تھے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے نوجوان کی آمد سے لے کر اس کے جانے اور اس سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"ویری گڈ۔ ایسے نوجوان واقعی ملک و قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے سب لوگ اس طرح فرض شناسی سے کام لیں تو واقعی جرائم کا خاتمہ ہو سکتا ہے"..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اب انہیں کیسے تلاش کیا جائے"..... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اب یہ یقیناً کسی کوٹھی میں ٹھہرنے کی بجائے کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے اور خاص طور پر اس ہوٹل میں جہاں سیاح رہنا پسند کرتے ہیں"..... نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہلے ہوٹل چیک کر لیتے ہیں۔ تم سب اپنی اپنی کاروں میں جاؤ اور بڑے بڑے ہوٹلوں سے چیکنگ شروع کرو اور وہ لوگ جنہوں نے دو تین گھنٹے پہلے کمرے بک کرائے ہوں اور جوڑے کی شکل میں ہوں انہیں چیک کرو۔ میں بھی چیکنگ کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلائے اور اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران اپنی کار میں جا کر بیٹھا اور اس نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر باکس اور سیٹ بند کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی

دی۔

"ٹائیگر ایک ایکریمی مرد اور ایک ایکریمی عورت کے حلیے، قدوقامت اور لباس کی تفصیل نوٹ کرو۔ اوور"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے صدیقی سے معلوم ہونے والی تفصیل دوہرا دی۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یہ دونوں غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور انتہائی ذہین، تیز اور شاطر لوگ ہیں۔ یہ یقیناً کسی ہوٹل میں دو تین گھنٹے پہلے ٹھہرے ہوں گے۔ انہیں تلاش کرنا ہے اگر ان کے بارے میں کوئی اطلاع ملے تو مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ میں بھی انہیں تلاش کر رہا ہوں اور باقی سیکرٹ سروس بھی ان کی تلاش کے لئے کام کر رہی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"باس یہ دونوں ہوٹل شیرٹن میں موجود ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"تم نے انہیں کیسے اور کیوں چیک کیا ہے۔ اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس میں ہوٹل شیرٹن میں ہی موجود ہوں۔ میں کھانا کھانے اکثر اس ہوٹل میں جاتا رہتا ہوں۔ آپ کی کال جب آئی تو میں وہاں موجود تھا اور جو حلیے اور تفصیل آپ نے بتائی ہے یہ دونوں میری میز کے قریبی میز پر موجود ہیں۔ میں نے انہیں اس لئے خصوصی طور پر دیکھا تھا کہ وہ ایکریمی ہونے کے باوجود ویٹر سے کہہ رہے تھے کہ انہیں یورپی کھانوں کا مینو دیا جائے حالانکہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ایکریمی لوگ یا ایشیائی کھانے تو پسند کرتے ہیں لیکن یورپی کھانے انہیں پسند نہیں آتے اس لئے میں نے انہیں غور سے دیکھا تھا لیکن ظاہر ہے مجھے تو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی آپ کے مطلوبہ لوگ ہیں۔ اب آپ نے حلیے اور تفصیل بتائی ہے تو میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم وہیں رکو میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے سائیڈ سیٹ پر رکھا اور پھر تیزی سے کار سٹارٹ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔

"کیٹی ان حالات میں تمہیں محتاط رہنا چاہئے"...... چارلس نے کمرے میں پہنچ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کیٹی سے کہا۔ وہ دونوں ابھی ڈائننگ ہال سے کھانا کھا کر واپس اپنے کمرے میں پہنچے تھے۔

"کیا ہوا ہے"...... کیٹی نے چونک کر پوچھا۔

"تم ایکریمی میک اپ میں ہو لیکن تم نے ویٹر سے یورپی کھانوں کا مینو طلب کیا جس پر دوسری میز پر بیٹھا ہوا ایک مقامی آدمی چونک کر ہماری طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے"...... چارلس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ اس میں چونکنے اور دیکھنے کی کیا بات ہے"...... کیٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بھی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"ایکریمی یورپی کھانے پسند نہیں کرتے اور یہ بات سب کو معلوم ہے"...... چارلس نے کہا۔

"یہ کوئی اصول تو نہیں ہے۔ پسند تو اپنی اپنی ہوتی ہے۔ بہرحال میں آئندہ خیال رکھوں گی"...... کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہاں اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہنا ہو گا کیونکہ اس وقت یقیناً سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس اور نجانے کون کون ہماری تلاش میں پاگلوں کی طرح کام کر رہے ہوں گے"۔ چارلس نے کہا۔

"تم چیف کو تو رپورٹ دے دو۔ وہ انتظار میں ہو گا"...... کیٹی نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے رپورٹ دینا بے سود ہے"...... چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر روم سروس والوں کو ایکریمیا کی مشہور شراب کمرے میں بھیجنے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد شراب انہیں سرو کر دی گئی تو چارلس اور کیٹی دونوں نے شراب کی چسکیاں لینی شروع کر دیں لیکن ابھی انہوں نے تھوڑی سی ہی شراب پی تھی کہ چارلس کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن تیزی سے گھومنے لگ گیا ہو۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ میرا ذہن"...... چارلس نے جام واپس رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ دروازے کے کی ہول سے سفید دھواں"...... کیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر بند ہو گئی۔ اسی لمحے چارلس کا ذہن بھی تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں روشنی کی کرن نمودار

ہوتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی چارلس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا سارا منظر گھوم گیا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ہوٹل کے کمرے کی بجائے کسی بڑے سے ہال میں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی کیتھی بھی اسی طرح کرسی پر راڈز میں جکڑی ہوئی موجود تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ کیتھی میک اپ کی بجائے اصل حلیے میں تھی۔ اس نے تیزی سے سر گھمایا تو اس کی نظریں سائیڈ پر موجود دروازے کے قریب کھڑے ایک دیوہیکل حبشی پر جم گئیں جو ایکریمی نژاد تھا اور جسمانی لحاظ سے کسی طرح بھی کسی دیو سے کم نہ تھا۔ وہ دروازے کے قریب بڑے پرسکون انداز میں کھڑا تھا۔ اسی لمحے کیتھی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور چارلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

"یہ۔ یہ۔ تم کہاں ہیں۔ یہ کیا ہے"...... کیتھی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ چارلس تم اصل چہرے میں ہو۔ یہ راڈز۔ اوہ۔ یہ حبشی۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... کیتھی کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... چارلس نے جواب دیا البتہ اس نے

راڈز کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا۔

"ہم کہاں ہیں اور تم کون ہو"...... اچانک کیتھی نے اس دیوزاد حبشی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم رانا ہاؤس میں ہو اور ماسٹر علی عمران کے قیدی ہو۔ میرا نام جوانا ہے"...... اس دیوزاد حبشی نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو چارلس علی عمران کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا یہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ یہ پرائیویٹ عمارت ہے۔ اس کا نام رانا ہاؤس ہے"...... اس دیوزاد جوانا نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا اور چارلس اسے دیکھ کر ہی پہچان گیا کہ یہ علی عمران ہے۔ وہ اس سے ایک دو بار مل چکا تھا۔

"تمہاری اصل شکل دیکھ کر مجھے یاد آ گیا ہے تم سے ملاقات ہو چکی ہے اور تم بھی یقیناً مجھے پہچان گئے ہو گے۔ اس کے باوجود بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے ان کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم ہم تک کیسے پہنچ گئے تھے"...... چارلس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ ایسا ظاہر ہے فضول باتیں کرنا بے سود تھی۔

"اسے تم ہماری خوش قسمتی اور اپنی بد قسمتی کہہ سکتے ہو۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پارکنگ میں ملنے والے نوجوان سے حلیوں کی تفصیل معلوم ہونے اور پھر ٹائیگر کے ان کے یورپی مینو طلب کرنے پر چونکنے تک کی ساری بات بتا دی۔

"کاش کیٹی یہ غلطی نہ کرتی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ واقعی تم خوش قسمت ہو ورنہ"...... چارلس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اعتراف ہے کہ تم واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو اور ایک لحاظ سے تم نے اپنی ذہانت سے مجھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دے دی تھی۔ اگر تم سے چند معمولی غلطیاں نہ ہوتیں تو واقعی تم اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے"...... عمران نے بڑے کھلے لہجے میں کہا۔

"ایسی ذہانت کا کیا فائدہ کہ آخر میں مشن ہی ناکام ہو جائے"۔ چارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا اس لئے ہوا ہے چارلس کہ تم اپنے ملک کے لئے یہ مشن مکمل نہ کر رہے تھے بلکہ تم کرائے کے سپاہی تھے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں آٹھ گھنٹوں بعد ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس دوران بلیک ایرو کے چیف ہارڈی کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا گیا اور پھر اس نے زبان کھول دی کہ یہ مشن اصل میں اسرائیل کا تھا۔ ڈان مارک کا نہ تھا اور اب اسرائیل کو اس کی قیمت چکانا پڑے گی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف ہارڈی کو اغوا کیا گیا۔ کس نے کیا۔ کیا مطلب"۔ چارلس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ڈان مارک میں فارن ایجنٹ نے یہ کام کیا ہے اور ہارڈی کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو چارلس کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں بم پھٹ رہے ہوں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا تو ناممکن ہے"۔ چارلس نے رک رک کر کہا۔

"ایسا ہو چکا ہے۔ بہرحال اس پر مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف یہ بتا دو کہ تم نے فلاکیرڈ بم کہاں نصب کیا ہے"...... عمران نے کہا تو چارلس بے اختیار چونک پڑا۔

"ایک صورت میں بتا سکتا ہوں ورنہ تم زندگی بھر اسے تلاش نہ کر سکو گے اور وہ لیزر ڈی چارجر سے کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے"...... چارلس نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کس صورت میں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس صورت میں کہ تم وعدہ کرو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے البتہ یہ وعدہ میں کرتا ہوں کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن ہاتھ میں

نہیں لوں گا"...... چارلس نے جواب دیا۔

"مجھے تم سے زیادہ فلا کیرو بم کے بارے میں معلوم ہے اس لئے تم اپنی ذہانت اس پہلو پر استعمال نہیں کر سکتے۔ ویسے میرا وعدہ کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا اور چارلس نے اسے بتا دیا کہ فلا کیرو بم کہاں نصب ہے۔

"گڈ۔ میں چیک کرا لوں کہ تم نے درست بتایا ہے یا نہیں۔ پھر آتا ہوں اور سنو یہ راڈز مختلف قسم کے ہیں اس لئے انہیں کھولنے کی کوشش تمہارے لئے بے سود ثابت ہو گی اور پھر یہ جوانا یہاں موجود ہے۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نتیجہ تمہارے خلاف بھی نکل سکتا ہے"...... عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا یہ عمران اپنا وعدہ پورا کرے گا"...... کیتھی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے"...... چارلس نے جواب دیا تو کیتھی کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران واپس آ گیا۔

"تم نے درست بتایا ہے اور فلا کیرو بم وہاں سے حاصل کر لیا گیا ہے"...... عمران نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے وعدہ کیا تھا اس لئے میں نے درست بتا دیا تھا اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کرتے ہو"...... چارلس نے کہا۔

"میں نے یہی وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا اور

بے فکر رہو میں اپنا وعدہ پورا کروں گا لیکن تم نے یہاں عارف خان اور اس کی بیوی کو ہلاک کیا ہے۔ زرعی فارم میں ایک مرد اور ایک عورت کو ہلاک کیا۔ اس کے علاوہ تم نے پاکیشیا کی اہم دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے کی کوشش کی اس صورت میں تمہارے زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ گو مجھے افسوس ہے کہ تم جیسا ذہین آدمی ہلاک ہو جائے گا حالانکہ میں ذہانت کی بے حد قدر کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے اپنی ذہانت کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا اور پاکیشیا کے مفادات مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم ہمیں قانون کے حوالے کر دو۔ پلیز"...... چارلس نے یکلخت گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوانا ان دونوں کو گولی مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دینا"...... عمران نے اٹھ کر مڑتے ہوئے اس دیو ہیکل جوانا سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میری بات سنو"...... چارلس نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور کیتھی کی بھیانک چیخ بھی سنائی دی۔ چارلس کی گردن ایک جھٹکے سے کیتھی کی طرف مڑی ہی تھی کہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بھی بے اختیار چیخ نکلی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کے سینے میں یکے بعد دیگرے گرم گرم

سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں اور پھر اس کا سانس جیسے حلق میں اٹک سا گیا۔ اس نے سانس نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن موت کی اتھاہ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران صاحب اس چارلس نے اس بار واقعی ہمیں تگنی کا ناچ نچا دیا تھا"...... بلیک زیرو نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بس یہ اس کی بد قسمتی تھی اور ہماری خوش قسمتی کہ وہ مشن مکمل نہ کر سکا ورنہ حقیقت ہے کہ اس نے اپنی ذہانت سے ہمیں مکمل شکست دے دی تھی۔ مجھے اس کی موت پر افسوس ضرور ہوا ہے لیکن چونکہ اس نے پاکیشیا کے خلاف سازش کی تھی اس لئے اس کا یہ انجام بہرحال ہونا ہی تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اسرائیل دوسری بار بھی تو ایسا کر سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسرائیل پر ایسا جوابی حملہ کیا

جائے کہ وہ اس لیبارٹری کو بھول جائے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ نے کوئی پلان بنا یا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اسرائیل بھی ایرو میزائل تیار کر رہا ہے اسی لئے تو اس نے کوشش کی ہے کہ ہماری لیبارٹری تباہ ہو جائے اور اب جب تک اس کی لیبارٹری تباہ نہیں ہو گی تب تک وہ خاموش نہیں رہے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام میں کر دوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اکیلا آدمی وہاں کچھ نہیں کر سکتا بلیک زیرو اور ٹیم کے ساتھ تم جا نہیں سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کسی ملک کا فارن ایجنٹ بنا کر ساتھ لے جائیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ تم کیسے فارن ایجنٹ بن سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ آپ رضامند نہیں۔ ٹھیک ہے اب مزید میں کیا کہہ سکتا ہوں ورنہ مجھے آپ کے ساتھ کام کر کے حقیقی خوشی ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں وہاں جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تو پھر کون جائے گا"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اسرائیل کو بہرحال اطلاع مل جائے گی کہ اس کا مشن ناکام ہو گیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہم جوابی کارروائی کریں گے اس لئے لامحالہ نہ صرف وہ اپنے ملک میں داخل ہونے سے ہمیں روکنے کے لئے انتہائی وسیع پیمانے پر انتظامات کرے گا بلکہ یہاں بھی اس کے ایجنٹ میری نقل و حرکت کی نگرانی کریں گے اور اس بار چونکہ ہمارا ٹارگٹ سامنے ہے اس لئے میں نے اس بار نیا فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کون سا فیصلہ"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"اس بار مشن پر تین آدمی کام کریں گے۔ تنویر، ٹائیگر اور ٹرومین۔ تنویر انچارج ہو گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تنویر اور ٹائیگر کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ ٹرومین کیسے کام کرے گا اور کیوں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹرومین صرف رابطوں کا کام کرے گا۔ اصل کام تنویر اور ٹائیگر کریں گے۔ ٹرومین کا اسرائیل میں ایک خفیہ فلسطینی ایجنسی سے گہرا تعلق ہے۔ یہ ایجنسی دوسری ایجنسیوں سے بالکل الگ تھلگ

ہے۔ ٹرومین اس ایجنسی سے تنویر اور ٹائیگر کے رابطے کرائے گا اور ان کی مدد کرے گا ورنہ تنویر اور ٹائیگر وہاں کام نہ کر سکیں گے اور ان دونوں کے بارے میں اسرائیل تفصیل نہیں جانتا۔ اس کا تو ٹارگٹ میں ہی ہوں گا اس لیے میں دوسری ٹیم لے کر اسرائیل کے ملحقہ ملک جاؤں گا اور میں وہاں ایسی کوششیں کروں گا جیسے ہم اس ملک کی سرحدوں سے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اس طرح اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کی توجہ ہماری طرف مرکوز رہے گی اور تنویر اور ٹائیگر دونوں اپنا کام کر گزریں گے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی یہ اچھی پلاننگ ہے لیکن یہ سوچ لیں کہ یہ دونوں وہاں کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں۔ تنویر تو بہرحال ڈائریکٹ ایکشن کرے گا ٹائیگر کی بات دوسری ہے لیکن تنویر کی عادت میں جانتا ہوں۔ وہ ٹائیگر کی بات ہی نہ مانے گا“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے اور میں تم سے زیادہ تنویر کو جانتا ہوں۔ تم بے فکر رہو انشاء اللہ یہ دونوں مشن مکمل کر کے آئیں گے۔ ویسے میرا بھی رابطہ ٹائیگر سے رہے گا اس لئے اگر یہ کسی مشکل میں پھنسے تو پھر میں بھی اسرائیل میں داخل ہو جاؤں گا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”گڈ شو۔ چلو اس بلیک ایرو کی وجہ سے اسرائیل کی یہ لیبارٹری تو تباہ ہو جائے گی ورنہ ہم تو شاید کبھی حرکت میں ہی نہ آتے“۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ قدرت کے فیصلے ایسے ہی ہوتے ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد